جشن میلاد پر امام احمد رضا خاں قادری شہید کی پسندیدہ کتاب
اسلام
اور
جشنِ میلاد
مصنف: استاذ المحدثین سید محمد دیدار علی شاہ الوریؒ
عالمی دعوتِ اسلامیہ
1 فصیح روڈ اسلامیہ پارک لاہور فون: 7594003

نام کتاب ـــــــ رسول الکلام

تصنیف ـــــــ استاذ المحدثین سید محمد دیدار علی شاہ الوری رحمۃ اللہ علیہ

ناشر ـــــــ عالمی دعوت اسلامیہ

طابع ـــــــ محبوب الرسول قادری

اشاعت ـــــــ جولائی ۱۹۹۷ء ربیع الاول ۱۴۱۸ھ

تعداد ـــــــ گیارہ صد

ہدیہ ـــــــ ۴۵ روپے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضور ﷺ کی ذات گرامی مخلوق پر اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت و رحمت اور فضل ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ کے ہر فضل و رحمت کے حصول پر خوشی و جشن منانے کا حکم ہے تو آپ ﷺ کی تشریف آوری پر بطریق اولیٰ حکم ہو گا۔

بحمد اللہ عالمی دعوت اسلامیہ نے اس مبارک موضوع پر نہایت ہی علمی اور تحقیقی لٹریچر شائع کیا ہے۔

۱۔ المورد الروی از ملا علی قاری ۲۔ مولد النبی ﷺ ----- از----- ابن حجر مکی ۳۔ مولد رسول اللہ ﷺ ----- از ----- حافظ ابن کثیر ۴۔ مولود برزنجی ----- از ----- شیخ برزنجی

۵۔ محفل میلاد پر اعتراضات کا علمی محاسبہ

اب استاذ المحدثین سید دیدار علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی "رسول الکلام" "اسلام اور جشن میلاد" کے نام سے شائع کی جا رہی ہے۔

ہم مصنف کے پوتے شارح بخاری علامہ سید محمود احمد رضوی دامت برکاتہم العالیہ اور ان کے صاحبزادے سید مصطفیٰ اشرف رضوی کے شکرگزار ہیں جنہوں نے یہ قیمتی کتاب طباعت کے لئے مہیا کی۔

مولانا عبدالحق الہ آبادی کی کتاب "الدر المنظم فی مولد النبی الاعظم" اور اعلیٰ حضرت کے والد گرامی کی کتاب "اذاقتہ الاثام لمانعی المولد والقیام" کی اشاعت کا ارادہ بھی ہے۔ اگر کوئی صاحب ثروت ان کتب کی اشاعت کے لئے عملی تعاون کر سکے تو یہ عمل یقینی طور پر ان کے لئے سعادت دارین کا سبب ہو گا۔

اسلام کا ادنیٰ خادم

محمد خاں قادری

تعارف مصنف

حضرت شیخ المحدثین، امام اہلسنّت مولانا الحاج سید محمد دیدار علی شاہ صاحب الوری قدس سرہ، (المتوفی 1856ء بمطابق 1273ھ) دنیائے اہلسنّت کی عظیم اور نابغہ روزگار ہستی ہیں اور اہل علم میں آپ کا شہرہ ساری دنیا میں ہے۔ زہد و تقویٰ، عبادت و ریاضت، درس و تدریس اور تصنیف و تالیف آپ کے مشاغل تھے۔ عشق رسول ﷺ ان کا سب سے قیمتی متاع تھا۔ آپ نے تبلیغ دین کے لئے اپنی زندگی کا لمحہ لمحہ وقف کر رکھا تھا۔ برصغیر کے عظیم صوفی حضرت سائیں توکل شاہ انبالوی رحمۃ اللہ علیہ سے آپ کو سلاسل اولیاء میں خلافت و اجازت ملی اور پھر حضرت انبالوی رحمۃ اللہ علیہ کی ہدایت پر سلسلہ قادریہ نقشبندیہ کے پیشوا حضرت مولانا شاہ فضل الرحمان گنج مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک پر بیعت ہوئے۔ آپ کی زیر نگرانی منازل سلوک بھی طے کیں اور حدیث کی وہ منفرد سند بھی حاصل کی جو صرف ایک واسطہ سے حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی تک اور صرف دو واسطوں سے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ تک پہنچتی ہے۔ آپ نے 1924ء میں دارالعلوم حزب الاحناف کی بنیاد رکھی۔ تفسیر میزان الادیان، ہدایتہ الغوی، رسول الکلام اور ہدایتہ الطریق کے علاوہ آپ کے مختلف دیوان اور متعدد نادر و نایاب کتب عظیم علمی خزانہ ہیں۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے جب آپ کی کتاب "رسول الکلام" دیکھی تو فرط محبت میں سنتے سنتے کھڑے ہو گئے اور فرط انبساط میں جھومنے لگے (تذکرہ اکابر اہلسنّت)۔ عالمی دعوت اسلامیہ یہی عظیم تصنیف "رسول الکلام" "اسلام اور جشن میلاد" کے مبارک نام سے شائع کرنے کا شرف حاصل کر رہی ہے۔

رب کریم اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرما کر کسی بھی حوالے سے حصہ لینے والے جملہ احباب کے لئے ذریعہ آخرت بنائے۔ آمین - ثم آمین

محبوب الرسول قادری

ناظم نشر و اشاعت عالمی دعوت اسلامیہ

فہرست مضامین رسول الکلام من کلام سید الانام فی بیان المولد والقیام

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَشَرَّفَنَا بِاتِّبَاعِ سُنَّتِہِ السَّنِیَّۃِ الْمُرْتَضٰی فَقَالَ
اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ ۔ وَلَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ (صلی اللہ علیہ وسلم)
اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ ۔ یا اہل النہی والصلوٰۃ والسلام علی سید الوری امام الانبیاء
بدر الدجی وکہف الوری الذی حرمتہ میتا کحرمتہ حیا کیف وقد احیاہ
اللہ بعد ما اماتہ اللہ فقال اَلْاَنْبِیَاءُ لَا یُتْرَکُوْنَ فِیْ قُبُوْرِہِمْ بَعْدَ اَرْبَعِیْنَ لَیْلَۃً وَلٰکِنَّہُمْ
یُصَلُّوْنَ بَیْنَ یَدَیِ اللّٰہِ وَقَالَ عِلْمِیْ بَعْدَ وَفَاتِیْ کَعِلْمِیْ فِیْ حَیَاتِیْ یا اہل الہدیٰ و
اولی الفضل والتقی وعلی آلہ واہل بیتہ الذین طہرہم اللہ تطہیرا واصحابہ الذین
ہم نجوم السماء الہدیٰ فامحوا البدعۃ السیئۃ التی لا نور فیہا وعلی جمیع المؤمنین
والمؤمنات والمسلمین والمسلمات الذین اتبعہما واحبہما **اما بعد** حمد
و صلوٰۃ و تحیات زاکیات فقیر حقیر درماندہ نفس شریر بندہ شرمندہ راجی مراحم لم یزل ابو محمد
سید احمد المدعو بہ محمد دیدار علی بن سید نجف علی حنفی مشہدی ثم الوری ثم لاہوری خدمت
جمیع مومنین حق بین اور علماء دین متین حق گزین میں بہمہ عجز و نیاز التماس پرداز ہے
کہ چونکہ فقیر نے درباب محفل مولد شریف متنازعہ و متعارفہ حرمین شریفین و جمیع بلاد عرب
و غرب کے جنکی شان میں یہ حدیث صحیح مروی صحیح مسلم لا یزال اہل الغرب ظاہرین
علی الحق حتی تقوم الساعۃ وارد ہے درمیان بعض علماء بہ خصوصاً مسلمین شہر الور
میں اختلاف نہایت پایا اور جو بقصد تحقیق کتب معتبرہ سیر اور حدیث و فقہ میں غور کیا تو طرفین
کو غالی افراط و تفریط سے دیکھا اس لیے بموجب حدیث صحیح اَلدِّیْنُ نَصِیْحَۃٌ لِکُلِّ مُؤْمِنٍ وَمُؤْمِنَۃٍ

اور نیز بتائید استدعاء بعض احبا و اصدقا یہ ہیچمدان ناقص البنیان تحقیق و تنقیح جمیع امور متعاملہ اس بزم شریف میں مشغول ہوا اور بعد تحقیق اور تنقیح اور جمع کرنے جمیع دلائل امور متعاملہ حرمین مکرمین کی بزم شریف میں اس مجموعہ کو مشتمل اوپر تین باب کے کیا۔ **باب اول** بیان معنی بدعت اور تحقیق تقسیم اور عدم تقسیم بدعت اور تطابق اقوال قائلین بتقسیم اور غیر قائلین بتقسیم میں اور بیان قباحت اطلاق اسم بدعت میں اوپر اس بزم شریف اور امور متعارفہ حرمین میں در بیان اس محفل منیف کے اور **باب ثانی** بیان آداب اس محفل منیف میں۔ اور **باب ثالث** بیان دلائل امور متعاملہ و متعارفہ اس بزم شریف میں۔ اور حسب الارشاد مولانا و معظمنا خلیفہ ارشد سیدنا و مولانا قطب الارشاد استادی و مولائی مولانا رشاد حسین صاحب قدس اللہ سرہٗ رامپوری نام اسکا **رسول الکلام من کلام سید الانام فی بیان المولد والقیام** رکھا گیا۔ امید کہ ناظرین بالانصاف بلا تعصب و اعتساف اگر مضامین مندرجہ کو مقترن بحق پاویں بلا تامل امر حق کو قبول فرماویں اور لفظ **بدعت سیئہ** محرمہ مکروہہ یا مکفرہ کہ مستعمل اسکا نزدیک جمہور اہل سنت والجماعت کافر ہے یا فاسق بہ نسبت اس بزم شریف متعاملہ و متعارفہ حرمین مکرمین زنہار زنہار زبان پر نہ لائیں۔ مگر امید کہ اختیار ملاحظہ رسالہ ہذا میں یہ چند مقدمات ضرور پیش نظر رکھیں تاکہ بلا تامل سائل دلیل وجوب و فرضیت و سنیت نہ ہو بیٹھیں۔

مقدمہ اول۔ جمہور اہلسنت کے نزدیک اصل اشیاء میں اباحت ہے لہذا اثبات حرمت یا کراہت کسی امر کے لئے بدعت محرمہ یا مکروہہ کہنے والے پر دلیل حرمت یا کراہت کا پیش کرنا ضروری ہے نہ کسی شے کے جائز و مباح کہنے والے پر کہ ہر اس شے کا جسکی ممانعت کسی دلیل سے نہ ثابت ہو مباح و معفو عنہ ہونا نصوص صریحہ سے ظاہر ہے قال اللہ تعالیٰ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْئَلُوْا عَنْ اَشْیَآءَ اِنْ تُبْدَ لَکُمْ تَسُؤْکُمْ وَاِنْ تَسْئَلُوْا عَنْھَا حِیْنَ یُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبْدَ لَکُمْ عَفَی اللّٰہُ عَنْھَا (اے ایمان والو مت پوچھ کچھ کرو تم بہت سی چیزوں سے اگر انکا حکم ظاہر کر دیا جاویگا تو تمکو برا معلوم ہوگا اور اگر اس زمانہ میں کہ قرآن مجید نازل کیا جاتا ہے تم ان بہت سی چیزوں سے سوال کروگے تو اسکا حکم تمہارے مخالف ظاہر کر ہی دیا جاویگا۔ ان چیزوں کا ذکر اللہ نے اسی واسطے چھوڑا ہے کہ انکا کرنا تمہارے واسطے معاف کیا گیا)۔ دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِیْنَۃَ اللّٰہِ الَّتِیْۤ اَخْرَجَ لِعِبَادِہٖ وَالطَّیِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ (فرما دیجئے کون ہے وہ شخص جو حرام

کرے اللہ کی دی ہوئی زینت کی چیزوں کو جنکو اللہ نے اپنے بندوں کے واسطے پیدا کیا ہے اور پاک چیزوں کو رزق سے) اور تیسری جگہ ارشاد فرمایا هُوَ الَّذِی خَلَقَ لَکُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا (وہ وہ اللہ ہے کہ پیدا کیا اس نے واسطے تمہارے جو کچھ زمین میں ہے سب کچھ) اور

مقدمہ دوم۔ چونکہ تعریف مستحب کتب معتبرہ فقہ میں بدیں طور مسطور ہے :۔

اَلْمُسْتَحَبُّ مَا فَعَلَہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَرَّۃً وَتَرَکَہٗ اُخْرٰی وَمَا اَحَبَّہُ السَّلَفُ وَحُکْمُہُ الثَّوَابُ بِالْفِعْلِ وَعَدَمُ الْعِقَابِ بِالتَّرْکِ کَذَا فِی الْکَیْدَانِیْ۔ وَقَالَ الْمَوْلَانَا السَّیِّدُ الشَّرِیْفُ رَحِمَہُ اللّٰہُ فِیْ شَرْحِہِ الْمُسَمّٰی بِشَرْحِ مِیْرِ سَیِّدْ شَرِیْفْ قَوْلُہٗ مَا اَحَبَّہُ السَّلَفُ اَیِ الصَّحَابَۃُ وَالتَّابِعُوْنَ وَاَصْحَابُ الْمَذَاہِبِ الْاَرْبَعَۃِ وَالصَّالِحُوْنَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ۔ وَفِیْ صَفْحَۃِ ۱۶۷ مِنْ نُوْرِ الْاَنْوَارِ اَنَّ الْمُسْتَحَبَّ مَا اَحَبَّہُ الْعُلَمَاءُ وَفِی الدُّرِّ الْمُخْتَارِ وَمُسْتَحَبُّہٗ (اَیِ الْوُضُوْءِ) وَیُسَمّٰی مَنْدُوْبًا وَاَدَبًا وَفَضِیْلَۃً وَھُوَ مَا فَعَلَہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَرَّۃً وَتَرَکَہٗ اُخْرٰی وَمَا اَحَبَّہُ السَّلَفُ وَالْمُرَادُ مِنَ السَّلَفِ مَا نُقِلَ فِی الْقُہُسْتَانِیِّ اَلسَّلَفُ جَمْعُ سَالِفٍ وَھُوَ الْمَاضِیْ وَفِی الشَّرْعِ صَارَ لِکُلِّ مَنْ یُّقَلَّدُ مَذْہَبُہٗ وَیُتَّبَعُ اٰثَرُہٗ کَاَبِیْ حَنِیْفَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ وَ

مستحب وہ فعل ہے جسکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کیا اور کبھی چھوڑا اور جسکو سلف نے دوست رکھا ہو حکم اُسکا ثواب ہے کرنے پر اور نہ ہونا عذاب کا ہے چھوڑنے پر اسی طرح کیدانی میں ہے۔ اور میر سید شریف شرح کیدانی مسمّٰی بشرح میر سید شریف میں اس قول کی شرح اسطرح فرماتے ہیں کہ مراد سلف سے صحابہ اور تابعین اور چاروں مذہبوں کے امام اور اُن اماموں کے شاگرد اور انکے شاگردوں کے شاگرد اور صالحین امت رضی اللہ عنہم ہیں۔ اور صفحہ ۱۶۷ نور الانوار میں تو فقط یہی ہے کہ مستحب اُسکو کہتے ہیں جسکو علماء امت پسند فرماویں ــــ اور درمختار میں ہے کہ مستحب جسکا مندوب اور ادب اور فضیلت بھی نام ہے وہ ہے جسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ کرکے چھوڑ دیا ہو اور وہ کام جسے سلف نے پسند کیا ہو اور مراد سلف سے وہ ہے جو قہستانی میں نقل کیگئی ہے کہ لغت میں سلف انکو کہتے ہیں جو پہلے گذر گئے اور شریعت میں انکو جنکے مذہب کی تقلید کیجاتی ہے مثل ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور

وَاَصْحَابِہٖ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ وَكَذَا سَائِرُ اَصْحَابِ الْمَذَاهِبِ فَاِنَّهُمْ سَلَفٌ لَنَا وَالصَّحَابَةُ وَالتَّابِعُوْنَ سَلَفٌ لَهُمْ انتہی وَالْمُرَادُ مِنْ سَائِرِ اَصْحَابِ الْمَذَاهِبِ الَّذِيْنَ هُمْ سَلَفٌ لَنَا وَهُمْ جُمْلَةُ الْمُجْتَهِدِيْنَ الْمُتَاَخِّرِيْنَ فِی الْمَذْهَبِ كَمَا فِی رَدِّ الْمُحْتَارِ الثَّالِثَةُ الْوَاقِعَاتُ وَهِیَ مَسَائِلُ اِسْتَنْبَطَهَا الْمُجْتَهِدُوْنَ الْمُتَاَخِّرُوْنَ لَمَّا سُئِلُوْا عَنْهَا وَلَمْ يَجِدُوْا فِيْهَا رِوَايَةً وَهُمْ اَصْحَابُ اَبِیْ يُوْسُفَ وَمُحَمَّدٍ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ وَاَصْحَابُ اَصْحَابِهِمَا وَهَلُمَّ جَرًّا

اُنکے تمام شاگردوں کی اور ایسے ہی تمام اصحاب مذہب وہ بلاشبہ ہمارے سلف ہیں اور صحابہ اور تابعین اُنکے سلف اور اصحاب مذہب جو ہمارے سلف ہیں اُنسے مراد مجتہدین متاخرین فی المذہب ہیں چنانچہ در مختار میں ہے کہ تیسرے قسم کے مسئلہ وہ ہیں جنکو پچھلے مجتہدین نے پہلے مجتہدین کے اقوال سے استنباط فرمایا جب وہ اُن مسئلوں سے سوال کئے گئے اور اُسکے متعلق اُنکو کوئی روایت نہ ملی اور وہ امام ابو یوسف اور امام محمد رحمۃ اللہ کے شاگرد ہیں۔ اور اُنکے شاگرد اُنکے شاگرد وعلی ہذا القیاس جہانتک بھی اُنکے شاگردوں کا سلسلہ باقی رہے۔ اور اُنکی سندوں کی تحقیق جو چاہے وہ ہمارے مقدمہ تفسیر میزان الادیان کو مطالعہ کرے جسمیں ہمنے کتب فقہ کی سندونکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک نقل کردیا ہے۔

لہذا ثبوت استحباب کسی امر کا امور دین سے کچھ قرون ثلثہ پر موقوف نہیں ہے۔ بلکہ بموجب حدیث صحیح مرویہ مسلم کے مَنْ سَنَّ فِی الْاِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَعُمِلَ بِهَا بَعْدَهٗ كُتِبَ لَهٗ مِثْلُ اَجْرِ مَنْ عَمِلَ بِهَا وَلَا يَنْقُصُ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَیْءٌ کہ انشاء اللہ تفصیل اُسکی باب ثالث میں آویگی۔ ثبوت استحباب کسی امر کا کسی وقت اور زمانہ کے ساتھ محدود نہیں نہ قرون ثلاثہ کے ساتھ مخصوص چنانچہ بموجب اسی حدیث کے بہت سے مسائل ہیں کہ زمانہ نبوت میں وجود اُنکا نہ تھا اور کتب معتبرہ فقہ میں اُنکو مستحب اور مستحسن لکھا ہے اور بعد زمانہ نبوت بحسب مصلحت وقت اور بمقتضاء اختلاف احوال مومنین ومسلمین احداث اُن امور کا بموجب حدیث مذکور زمانہ صحابہ کرام ہی سے شروع ہوگیا تھا اور ابتداء امر میں اگرچہ اُن سے کا انکار بھی بعض سے پایا گیا مگر جب آخر الامر خیریت اور حسن اُن امور کا اُنکو معلوم ہوا تو وہ بھی

مقر خیریت اُن امور کے ہوگئے اور اگر وہ بعض قبل ظہور خیریت امور مذکور رہی ملک بقا ہوئے تو انکار انکا بمقابلہ استحسان اکثر علما کے غیر معتبر رہا کما ھو الظاھر من صحیح البخاری وغیرھا من کتب الحدیث والفقہ۔

اَخرجَ البُخاریُّ رحمہ اللّٰہ عَنِ الزُّھریِّ قَالَ اَخبرنیْ ابنُ السَّبَّاقِ اَنَّ زَیدَ ابنِ ثَابِتٍ الاَنصاریْ وکَانَ مِمَّن یَکتُبُ الوَحیَ قَالَ اَرسَلَ اِلَیَّ اَبُوبَکرٍ مقتلَ اَھلِ الیَمَامَۃِ وعِندَہٗ عُمَرُ رضیَ اللّٰہُ عنہُ فقَالَ اَبُوبَکرٍ اِنَّ عُمَرَ اَتَانِیْ فقَالَ اِنَّ القَتلَ قَدِ استَحَرَّ یَومَ الیَمَامَۃِ بِالنَّاسِ وَاِنِّی اَخشٰی اَن یَّستَحِرَّ القَتلُ بِالقُرَّاءِ فِی المَوَاطِنِ فَیَذھَبَ کَثِیرٌ مِّنَ القُراٰنِ اِلَّا اَن تَجمَعُوہُ وَاِنِّی لَاَرٰی اَن یَّجمَعَ القُراٰنَ فقَالَ اَبُوبَکرٍ قُلتُ لِعُمَرَ رضیَ اللّٰہُ عنہُ کَیفَ اَفعَلُ شَیئًا لَم یَفعَلہُ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ فقَالَ عُمَرُ ھُوَ وَاللّٰہِ خَیرٌ فَلَم یَزَل عُمَرُ یُرَاجِعُنِی فِیہِ حَتّٰی شَرَحَ اللّٰہُ لِذٰلِکَ صَدرِی وَرَاَیتُ الَّذِی رَاٰی عُمَرُ قَالَ زَیدُ بنُ ثَابِتٍ وعُمَرُ عِندَہٗ جَالِسٌ لَا یَتَکَلَّمُ فقَالَ اَبُوبَکرٍ اِنَّکَ لَرَجُلٌ شَابٌّ عَاقِلٌ وَلَا نَتَّھِمُکَ کُنتَ تَکتُبُ الوَحیَ لِرَسُولِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ

بخاری شریف میں ہے زہری سے اور وہ روایت کرتے ہیں ابن سباق سے کہ تحقیق زید ابن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ جو کاتب وحی تھے فرماتے تھے کہ جس زمانہ میں مسیلمہ کذاب یمامہ والے سے جنگ چھڑ رہی تھی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھکو بلایا جب میں حاضر ہوا حضرت عمر کو مینے آپ کے پاس پایا حضرت صدیق نے مجھ سے فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی یہ رائے ہے کہ جنگ یمامہ گرمی پر ہے میں خوف کرتا ہوں کہ کبھی ان لڑائیوں میں اکثر قاریان قرآن شہید نہ ہو جاویں اگر خدا نخواستہ ایسا ہوا تو قرآن کا بہت حصہ گم ہو جاےگا لہذا میری یہ رائے ہے کہ گو حفاظ قرآن بہت ہیں مگر تمام قاریوں کے اتفاق سے قرآن مجید لکھکر بھی ایک جگہ جمع کر دیا جاے یہ سنکر مینے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ جو فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا میں اُسکو کسطرح کروں لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ بار بار یہی فرماتے رہے کہ قسم ہے اللہ کی یہ کام بہتر ہے یہانتک کہ اللہ نے میرا سینہ کھولدیا

فَتَتَبَّعْتُ الْقُرْآنَ فَاجْمَعْهُ فَوَاللّٰهِ لَوْ كَلَّفُونِي نَقْلَ جَبَلٍ مِنَ الْجِبَالِ مَا كَانَ أَثْقَلَ عَلَيَّ مِمَّا أَمَرَنِي بِهِ مِنْ جَمْعِ الْقُرْآنِ قُلْتُ كَيْفَ تَفْعَلَانِ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَبُوبَكْرٍ هُوَ وَاللّٰهِ خَيْرٌ فَلَمْ أَزَلْ أُرَاجِعُهُ حَتّٰى شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرِي لِلَّذِي شَرَحَ لَهُ صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ فَقُمْتُ فَتَتَبَّعْتُ الْقُرْآنَ أَجْمَعُهُ مِنَ الرِّقَاعِ وَالْأَكْتَافِ وَالْعُسُبِ وَصُدُورِ الرِّجَالِ حَتّٰى وَجَدْتُ مِنْ سُورَةِ التَّوْبَةِ آيَتَيْنِ مَعَ خُزَيْمَةَ الْأَنْصَارِيِّ وَلَمْ أَجِدْهُمَا مَعَ أَحَدٍ غَيْرِهِ لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ الخ۔

اور مجھکو بھی رائے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی پسند آئی اسواسطے تمکو تکلیف دیجاتی ہے کہ تم تمام قرآن مجید کو (جو لوگوں کے حفظ یاد ہے اور بعض نے بکری کے شانے کھجوروں کے پٹھے یا کاغذ اور پتھر وغیرہ پر لکھ رکھا ہے) سب جگہ سے تلاش کر کے ایک جگہ جمع کر دو کیونکہ تم جوان سمجھدار ہو اور تم کاتب وحی بھی تھے اور کبھی کسی خیانت کے ساتھ تم متہم نہیں ہوئے۔ اس فرمانِ صدیق کو حضرت عمر بھی چپکے بیٹھے سن رہے تھے مگر قسم ہے اللہ کی (چونکہ یہ کام نیا تھا) لہذا مجھپر یہ امر (بخیال بدعت ہونیکے) اتنا گراں گزرا کہ اگر مجھکو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کسی پہاڑ کو ایک جگہ سے اٹھا کر دوسری جگہ رکھدینے کا حکم فرماتے تو مجھپر اتنا گراں نہ گزرتا اسواسطے میں نے عرض کیا کہ تم دونوں وہ کام کیوں کرتے ہو جسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا مگر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ یہی فرماتے رہے کہ قسم ہے اللہ کی یہ کام بہتر ہے اور میں اسی طرح جواب دیتا رہا یہانتک کہ جیسے اللہ نے ان دونوں کے سینہ کو کھولدیا تھا میرے سینہ کو بھی کھولدیا اور میں جمع کرنے قرآن پر آمادہ ہوگیا اور کاغذوں اور بکری کے شانوں اور کھجور کے پٹھوں اور حافظوں کے سینوں سے تلاش کر کے میں نے ایک جگہ لکھکر جمع کرنا شروع کر دیا یہانتک کہ سورۃ توبہ کی اخیر کی دو آیتیں (جو میرے یاد تھیں) مجھکو سوا حضرت خزیمہ انصاری کے کسی کے پاس نہیں ملیں وہ دونوں آیتیں یہ ہیں۔ لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ الخ ✢

دیکھو بموجب حدیث ہذا جمعیت قرآن شریف برابتدا امر میں چونکہ بدیں ہیئت کذائی یہ جمعیت زمانِ رسالت میں نہ پائی گئی تھی کسقدر انکار صحابۂ کبار ظاہر و باہر ہے مگر آخر الامر بعد ظہور حسن و خیریت یہ امر مستحب و مستحسن عند الجمہور رہا اور داخل افراد بدعت حسنہ ✢

كما في اللمعات تحت قوله رضي الله عنه
هو والله خير قوله هو والله خير فيه
انه بدعة حسنة ومن البدع ما
هو واجب كتعلم الصرف والنحو ومنه
ما هو مستحب الخ۔

واخرج البخاري عن عبد الرحمن انه قال
خرجت مع عمر بن الخطاب رضي الله عنه
ليلة في رمضان الى المسجد فاذا الناس
اوزاع متفرقون يصلي الرجل لنفسه
ويصلي الرجل ويصلي بصلوته الرهط فقال
عمر اني ارى لو جمعت هؤلاء على قارئ
واحد لكان امثل ثم عزم فجمعهم على
ابي ابن كعب رضي الله عنه ثم خرجت
معه ليلة اخرى والناس يصلون بصلوة
قارئهم قال عمر نعم البدعة هذه الخ
وفي در المختار التسليم بعد الاذان حدث
في ربيع الآخر سنة سبعمائة واحد
وثمانين في عشاء ليلة الاثنين ثم يوم
الجمعة ثم بعد عشر سنين حدث
في الكل الا المغرب ثم فيها مرتين
وهو بدعة حسنة وفي شرحه
رد المحتار قوله وهو بدعة حسنة
قال في النهر عن القول البديع

چنانچہ لمعات میں ہے کہ حضرت ابوبکر کے اس
قول سے کہ قسم ہے اللہ کی جمع کرنا قرآن کا بہتر کام بدعت
حسنہ تھا اور بعض بدعتوں سے وہ ہیں کہ جنکا کرنا
جمہور کے نزدیک واجب ہے جیسے سیکھنا
علم صرف ونحو کا اور بعض ان میں سے مستحب ہیں الخ
چنانچہ بخاری شریف میں حضرت عبدالرحمن سے مروی ہے کہ میں ایک رات
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسجد کی طرف رمضان
شریف میں گزرا اور دیکھا کہ لوگ علیحدہ علیحدہ
نماز پڑھ رہے ہیں کوئی تنہا پڑھ رہا ہے
کسی کے ساتھ ایک جماعت پڑھ رہی ہے
دیکھکر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر میں
ان سب کو ایک قاری کے ساتھ جماعت کا حکم
دیدوں تو بہتر معلوم ہوتا ہے پھر قصد پختہ کرکے
سب کو حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ کے ساتھ
(جو حافظ قرآن تھے) جماعت سے نماز پڑھنے کا
حکم دیدیا۔ پھر جب دوسری رات میں آپ کے ساتھ
اسطرف نکلا تو دیکھا کہ سب آدمی حضرت ابی
کے ساتھ قیام رمضان کر رہے ہیں یعنی ان
نوافل کو جو علیحدہ علیحدہ پڑھتے تھے جماعت سے
پڑھ رہے ہیں یہ دیکھکر حضرت عمر نے فرمایا کہ کیا
اچھی بدعت ہے یعنی کیا اچھا نیا کام ہے اور
در مختار میں ہے کہ بعد اذان کے صلوۃ وسلام پڑھنے
کا رواج ۷۸۱ھ ماہ ربیع الاول پیر کی رات کو اذان عشاء

وَالصَّوَابُ مِنَ الْاَقْوَالِ اَنَّهَا بِدْعَۃٌ حَسَنَۃٌ
وَحَکٰی بَعْضُ الْمَالِکِیَّۃِ الْخِلَافَ اَیْضًا فِیْ
تَسْبِیْحِ الْمُؤَذِّنِیْنَ فِی الثُّلُثِ الْاَخِیْرِ مِنَ
اللَّیْلِ وَاَنَّ بَعْضَھُمْ مَنَعَ مِنْ ذَالِکَ
وَفِیْہِ نَظَرٌ اِنْتَھٰی مُلَخَّصًا۔ وَفِیْ شَرْحِ الْوِقَایَۃِ
م۔ وَاسْتَحْسَنَ الْمُتَاَخِّرُوْنَ تَثْوِیْبَ الصَّلٰوۃِ
کُلِّھَا۔ ش۔ وَھُوَ الْاِعْلَامُ بَعْدَ الْاِعْلَامِ
وَکَذَا فِی الْھِدَایَۃِ وَالْمُتَاَخِّرُوْنَ اِسْتَحْسَنُوْہُ
فِی الصَّلٰوَاتِ کُلِّھَا لِظُھُوْرِ التَّوَانِیْ فِی
الْاُمُوْرِ الدِّیْنِیَّۃِ وَقَالَ اَبُوْ یُوْسُفَ لَا اَرٰی
بَاْسًا اَنْ یَّقُوْلَ الْمُؤَذِّنُ لِلْاَمِیْرِ فِی الصَّلٰوۃِ
کُلِّھَا اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا الْاَمِیْرُ وَرَحْمَۃُ
اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ
اَلصَّلٰوۃُ یَرْحَمُکَ اللّٰہُ وَفِی الْجَامِعِ الصَّغِیْرِ
لِقَاضِیْ خَانْ وَاِنَّمَا قَالَ اَبُوْ یُوْسُفَ
ذَالِکَ فِیْ اُمَرَاءِ زَمَانِہٖ لِاَنَّھُمْ کَانُوْا
مَشْغُوْلِیْنَ بِالنَّظَرِ فِیْ اُمُوْرِ الرَّعِیَّۃِ
فَاسْتَحْسَنَ زِیَادَۃَ الْاِعْلَامِ فِیْ حَقِّھِمْ
وَلَا کَذٰلِکَ اُمَرَاءُ زَمَانِنَا اِنْتَھٰی ـــ
وَفِیْ دُرِّ الْمُخْتَارِ وَیُثَوِّبُ بَیْنَ الْاَذَانِ وَ
الْاِقَامَۃِ فِی الْکُلِّ لِلْکُلِّ بِمَا تَعَارَفُوْہُ اِنْتَھٰی۔
وَفِیْ حَاشِیَۃِ رَدِّ الْمُحْتَارِ قَوْلُہٗ فِی الْکُلِّ
اَیْ کُلِّ الصَّلٰوۃِ لِظُھُوْرِ التَّوَانِیْ فِی الْاُمُوْرِ الدِّیْنِیَّۃِ

کے بعد شروع ہوا پھر جمعہ کی آذان کے بعد پڑھنے
لگے پھر دس برس بعد تمام نمازوں کی آذان کے
بعد سوا مغرب کے صلوٰۃ وسلام پڑھنے لگے
پھر ہر آذان کے بعد دو دو دفعہ پڑھنے لگے اور یہ
امر بدعت حسنہ سمجھا گیا۔ چنانچہ شرح در المختار مشہور
بالشامی میں ہے کہ یہ رواج بدعت حسنہ ہے اور
اور نہر الفائق میں ہے قول البدیع سے
صلوٰۃ وسلام جو بعد اذان پنجگانہ سوا مغرب کے حرمین
شریفین میں مروج ہے اسکی نسبت جسقدر اقوال
علماء منقول ہیں سب قولوں میں بہتر قول یہی ہے
کہ یہ عمل بدعت حسنہ ہے اور بعض مالکیہ سے اُس
تسبیح وتہلیل میں بھی جو اخیر تہائی رات میں مؤذن
پڑھتے رہتے ہیں اختلاف منقول ہے چنانچہ بعض
نے اس سے بھی منع کیا ہے مگر انکا منع کرنا قابل
نظر اور (قابل رد) ہے۔ اور شرح وقایہ میں ہے
کہ مستحسن ہے تمام متأخرین فقہاء کے نزدیک
پانچوں نمازوں میں تثویب کرنا۔ اور تثویب بعد
آذان کے بعض معین الفاظ کے ساتھ تیاری نماز
سے لوگوں کو مطلع کردینے کا نام ہے (مثلاً۔
الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ ایک بار
پکار دینا۔ یا [illegible] جامعۃ کے ساتھ لوگوں کو
جو اپنے کاموں میں مشغول رہتے ہیں خصوصًا
جو دینی کاموں میں بھی حرج نہ ہو اور نماز جماعت کی

وَقَالَ فِي الْعِنَايَةِ اَحْدَثَ الْمُتَاَخِّرُوْنَ
التَّثْوِيْبَ بَيْنَ الْاَذَانِ وَالْاِقَامَةِ عَلٰی
حَسْبِ مَا تَعَارَفُوْهُ فِيْ جَمِيْعِ الصَّلَوَاتِ
سِوَی الْمَغْرِبِ مَعَ اِبْقَاءِ الْاَوَّلِ يَعْنِيْ
الْاَصْلِ وَتَثْوِيْبِ الْفَجْرِ وَمَا رَاٰهُ الْمُسْلِمُوْنَ
حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ حَسَنٌ ۔ انتہی۔

تکبیر اولیٰ سے بھی محروم نہ رہیں) اسی طرح ہدایہ میں
ہے کہ تمام نمازوں میں متاخرین کے نزدیک
تثویب مستحسن ہے بسبب سستی لوگوں کے
دینی کاموں میں ۔اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ
فرماتے ہیں اگر مؤذن پانچوں وقت بعد اذان
اسطرح پکار دیا کرے تو کوئی حرج نہیں اَلسَّلَامُ
علیک ایہا الامیر ورحمۃ اللہ وبرکاتہ حی علی الصلوۃ حی علی الفلاح الصلوۃ یرحمک اللہ
اور جامع صغیر قاضیخان رحمہ اللہ میں ہے کہ اس امر کی اجازت امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے اپنے
زمانہ کے امراء کے لئے اسواسطے دی تھی کہ وہ رعیت کے کاموں کی خیرخواہی میں مشغول رہتے
تھے لہذا انکے حق میں آذان سے زیادہ آگاہی کو مستحسن رکھا بخلاف ہمارے زمانہ کے امراء کے
کہ جو لغویات میں مشغول رہتے ہیں انتہی ھکذا فی الهدایہ۔ اور اسی طرح در مختار اور اُسکے حاشیہ
رد المحتار میں ہے اور عنایہ شرح ہدایہ میں ہے کہ متاخرین فقہاء نے سوا مغرب کے تمام نمازوں
میں آذان اور تکبیر کے درمیان تثویب کو جائز رکھا اُن لفظوں کے ساتھ جنکو وہ اپنے عرف میں
مقرر کرلیں مع باقی رکھنے اصل تثویب کے صبح کی نماز میں جو اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ ہے۔ اور حدیث
حسن سے ثابت ہے کہ جس چیز کو مسلمان اچھا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھی ہوتی ہے۔

ان جمیع روایات سے یہ امر ظاہر وباہر ہے کہ ابتداء امر میں بسبب اختلاف احوال مسلمین اس امر یعنے
تثویب میں درمیان علماء کے اختلاف رہا یہانتک کہ زمانہ صحابہ میں چونکہ صحابہ کرام بسبب قرب
زمان نبوت امور دین میں سست نہ تھے اور اسوقت تثویب کی کچھ حاجت نہ تھی۔ اول امر میں
تو اس میں بھی صحابہ سے نہایت انکار پایا گیا ہے چنانچہ عنایہ شرح ہدایہ میں ہے کہ

رُوِيَ عَنْ عَلِيٍّ كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ اَنَّهٗ رَاٰی
مُؤَذِّنًا يُثَوِّبُ فِي الْعِشَاءِ فَقَالَ اَخْرِجُوْا
هٰذَا الْمُبْتَدِعَ مِنَ الْمَسْجِدِ ۔ وَرُوِيَ
عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ ابْنِ عُمَرَ مَسْجِدًا

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ایک مؤذن کو عشاء کی
نماز میں تثویب کہتا دیکھکر فرمایا کہ اس بدعتی کو
مسجد سے نکالو۔ اور مجاہد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے
وہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے سا

فَصَلّٰی فِیْہِ الظُّہْرَ فَسَمِعَ مُوَذِّنًا یُثَوِّبُ فَغَضِبَ وَقَالَ قُمْ حَتّٰی نَخْرُجَ مِنْ عِنْدِ ھٰذَا الْمُبْتَدِعِ ۔ انتہٰی ۔

ایک مسجد میں داخل ہوا۔ اور انہوں نے اس مسجد میں نماز ظہر پڑہنا شروع کی۔ ابہی فارغ نہیں ہوئے تھے کہ انہوں نے موذن کو تثویب کہتا سنا۔ لہذا غصہ ہوئے اور فرمایا اُٹھو تاکہ ہم اس بدعتی کے پاس سے باہر نکلیں ‘‘۔

مگر جب اسلام سنت ہوا بحسب مصلحت وقت باستحسان فقہاء متأخرین مستحسنات و مستحبات سے ہوگئے۔ بموجب حدیث مَارَاٰہُ الْمُسْلِمُوْنَ الاٰ کے۔ اور علیٰ ہذا وقت وجود تشتت احوال مسلمین اور پراگندہ حالی مومنین تلفظ بہ نیت مع عمل قلب باستحسان و استحباب فقہاء و علماء بموجب حدیث ہذا مستحبات و مستحسنات سے ٹھہرا۔ حالانکہ وجود اسکا زمان تابعین تک نہ تھا۔

کَمَا فِیْ دُرِّ الْمُخْتَارِ وَالتَّلَفُّظُ عِنْدَ الْاِرَادَۃِ بِھَا مُسْتَحَبٌّ وَھُوَ الْمُخْتَارُ وَقِیْلَ سُنَّۃٌ اَحَبَّہُ السَّلَفُ اَوْ سُنَّۃُ عُلَمَائِنَا اذ لم ینقل عن المصطفٰی ولا الصحابۃ ولا التابعین بل بدعۃ و فی شرحہ رد المحتار قولہ بل قیل بدعۃ نقلہ فی الفتح وقال فی الحلیۃ و لعل الاشبہ انہ بدعۃ حسنۃ عند قصد جمع العزیمۃ لان الانسان قد یغلب علیہ تفرق خاطرہ وقد استفاض ظہور العمل بہ کثیرا من الاعصار فی عامۃ الامصار فلا جرم انہ ذھب فی المبسوط و الھدایۃ و الکافی الی ان فعلہ لیجمع عزیمۃ قلبہ فحسن فینفد فم ما قیل انہ یکرہ

چنانچہ در مختار میں ہے اور منہ سے نیت کرنا وقت ارادہ نماز کے مستحب ہے اور یہی قول مختار ہے اور بعض فرماتے ہیں کہ سنت ہے یعنی سنت سلف کی اور ہمارے علماء کرام کی اسواسطے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام اور تابعین عظام سے زبان سے نیت کرنا منقول نہیں۔ اور بعض نے کہا کہ بدعت ہے مگر اسکی شرح رد المحتار میں حلیہ سے منقول ہے کہ مراد بدعت سے بدعت حسنہ ہے اسواسطے کہ آدمی پر بعض اوقات پراگندہ بالی غالب ہوتی ہے مگر زبان سے نیت کر لینے کے بعد دلجمعی حاصل ہوجاتی ہے کہ فلاں وقت کی نماز فرض یا سنت پڑھ رہا ہوں اسیواسطے زمانہ ہائے کثیر سے عام شہروں میں زبان سے نیت

وَفِي الْهِدَايَةِ وَالنِّيَّةُ هِيَ الْإِرَادَةُ وَالشَّرْطُ
اَنْ يَعْلَمَ بِقَلْبِهٖ اَيَّ صَلٰوةٍ يُصَلِّيْ اَمَّا الذِّكْرُ
بِاللِّسَانِ فَلَا مُعْتَبَرَ بِهٖ وَيَحْسُنُ ذٰلِكَ
لِاجْتِمَاعِ عَزِيْمَتِهٖ وفی السعایۃ حاشیۃ
شرح الوقایۃ اِخْتَلَفَتْ عِبَارَاتُ فُقَهَائِنَا
وَغَيْرِهِمْ فِي التَّلَفُّظِ بِاللِّسَانِ اَنَّهٗ مَاذَا
هَلْ هُوَ سُنَّةٌ اَمْ مُسْتَحَبٌّ اَمْ بِدْعَةٌ
اَمْ مَكْرُوْهٌ فَذَكَرَ جَمْعٌ اَنَّهٗ حَسَنٌ اَوْ مُسْتَحَبٌّ
كَصَاحِبِ الْهِدَايَةِ وَاَقَرَّهٗ عَلَيْهِ شُرَّاحُهَا
وَاتَّبَعَهُمُ الْمُصَنِّفُ وَالشَّارِحُ فِيْ مُخْتَصَرِهٖ
وَكَقَاضِيْ خَانَ وَالنَّسَفِيِّ فِي الْكَافِيْ وَصَحَّحَهُ
الزَّاهِدِيُّ فِي الْمُجْتَبٰى وَفِي الْمُنْيَةِ
هُوَ الْمُخْتَارُ وَبِهٖ جَزَمَ فِي الْغُرَرِ وَالتَّنْوِيْرِ وَهُوَ
مَذْهَبُ الشَّافِعِيَّةِ وَمِنْهُمْ مَنْ قَالَ
اِنَّهٗ مَكْرُوْهٌ لِاَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ
زَجَرَ عَلٰى مَنْ سَمِعَ ذٰلِكَ مِنْهُ نَقَلَهُ الْعَيْنِيُّ
عَنْ جَامِعِ الْكُرْدَرِيِّ وَالشُّرُنْبُلَالِيُّ عَنْ
مَجْمَعِ الرِّوَايَاتِ وَهُوَ مَذْهَبُ الْمَالِكِيَّةِ
كَمَا حَكَاهُ فِي الْمِرْقَاتِ وَاُجِيْبَ عَنْ زَجْرِ
عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ اِنَّمَا زَجَرَ مَنْ جَهَرَ
بِهٖ لَا عَلَى التَّلَفُّظِ مُطْلَقًا وَقَدْ نَقَلَ
عَلِيُّ الْقَارِيُّ الْاِجْمَاعَ عَلٰى اَنَّ الْجَهْرَ بِا
لنِّيَّةِ غَيْرُ مَشْرُوْعٍ فَلَا يَثْبُتُ مِنْ زَجْرِ

کرنیکا عمل شائع و ذائع ہے۔ اور مبسوط اور
ہدایہ اور کافی میں جمعیت قلب کے واسطے زبان سے
نیت کرنے کو فعل حسن لکھا ہے اور بعض نے
جو مکروہ لکھا ہے عبارت کافی وغیرہ سے ظاہر
ہوگیا کہ مکروہ جب ہے جب بغیر زبان سے
کہنے کے بھی دلجمعی حاصل ہو ورنہ دلجمعی حاصل
کرنیکے لئے بالاتفاق مستحسن ہے چنانچہ ہدایہ
میں ہے کہ نیت دل کے ارادہ کا نام ہے اور
امر ضروری ہے کہ وقت تکبیر تحریمہ اتنا دل میں
ضرور جانے کہ میں فرض پڑھ رہا ہوں یا سنت
اور ظہر کی نماز ہے یا عصر کی اور مجرد زبان سے
کہہ لینے کا کچھ اعتبار نہیں لیکن دلجمعی حاصل
کر لینے کو مستحسن ہے۔ اور سعایہ حاشیہ شرح وقایہ
میں ہے کہ زبان سے نیت کرنیکے متعلق ہمارے
فقہاء سے مختلف روایتیں منقول ہیں۔ بعض نے
کہا مکروہ ہے اور بدعت اور بعض فرماتے ہیں
کہ سنت ہے یا مستحب۔ اور ایک جماعت کا
قول ہے کہ حسن۔ چنانچہ صاحب ہدایہ اور اسکے تمام
شراح نے اسی قول کو معتبر رکھا اور صاحب
وقایہ اور شرح وقایہ اور قاضیخان اور علامہ نسفی نے
کافی میں اسی قول کو مختار رکھا ہے اور مجتبیٰ میں
علامہ زاہدی نے اسی قول کی تصحیح کی ہے۔
اور منیۃ المصلی میں ہے کہ یہی قول مختار ہے

عمر رضي الله عنه كراهة مطلق اللفظ
وفي در المختار جاز تحلية المصحف وتعشيره
ونقطه واظهار اعرابه وبه تحصل
الرفق جدا خصوصا للعجم فيستحسن
وعلى هذا لا بأس بكتابة اسامي السور
وعد الآي وعلامات الوقف ونحوها
فهي بدعة حسنة انتهى. وفي حاشية
رد المحتار قوله وتحصل به الرفق الخ.
اشار الى ان ما روي عن ابن مسعود رضي
الله عنه جردوا القرآن كان في زمنهم
وكم من شيء يختلف باختلاف الزمان
والمكان كما بسط الزيلعي وغيره. انتهى
وفي المستخلص شرح الكنز وجاز تعشير
المصحف ونقطه بفتح النون اي نقطه
المصحف وهو اظهار اعرابه وبها يحصل
الرفق جدا خصوصا للعجمي الذي لا يحفظ
القرآن ولا يقدر على القرآن الا بنقطها
فكان حسنا وما روي عن ابن مسعود
رضي الله عنه انه قال جردوا القرآن
فذلك في زمانهم لانهم كانوا ينقلونه
عن النبي صلى الله عليه وسلم كما انزل
عليه وكانت القراءة سهلا عليهم
ولا كذلك في هذا الزمان وعلى هذا

اور غرر اور تنویر میں اسی قول پر اعتماد کیا ہے اور
شافعیہ کا بھی یہی مذہب ہے اور بعض نے کہا
کہ مکروہ ہے اسواسطے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے
ایک شخص کو زبان سے نیت کرتا دیکھکر جھڑکا تھا
چنانچہ یہ روایت عینی جامع کردری سے اور فضلائی
مجمع الروایات سے نقل فرماتے ہیں اور یہی مذہب ہے
مالکیہ کا جیسا کہ مرقاۃ شرح مشکوۃ میں منقول ہے
اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی روایت کا یہ جواب ہے
کہ آپ نے پکار کر نیت کرنے پر جھڑکا تھا نہ کہ
مجرد زبان سے نیت کرنے پر۔ چنانچہ ملا علی قاری
رحمۃ اللہ علیہ پکار کر نیت کرنیکی کراہت پر
اجماع نقل فرماتے ہیں۔ لہذا عمر رضی اللہ عنہ کے
جھڑکنے سے پوشیدہ زبان سے نیت کرنے کی
کراہت نہیں ثابت ہوتی۔ اور اسیطرح درمختار
میں ہے کہ قرآن مجید کو سونے وغیرہ سے آراستہ کرنا
اور نقطے لگانا اور دس دس آیتوں پر نشان دینا
اور اعراب لگانا جائز ہے اسواسطے کہ امور مذکورہ
کے ساتھ قرآن پڑھنے میں دل لگتا ہے خصوصا
عجمیوں کو بہت آسانی ہوجاتی ہے لہذا امور
مذکورہ عند الجمہور مستحسن ہے اسیطرح مستحسن یا بدعت
حسنہ ہے سورتوں کا نام اور آیتوں کی تعداد
اور وقف کی علامتوں کا لکھنا۔ اور اسکی شرح
رد المحتار میں ہے یہ جو درمختار میں ہے کہ قرآن مجید کو

لَا بَأْسَ فِي كِتَابَةِ أَسَامِي السُّوَرِ وَعَدِّ الْآيِ فَهُوَ وَإِنْ كَانَ مُحْدَثًا فَمُسْتَحْسَنٌ وَكَمْ مِنْ شَيْءٍ يَخْتَلِفُ بِاخْتِلَافِ الزَّمَانِ وَالْمَكَانِ

اعراب وغیرہ کے ساتھ مزین کرنے سے پڑھنے والوں کو دلچسپی ہوتی ہے خصوصاً علاوہ عرب کے دوسرے ملکوں کے رہنے والوں کو یہ اشارہ ہے اسطرف کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے جو مروی ہے کہ قرآن مجید کو سورتوں کے نام لکھنے اور زیر وزبر وغیرہ لگانے سے خالی رکھو۔ یہ حکم مخصوص اُنکے زمانہ کے ساتھ تھا حالانکہ بہت مختلف شرعی حکم ہیں جو شرعاً باعتبار اختلاف زمانہ اور مکان کے بدلتے رہتے ہیں۔ چنانچہ زیلعی وغیرہ نے بہت بسط سے اس بحث کو لکھا ہے۔ اور مستخلص تخریج کنز میں ہے۔ جائز ہے قرآن مجید میں دس دس آیتوں پر نشان بنانا اور زیر وزبر لگانا اسواسطے کہ بسبب اسکے قرآن پڑھنے میں اس طریق پر بہت آسانی ہوتی ہے خاصکر علاوہ عرب کے دوسرے ملک والے بغیر زیر وزبر کے نہ قرآن مجید کو صحیح پڑھ سکتے ہیں نہ صحیح حفظ کرسکتے ہیں۔ لہٰذا یہ امور باتفاق علماء مستحسن سمجھے جاتے ہیں۔ اور وہ جو عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے قرآن مجید کو زیر وزبر سے خالی رکھنے کا حکم منقول ہے وہ انکے زمانہ کے ساتھ مخصوص تھا اسواسطے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اُسیطرح یاد کرلیتے تھے جسطرح آپ پر نازل ہوتا تھا اور اُسیطرح دوسروں کو پڑھ سناتے تھے اور اُنپر بغیر زیر وزبر کے پڑھنا آسان تھا برخلاف اس زمانہ والوں کے اور اسیطرح مستحسن ہے لکھنا سورتوں کے نام اور آیتوں کے شمار کا اگرچہ باعتبار زمانہ صحابہ کے نیا کام ہے اور بہت سے حکم ایسی ضرورتوں سے باعتبار اختلاف زمانہ اور مکان کے بموجب قواعد شرع شریف کے بدلتے رہتے ہیں۔

علیٰ ہذا القیاس چونکہ بسبب بُعد زمانِ نبوت فقہاء محققین و محدثین نے دیکھا کہ عامہ اہل اسلام حقوق مصطفوی اور فضائل و معجزات و خصائص نبوی سے غافل ہوگئے جو موجب ازدیاد حب نبی اور استحکام محبت مصطفوی تھے حالانکہ محبت نبیؐ عین ایمان ہے۔ حیث

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهٖ لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتّٰى أَكُوْنَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَفِي رِوَايَةٍ أُخْرٰى لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتّٰى أَكُوْنَ

فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم ہے اُس ذات پاک کی کہ جسکے ہاتھ میں میری جان ہے کوئی تم میں سے مومن کامل نہیں ہوسکتا جبتک اُسکو میرے ساتھ اپنے ماں باپ اور اولاد سے زیادہ

أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ۔ رواهما البخاری۔

محبت نہ ہو۔ اور دوسری روایت میں ہے کہ کوئی تم میں سے مومن نہیں ہوسکتا جبتک اسکو اپنے ماں باپ اور اپنی اولاد اور تمام آدمیوں سے زیادہ مجھسے محبت نہ ہو۔ یہ دونوں حدیثیں بخاری شریف کی ہیں"۔

اور دوسری جگہ فرمایا کہ نشانی محبت کی کثرت ذکر محبوب ہے۔

كَمَا فِي الشِّفَاءِ لِقَاضِيْ عِيَاضٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَنْ أَحَبَّ شَيْئًا أَكْثَرَ ذِكْرَهٗ۔

چنانچہ شفا قاضی عیاض میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے کہ جو شخص کسی شئے سے محبت رکھتا ہے اسکا ذکر زیادہ کرتا ہے" اور نیز کثرت ذکر محبوب باعث ظہور و اظہار عظمت شان نبوی ہے جو ماموربھا ہے ساتھ حکم قرآن کے۔

كَمَا فِي الشِّفَاءِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ فَأَوْجَبَ اللّٰهُ تَعْزِيْرَهٗ وَتَوْقِيْرَهٗ وَأَلْزَمَ إِكْرَامَهٗ وَتَعْظِيْمَهٗ۔ قَالَ الْمُبَرِّدُ تُعَزِّرُوْهُ أَيْ تُبَالِغُوْا فِيْ تَعْظِيْمِهٖ۔ انتهى مختصرا بقدر الحاجة۔

چنانچہ شفا میں ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے۔ بیشک بھیجا ہمنے تمکو اے ہمارے محبوب گواہی دینے والا اپنی امت کے حالات اور پیغمبروں کی تبلیغ احکامات پر حشر کے دن اور بشارت سنانیوالا جنت کی مومنوں کو اور ڈرانیوالا کافروں کو دوزخ سے تاکہ ایمان لاویں لوگ اللہ اور رسول پر اور تعظیم و توقیر کریں اسکے رسول کی۔ اس آیت میں اللہ نے اپنے حبیب کی تعظیم و تکریم مومنوں پر واجب و لازم کردی چنانچہ علامہ مبرد تعزروہ کے معنے یہی فرماتے ہیں کہ آپ کی تعظیم میں مبالغہ کرو یعنے حد سے بڑھ جاؤ"۔ لہذا وقت ظہور غفلت یہ بزم شریف بہاں ہیئت کذائی مع القیام کہ جسکا ذکر انشاء اللہ العزیز باب ثالث میں بتفصیل تمام کیا جاویگا۔ بعد قرون ثلثہ فاضلہ ترتیب فرمائی۔

كَمَا قَالَ عَلِيُّ الْقَارِيْ رَحِمَهُ اللّٰهُ فِيْ كِتَابِهِ الْمُسَمّٰى بِمَوْرِدِ الرَّوِيِّ فِيْ مَوْلِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ شَيْخُ مَشَائِخِنَا

چنانچہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ اپنی کتاب مورد الروی فی مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں تحریر فرماتے ہیں کہ ہمارے شیخ المشائخ شمس الدین سخاوی

شَمْسُ الدِّيْنِ السَّخَاوِي رَحِمَهُ اللّٰهُ أَنَّ أَصْلَ الْمَوْلِدِ الشَّرِيْفِ لَمْ يُنْقَلْ عَنِ السَّلَفِ الصَّالِحِ فِي الْقُرُوْنِ الْفَاضِلَةِ وَإِنَّمَا حَدَثَ بَعْدَهَا بِالْمَقَاصِدِ الْحَسَنَةِ وَالنِّيَّاتِ الْخَالِصَةِ الخ

رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اصل مجلس میلاد شریف اگرچہ قرون ثلاثہ میں سلف صالحین سے نہیں پائی جاتی مگر بلاشک بہت سے نیک ارادوں اور خالص نیتوں کے ساتھ یہ مجلس منعقد کی گئی۔

حالانکہ استحباب وا باحت ہر ہر فرد امور متعلقہ بزم ہذا علیحدہ علیحدہ تو بکتاب سنت اور اقوال فقہاء ملت ثابت ہی تھا۔ کما سیظہر انشاء اللہ تعالیٰ من باب الثالث۔ تاکہ بوسطہ اس بزم شریف اور اس محفل منیف کے عوام اہل اسلام کبھی کبھی فضائل شان نبوت اور دیت امور دالّہ علیٰ عظمت شان ختم الرسالۃ سے کہ جو ذریعہ استحکام حُبِّ نبی اور ظہور عظمت شان مصطفوی ہیں مشرف ہوتے رہا کریں اور پھر رفتہ رفتہ چند روز میں تو اس بزم نے اسقدر رواج پایا کہ کوئی عالم علماء بلاد عرب وغرب۔ حجاز و شام سے سنکر اس بزم شریف کا بانی نہ رہا اور سب اسکے استحباب وخیریت کے قائل ہوگئے حالانکہ ان شہرہا مذکورہ کے رہنے والوں کے شان میں یہ حدیث صحیح وارد ہے

أَخْرَجَ الْمُسْلِمُ بِسَنَدٍ قَوِيٍّ عَنْ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَزَالُ أَهْلُ الْغَرْبِ ظَاهِرِيْنَ عَلَى الْحَقِّ حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ وَقَالَ النَّوَوِيُّ قَالَ عَلِيُّ بْنُ الْمَدِيْنِيِّ الْمُرَادُ بِأَهْلِ الْغَرْبِ الْعَرَبُ وَالْمُرَادُ بِالْغَرْبِ الدَّلْوُ الْكَبِيْرُ لِاخْتِصَاصِهِمْ بِهَا غَالِبًا وَقَالَ آخَرُوْنَ الْمُرَادُ بِهِ الْغَرْبُ مِنَ الْأَرْضِ مِنْ تِلْكَ الزَّمَانِ إِلٰى يَوْمِنَا هٰذَا الخ

مسلم شریف میں ہے ساتھ سند قوی کے ابو وقاص رضی اللہ عنہ سے فرمایا انہوں نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ رہینگے غرب والے غلبہ کرنیوالے حق پر یہاں تک کے قائم ہوجاوے قیامت علامہ نواوی فرماتے ہیں کہ علی ابن مدینی نقاد حدیث فرماتے تھے کہ مراد غرب سے بڑے ڈول والے ہیں یعنی اہل عرب اسواسطے کہ بڑے ڈول کھینچنے کے ساتھ حضورؐ کے زمانہ میں ہی لوگ خصوصیت رکھتے تھے اور دوسرے محدث فرماتے ہیں کہ اہل الغرب سے مراد ملک مغرب کے رہنے والے ہیں آپ کے زمانہ سے ابتک۔

امر بلفظ چنانچہ اہل عرب و غرب سے کوئی شخص عمل اس بزم شریف سے خالی نہیں رہا۔ ہاں البتہ اگر کسی زمانہ میں یہ محفل شریف مشتمل بدعات و منکرات چند در چند مثل ڈہولک ستار تال سر وغیرہ پائی گئی۔ تو البتہ اکثر علماء مثل ابن الحاج صاحب مدخل وغیرہ خصوصاً علماء حنفیہ مثل ابن نقطہ بغدادی حنفی اور ملا علی قاری اور حضرت احمد سرہندی علیہم الرحمۃ سے اُنہیں امور محرمہ کا اشد انکار پایا گیا تھا نہ کہ انکار نفس بزم شریف مع القیام وغیرہ کا کما سیجیئ تفصیلہ انشاء اللہ تعالیٰ فی باب الثالث۔ مقدمہ سوم کوئی امر مستحب و مسنون فی نفسہٖ اشتمال کسی امر مباح سے بدون اعتقاد سنیت و استحباب اُس امر کے بدعت نہیں ہو جاتا جیسے کہ تسبیح کہ وجود اسکا بھیں ہیئت کذائی زمان صحابہ میں نہیں پایا گیا تھا بلکہ زمانِ حضور صلی اللہ علیہ الغفور میں تو فقط دانہ ہائے منتشرہ پر پڑہنا ثابت ہے۔ اور یہ ہیئت کذائی بادخال رشتہ وغیرہ کہ یہ ایک امر مباح تھا بعد زمانہ صحابہ و تابعین ظہور میں آئی اور اس سے یہ امر کسیکے نزدیک بدعت نہیں ٹھہرایا گیا۔

کما فی رد المحتار ولا بأس باتخاذ المسبحۃ ودلیل الجواز ما رواہ ابو داؤد والترمذی والنسائی وابن حبان والحاکم وقال صحیح الاسناد عن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ انہ دخل مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی امرأۃ و بین یدیھا نوی او حصا تسبح بہ فقال اخبرک بما ھو ایسر علیک من ھذا او افضل فقال سبحان اللہ عدد ما خلق فی السماء وسبحان اللہ عدد ما خلق فی الارض وسبحان اللہ عدد ما بین ذالک وسبحان اللہ عدد ما ھو خالق والحمد للہ مثل ذالک

چنانچہ ردالمحتار میں ہے کہ تسبیح رکھنے میں شمار کے لئے کوئی حرج نہیں اور دلیل جواز کی وہ حدیث ہے جسکو ابوداؤد اور ترمذی اور ابن حبان اور نسائی اور حاکم نے نقل کیا ہے اور حاکم علیہ الرحمۃ نے یہ بھی تصریح کی ہے کہ اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اوپر ایک ایسی عورت کے داخل ہوا کہ اُسکے آگے گٹھلیاں یا کنکریاں رکھی تھیں جنپر وہ سبحان اللہ سبحان اللہ پڑھ رہی تھی آپنے فرمایا کہ میں تجھکو ایسی چیز بتاتا ہوں کہ جو بہ نسبت اسقدر سبحان اللہ سبحان اللہ پڑھنے سے آسان ہے

والله اكبر مثل ذالك ولا اله الا الله مثل ذالك
ولا حول ولا قوة الا بالله مثل ذالك
فلم ينهها عن ذالك وانما ارشدها
الى ما هو ايسر وافضل ولو كان مكروها
لبين لها ذالك ولا تزيد السبحة على
مضمون هذا الحديث الا بضم النوى
في خيط ومثل ذالك لا يظهر تاثيره
في المنع

یا یہ فرمایا کہ افضل ہے اور وہ یہ ہے سبحان
الله عدد ما خلق في السماء وسبحان الله
عدد ما خلق في الارض وسبحان الله عدد
ما بين ذالك وسبحان الله عدد ما هو
خالق والحمد لله مثل ذالك والله اكبر
مثل ذالك ولا اله الا الله مثل ذالك ولا
حول ولا قوة الا بالله مثل ذالك اسواسطے
کہ حضور نے گٹھلیوں پر پڑھنے سے منع نہیں
فرمایا بلکہ اس سے آسان اور افضل طریقہ بتادیا اگر ناجائز ہوتا تو حضور کا فرض تھا کہ آپ ضرور گٹھلیوں پر پڑھنے سے منع فرمادیتے اور تسبیح میں شمار دانوں کو بلا عقیدہ استحباب یا سنت بنظر حفاظت تاگہ میں پرولیا جاتا کہ جو امر مباح ہے اس سے کسی امر کا بدعت ہونا ثابت نہیں ہوتا۔

اور جب امر مستحب یا مسنون فی نفسہ اشتمال کسی امر مباح سے بھی عند الفقہا بدعت نہیں ہوتا تو وہ امر مذکور اشتمال کسی امر مستحب آخر سے یا اجتماع اسکے ساتھ کتنے امور مستحبہ مستحسنہ کے بدون اعتقاد وجوب و فرضیت ان امور کے ہرگز بدعت نہیں ہوسکتا۔ ہاں۔ البتہ اگر کوئی شخص امر جائز یا مستحب کو فرض یا واجب اعتقادا سمجھ لیگا تو گنہگار ہوگا

كما قال على القارى رحمه الله في شرح المشكوة
تحت هذا الحديث المروى عن عبد الله
ابن مسعود رضى الله عنهما قال لا يجعل
احدكم للشيطان من صلوته يرى ان
حقا عليه ان لا ينصرف الا عن يمينه لقد
رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم كثيرا
ينصرف عن يساره متفق عليه

جیسا کہ ملا علی قاری رحمہ اللہ نے شرح مشکوۃ میں
اس حدیث کے تحت میں فرمایا ہے جو عبد اللہ بن مسعود
رضی اللہ عنہما سے روایت کیگئی ہے کہ آپ فرماتے
تھے کہ تم میں سے کوئی شخص اپنی نماز سے شیطان کا حصہ
نہ بناوے یعنی یہ عقیدہ کرلے کہ بعد نماز فرض دہنی طرف ہی پھر کر
بیٹھنا امام پر لازم ہے میں نے بسا اوقات رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ بائیں طرف بھی پھر کر بیٹھتے تھے

فیہ ان من اصر علی امر مندوب و جعلہ عزما ولم یعمل بالرخصۃ فقد اصاب منہ الشیطان من الاضلال فکیف من اصر علی بدعۃ

اسکی شرح میں ملا علی قاری رحمۃ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے یہ امر ثابت ہے کہ جو کوئی امر مستحب پر جیسے بعد نماز دہنی طرف پھر کر بیٹھنا مستحب ہے اصرار کرے اور اسکو واجب سمجھے وہ بیشک شیطان سے گمراہی کا حصہ لینے والا ہے۔ پھر جو کوئی بدعت سیئہ پر اصرار کرے اسکی کیا حالت ہوگی۔

مگر اہل اسلام سے کوئی شخص ایسا نہ ہوگا کہ جو سوائے فرائض شرعیہ مقررہ صوم و صلوٰۃ حج و زکوٰۃ وغیرہا کے کسی اور امر کو امور سے فرض یا واجب جانتا ہو۔ چنانچہ مولانا شاہ عبد العزیز علیہ الرحمۃ بجواب مطاعن مولانا عبد الحکیم پنجابی کہ جو زبدۃ النصائح میں مع جوابات مولانا محرر و مسطور ہیں بدینطور تحریر فرماتے ہیں۔ **قولہ** عرس بزرگان خود را الخ) ایں طعن مبنی است بر جہل باحوال مطعون علیہ زیرا کہ غیر از فرائض شرعیہ مقررہ را ہیچکس فرض نمیداند الخ اور مداومت کرنے سے کسی امر مستحب پر مثل مداومت کرنیکی امور مفروضہ پر۔ فرض یا واجب جاننا اس امر کا اعتقاد از نہار لازم نہیں آتا اور بلا اعتقاد فرضیت اور وجوب مداومت کرنیکو امور مستحباب اور جملہ خیرات پر خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و آلہ وصحبہ فرماتے ہیں بدینطور کہ اس امر مستحب کو چند روز کرکے پھر ترک کر دینا مذموم معلوم ہوتا ہے۔

كَمَا أَخْرَجَ ابْنُ مَاجَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَتْ عِنْدِي امْرَأَةٌ فَدَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنْ هٰذِهِ قُلْتُ فُلَانَةُ لَا تَنَامُ تَذْكُرُ مِنْ صَلٰوتِهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَهْ عَلَيْكُمْ بِمَا تُطِيقُونَ فَوَاللّٰهِ لَا يَمَلُّ اللّٰهُ حَتّٰى تَمَلُّوا قَالَتْ وَكَانَ أَحَبُّ الدِّينِ إِلَيْهِ الَّذِي يَدُومُ عَلَيْهِ صَاحِبُهُ۔ قَالَ الْكِرْمَانِيُّ قَوْلُهُ

چنانچہ ابن ماجہ میں ہے عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے پاس ایک عورت رہتی تھی جب حضور تشریف لائے تو مجھسے پوچھا یہ کون ہے میں نے عرض کیا حضور یہ رات کو نہیں سوتی اور اتنی نماز پڑھتی ہے کہ جسکا چرچا عام طور سے ہے۔ آپنے فرمایا ایسا نہ چاہئے تمکو چاہئے کہ اتنے نیک عمل کو لازم پکڑو جسکے ادا کرنیکی تم میں طاقت ہو قسم ہے اللہ کی اللہ کسیکو رنج میں نہیں ڈالتا یہانتک کہ تم خود رنج میں پڑنا اختیار نہ کر لو یعنے

صلى الله عليه وسلم يدوم عليه صاحبها الذي يمكن أن يأتي كل يوم أو كل شهر بحسب ما يسميه دواماً عرفاً لاشمول الأزمان فبالدوام ربما ينمو القليل حتى يزيد على الكثير المنقطع أضعافاً كثيرة۔ انتہی۔

سوائے فرائض خمسہ کے کوئی ایسا عمل نہیں ہے کہ جسکے نہ کرنے پر تمسے مواخذہ ہو مگر جب کسی امر جائز یا مستحب کو تم اپنے اوپر لازم کر لو تو نذر کا پورا کرنا واجب ہو جاتا ہے اور ترک واجب پر استحقاق عذاب) بعد روایت کرنے حدیث مذکور کے حضرت صدیقہ نے فرمایا کہ حضور کو وہ نیک عمل پیارا تھا جسکا کرنیوالا اُسکو ہمیشہ نبہاوے۔ علامہ کرمانی اسکی شرح میں تحریر فرماتے ہیں کہ ہمیشہ نبہانے کے معنے یہ ہیں کہ ہر دن یا ہر مہینے میں جس عمل نیک کو مقرر کر لیا اسکو حسب معمول ہمیشہ کرتا رہے نہ یہ کہ ہر وقت اسواسطے کہ ہمیشہ نبہانے سے تھوڑا عمل اُس بہت سے عمل پر چند در چند بڑھجاتا ہے" جو کبھی ہو اور کبھی نہ ہو۔

مقدمہ چہارم جو امر کہ ثابت ہو نصاً لاریب مرتبہ اسکا عملاً و اعتقاداً اعلیٰ و افضل ہے بہ نسبت اُس امر مستحب کے جسکو علماء نے مستحسن کہا ہو۔

كما في انجاح الحاجة حاشية ابن ماجة ومع ذلك قال علماؤنا إن إتيان السنة ولو كان أمرا يسيرا كإدخال الرجل اليسرى في الخلاء ابتداء أولى من البدعة الحسنة وإن كان أمرا فخيما كبناء المدارس انتہی۔

جیساکہ انجاح الحاجہ حاشیہ ابن ماجہ میں ہے۔ یعنی واجب ثابت بنص افضل ہے بدعت واجبہ سے وعلی ہذا القیاس گو بسبب کسی مصلحت کے وہ بدعت واجبہ اہم مہمات سے ہو جاوے جیسے علم نحو اور قائم کرنا دلائل کا واسطے رد کرنے فرق ضالہ کے کہ اہم مہمات دینی سے ہے بسبب مصلحت مہمات دین کے گو رتبہ واجب ثابت بنص کے کم ہی ہو۔

مگر امر متنازعہ فیہ ہمارا تو یعنی بزم میلاد شریف وہ امر ہے کہ جو ثابت ہے بنص یعنی نفس ذکر فضائل شریف و حالات ولادت لیکن وہ مشتمل ہے چند امور مستحسنہ ثابتہ بدلالة النص پر چنانچہ مدعا ہے ہذا انشاء اللہ العزیز باب ثالث میں بتفصیل تمام بیان کیا جاویگا۔ اور بموجب مقدمہ سوم یہ امر واضح ہو ہی چکا ہے کہ امر مسنون باشتمال کسی امر مباح و مستحب کے بدعت نہیں ہو جاتا فقط

مقدمہ پنجم۔ بموجب مضمون باب اول کہ عنقریب آتا ہے اطلاق اسم بدعت سیئہ تو ہر ہر فرد امور متنازعہ اس بزم شریف پر ہر ایک اہل اسلام سے بغایت بعید ہے مگر کوئی صاحب بعین صورت اگر کسی امر کو ان امور سے مباح جانیں تو یہ سمجھ لیں کہ وقت اختلاف اقوال کے کرنا اسکا اولیٰ ہوتا ہے نہ کرنے سے اور مانع خیر نہیں۔

كَمَا فِي الْكَبِيْرِي وَقَالَ فِي فَتَاوٰى قَاضِيْخَان وَاَمَّا مَسْحُ الرَّقَبَةِ فَلَيْسَ بِاَدَبٍ وَلَا سُنَّةٍ وَقَالَ بَعْضُهُمْ هُوَ سُنَّةٌ وَعِنْدَ اخْتِلَافِ الْاَقَاوِيْلِ كَانَ فِعْلُهُ اَوْلٰى مِنْ تَرْكِهٖ انتہیٰ۔ اسواسطے کہ بموجب قول سنیت تارک سنت اور مانع خیر بننا لازم آتا ہے۔

چنانچہ کبیری میں ہے۔ علامہ قاضیخان اپنے فتاوے میں تحریر فرماتے ہیں کہ مسح گردن کا نہ مستحب ہے نہ سنت اور بعض فقہا فرماتے ہیں کہ سنت ہے اور وقت پائے جانے ایسے اختلاف کے کرنا اولیٰ ہوتا ہے نہ کرنے سے۔"

باب اول

اِعْلَمْ اَرْشَدَكَ اللّٰهُ سُبُلَ الرَّشَادِ وَطُرُقَ الْهِدَايَةِ وَالْاِرْشَادِ کہ چونکہ جاننا استحباب جمیع امور متنازعہ بزم ہذا موقوف ہے پہچاننے معنے بدعت اور اقسام اسکے پر لہذا اولاً معنی بدعت باقسامہا معہ تطابق اقوال قائلین بتقسیم بدعت اور غیر قائلین بتقسیم بدعت اور بیان قباحت اطلاق اسم بدعت کے اوپر جمیع امور متنازعہ حرمین منورین کے اس بزم شریف میں بیان کئے جاتے ہیں۔ جاننا چاہیئے کہ معنے بدعت کے لغت میں احداث کسی ایسی نئی شے کے ہیں کہ جسکی مثال اس سے پہلے نہ پائی جائے۔

كَمَا فِي فَتْحِ الْمُبِيْنِ شَرْحِ الْاَرْبَعِيْنَ النَّوَوِيْ لِلشَّيْخِ ابْنِ حَجَرٍ الْمَكِّيْ اَلْبِدْعَةُ لُغَةً مَا كَانَ مُخْتَرَعًا عَلٰى غَيْرِ مِثَالٍ سَابِقٍ وَمِنْهُ بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَيْ مُوْجِدُهُمَا عَلٰى غَيْرِ مِثَالٍ سَابِقٍ۔

جیسا کہ فتح المبین شرح اربعین نووی میں شیخ ابن حجر مکی لکھتے ہیں کہ بدعت لغت میں وہ نو ایجاد امر ہے جسکی مثال پہلے موجود نہ ہو اور اسی سے ہے پیدا کرنیوالا زمین و آسمانوں کا یعنے ایجاد کرنیوالا انکا بغیر کسی پہلی مثال کے۔"

اور اصطلاح شرع میں معنے اسکے احداث کسی ایسے امر نو کے ہیں کہ جو زمان رسول مقبول

صلے اللہ علیہ وسلم میں بنایا گیا ہو۔

كَمَا فِيْ شَرْحِ الْمِشْكٰوةِ لِمُلَّا عَلِيِّ الْقَارِيْ نَاقِلًا عَنِ النَّوَوِيِّ وَالْبِدْعَةُ فِي الشَّرْعِ مَا لَمْ يَكُنْ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

چنانچہ نووی سے علامہ علی قاری مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں تحریر فرماتے ہیں بدعت شریعت میں اس فعل کو کہتے ہیں جسکی اصل زمان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں نہ پائی جاوے۔"

اور وہ منقسم ہے اوپر دو قسم کے۔ قسم اول بدعت سیئہ کہ جو مردود ہے بقول رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم۔

مَنْ اَحْدَثَ فِيْ اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ۔

جس کسی نے نئی بات پیدا کی ہمارے اس دین میں جسکی اصل دین میں نہ تھی تو وہ رد ہے۔"

اور وہ وہ بدعت ہے جو مخالف ہو ساتھ کتاب و سنت و اجماع امت کے اور قواعد دین کے۔

كَمَا فِيْ بَحْرِ الرَّائِقِ وَالْبِدْعَةُ مَا اُحْدِثَ عَلٰى خِلَافِ الْحَقِّ الْمُتَلَقّٰى عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عِلْمٍ اَوْ عَمَلٍ اَوْ حَالٍ بِنَوْعِ شُبْهَةٍ وَاسْتِحْسَانٍ وَجُعِلَ دِيْنًا قَوِيْمًا وَصِرَاطًا مُسْتَقِيْمًا۔ وَفِيْ فَتْحِ الْمُبِيْنِ شَرْحِ الْاَرْبَعِيْنَ وَشَرْعًا مَا اُحْدِثَ عَلٰى خِلَافِ اَمْرِ الشَّارِعِ وَدَلِيْلِهِ الْخَاصِّ وَالْعَامِّ انتهى. وَفِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ لِلْبَغَوِيِّ اَلْبِدْعَةُ مَا اُحْدِثَ عَلٰى غَيْرِ قِيَاسِ اَصْلٍ مِنْ اُصُوْلِ الدِّيْنِ انتهى. وَفِيْ دُرِّ الْمُخْتَارِ وَهِيَ اِعْتِقَادُ خِلَافِ الْمَعْرُوْفِ عَنِ الرَّسُوْلِ لَا بِمُعَانَدَةٍ بَلْ بِنَوْعِ شُبْهَةٍ انتهى.

چنانچہ بحر الرائق میں ہے اور بدعت وہ امر ہے جو نیا پیدا کیا جاوے مخالف اُس حق کے کہ جو حاصل کیا گیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خواہ وہ جنس علم سے ہو یا جنس عمل سے اور کسی شبہ اور بھلائی کی وجہ سے داخل دین کر لیا جاوے اور فتح المبین میں ہے کہ شریعت میں بدعت اُس فعل کو کہتے ہیں جو مخالف ہو شارع علیہ السلام کے حکم سے اور دلیل خاص یا عام شرعی سے۔ اور شرح سنت امام بغوی میں ہے بدعت وہ چیز ہے جو نئی بات پیدا کی جائے مخالف قیاس کسی قاعدے کے قواعد دین سے اور در مختار میں ہے بدعت اُس عقیدے کا نام ہے جو مخالف ہو اُن امور کے

وَقَالَ شَارِحُهُ الْعَلَّامَةُ الشَّامِيُّ. قَوْلُهُ وَهِيَ اِعْتِقَادُ الخ عَزَا هٰذَا التَّعْرِيفَ فِي هَامِشِ الْخَزَائِنِ اِلَى الْحَافِظِ ابْنِ حَجَرٍ الْمَكِّيِّ فِي شَرْحِ النُّخْبَةِ وَلَا يَخْفٰى اَنَّ الْاِعْتِقَادَ يَشْتَمِلُ مَا كَانَ مَعَهُ عَمَلٌ اَوْلَا فَاِنَّ مَنْ تَدَيَّنَ بِعَمَلٍ لَابُدَّ اَنْ يَعْتَقِدَهُ كَمَسْحِ الشِّيْعَةِ عَلَى الْخُفَّيْنِ وَنَحْوِ ذٰلِكَ وَحِيْنَئِذٍ فَيُسَاوِيْ تَعْرِيْفَ الشُّمُنِّيِّ لَهَا بِاَنَّهَا مَا اُحْدِثَ عَلٰى خِلَافِ الْحَقِّ الْمُتَلَقّٰى عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عِلْمٍ اَوْ عَمَلٍ اَوْ حَالٍ بِنَوْعِ شُبْهَةٍ وَاسْتِحْسَانٍ وَجُعِلَ دِيْنًا قَوِيْمًا وَصِرَاطًا مُسْتَقِيْمًا اھ۔

جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے معروف ومشہور ہیں کسی شبہہ سے نہ کہ بطریق عناد۔ علامہ شامی اسکی شرح میں تحریر فرماتے ہیں کہ حاشیہ خزائن میں اس تعریف کو حافظ ابن حجر مکی کیطرف منسوب کیاہے اور ظاہر ہے کہ لفظ اعتقاد شامل ہے اُس امر کو کہ جسکے ساتھ عمل بھی ہو۔ یا نہو۔ اسواسطے کہ جو شخص کوئی عمل بہ نیت ثواب کریگا ضرور اسکو اعتقاداً موجب ثواب سمجھیگا۔ جیسے شیعہ پاؤں کے مسح کو موجب ثواب سمجھتے ہیں۔ لہٰذا یہ تعریف شمنی کی اُس تعریف کے مساوی ہوئی جو شمنی نے لکھاہے کہ بدعت وہ ہے جو نیا کام مخالف اُس حق کے کیاجاوے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل ہواہے کسی شبہ کے ساتھ خواہ وہ جنس علم سے ہو یا جنس عمل سے"۔

اور قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کُلُّ بِدْعَۃٍ ضَلَالَۃٌ بھی مخصوص ساتھ اس ہی قسم کی بدعت کے ہے اور معنے اُسکے یہ ہیں کہ ہر بدعت سیئہ گمراہی ہے نہ کہ بدعت حسنہ بھی چنانچہ ملا علی قاری علیہ الرحمۃ شرح مشکوٰۃ شریف میں حدیث ہذا۔ اعنی کُلُّ بِدْعَۃٍ ضَلَالَۃٌ وَکُلُّ ضَلَالَۃٍ فِی النَّارِ کی شرح میں فرماتے ہیں۔

قَالَ فِی الْاَزْهَارِ اَیْ بِدْعَةٌ سَیِّئَةٌ ضَلَالَةٌ لِقَوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَنَّ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهٗ اَجْرُهَا وَاَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا وَجَمَعَ اَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ الْقُرْاٰنَ وَكَتَبَهٗ زَیْدٌ فِی الْمُصْحَفِ وَجُدِّدَ فِیْ

مشکوٰۃ شریف میں ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر بدعت گمراہی ہے ملا علی قاری رحمہ اللہ اسکی شرح میں تحریر فرماتے ہیں کہ کتاب ازہار میں ہے مراد اس بدعت سے جو گمراہی ہے بدعت سیئہ ہے اسواسطے کہ دوسری حدیث میں ہے

عَهْدِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ انتہی
وَفِي مِصْبَاحِ الزُّجَاجَةِ حَاشِيَةِ ابْنِ مَاجَہ
لِلشَّيْخِ جَلَالِ الدِّيْنِ السُّيُوْطِي رَحِمَهُ اللهُ
قَالَ النَّوَوِي اَلْبِدْعَةُ كُلُّ شَيْءٍ عُمِلَ مِنْ
غَيْرِ مِثَالٍ سَبَقَ وَفِي الشَّرْعِ اِحْدَاثُ
مَا لَمْ يَكُنْ فِي عَهْدِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ
وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَقَوْلُهٗ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ
كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ عَامٌّ مَخْصُوْصٌ كَقَوْلِهٖ
تَعَالٰى تُدَمِّرُ كُلَّ شَيْءٍ وَقَوْلِهٖ تَعَالٰى وَاُوْتِيَتْ
مِنْ كُلِّ شَيْءٍ وَلَهَا عَرْشٌ عَظِيْمٌ

کہ جو کوئی نئے طریقہ کی جسکا ظہور زمانہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نہ تھا بنیاد ڈالے
اُسکو اس بنیاد ڈالنے کا ثواب تو ملتا ہی ہے
مگر جسقدر لوگ اسپر عمل کریں اُن سب کے عملوں
کی برابر اللہ جلشانہ اپنے پاس سے اُس
بانی خیر کو ثواب عطا فرماتا ہے چنانچہ بعد
زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر
اور عمر رضی اللہ عنہما نے قرآن مجید کو اس ہیئت
موجودہ کے ساتھ جمع کرایا اور حضرت زید نے
اُسکو صحیفوں میں لکھا اور حضرت عثمان رضی اللہ
تعالی عنہ نے اتنی بات نئی زیادہ کی کہ اس قرآن کی نقلیں عالم اسلام میں شائع کردیں حالانکہ
زجاجہ حاشیہ ابن ماجہ میں علامہ سیوطی امام نووی رحمۃ اللہ سے نقل فرماتے ہیں کہ بدعۃ
ہر وہ عمل ہے جسکی مثال پہلے نہ پائی جاوے۔ اور شریعت میں اُس فعل کو کہتے ہیں جسکا
وجود زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نہ پایا جاوے"۔

اور یہ ہی بدعت ہے کہ جسکو حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے بدعت لامرضیہ کرکے
تعبیر فرمایا ہے نہ کہ بدعت حسنہ کسواسطے کہ جس بدعت کو قائلین بر نفسہم بدعت بدعت حسنہ
واجبہ و مستحبہ کہتے ہیں جیسے صرف و نحو اور اشتغال طریقہ مجددیہ اور مراقبات وغیرہ وہ امور
کہ جنکا وجود زمان رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم اور قرون ثلاثہ مشہود لہا بالخیر میں نہ تھا اور
بعد بحسب مصلحت وقت علما و مشائخین وقت نے واسطے اصلاح طالبین کے بحسب
استعداد ہر طالب کے انکو نکالا انکا حضرت مجدد ممدوح انکو داخل سنت جانتے ہیں اسواسطے
کہ وہ امور داخل ہیں ماتحت کلیہ حدیث صحیح مَا رَاٰهُ الْمُسْلِمُوْنَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ
اللهِ حَسَنٌ اور حدیث مَنْ سَنَّ سُنَّةً حَسَنَةً الخ کی کہ بیان اسکا انشاء اللہ عنقریب آویگا
اور اطلاق لفظ حسن کو بدعت پر بغایت قبیح پہچانتے ہیں۔ اور جو لوگ کہ اُن امور کو بدعت حسنہ

کہتے ہیں انکو نہایت مطعون رکھکر فرماتے ہیں کہ بدعت جو مراد ہے اس امر محدث سے کہ مخالف ہو کتاب و سنت و اجماع امت کے اور نہ داخل ہو ماتحت کلیہ مَارَاٰہُ الْمُسْلِمُوْنَ الخ وَمَنْ سَنَّ سُنَّۃً الخ کے لاریب یا رافع سنت ہوگی یا ساکت عن السنۃ اور ساکت عن السنۃ لاریب زائد ہوگی سنت پر کہ اسیکا نام نسخ ہے اور بدیںصورت یہ بات لازم آویگی کہ بدعت ناسخ سنت ہے اور یہ امر بغایت محال ہے لہٰذا اُن امور کو کہ جو داخل سنت اعنی کلیہ حدیث صحیح مَارَاٰہُ الْمُسْلِمُوْنَ اور حدیث صحیح مَنْ سَنَّ الخ ہیں انکو بدعت کیوں کہتے ہو۔ اور بدعت لکھکر یہ محذور اپنے اوپر کیوں رکھتے ہو چنانچہ مدعا ہذا ظاہر و باہر ہے دیکھئے اشغال و مراقبات و دیگر طرق سلوک حضرت ممدوح اور قول حضرت موصوف منقول انجاح الحاجہ حاشیہ ابن ماجہ سے بذیل حدیث مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا ھٰذَا مَا لَیْسَ مِنْہُ فَھُوَ رَدٌّ کے جو یہ ہے۔

قَوْلُہٗ مَا لَیْسَ مِنْہُ الخ اَیْ مَا لَمْ یَکُنْ مِنْ وَسَائِلِہٖ فَاِنَّ الْوَسِیْلَۃَ دَاخِلَۃٌ فِیْہِ وَلِھٰذَا قَالَ الشَّیْخُ الْمُجَدِّدُ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ اِنَّ الْعُلُوْمَ الَّتِیْ ھِیَ وَسَائِلُ لِاَمْرِ الدِّیْنِ کَالصَّرْفِ وَالنَّحْوِ دَاخِلَۃٌ فِی السُّنَّۃِ وَلَا یُطْلَقُ عَلَیْھِمَا اِسْمُ الْبِدْعَۃِ فَاِنَّ الْبِدْعَۃَ عِنْدَہٗ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ لَیْسَ فِیْھَا حُسْنٌ اَلْبَتَّۃَ وَلِھٰذَا یَقُوْلُ تُتْرَکُ الْبِدْعَۃُ الْحَسَنَۃُ وَاِنْ کَانَ نُوْرُھَا مِثْلَ فَلَقِ الصُّبْحِ انتہیٰ۔

حدیث صحیح میں جو آیا ہے کہ جس شخص نے ہمارے دین اسلام میں ایسا نیا کام پیدا کیا کہ جسکی اصل اسلام میں نہ تھی یعنے وہ اسلام کی کسی باتوں کے وسیلوں سے بھی نہ تھا اسواسطے کہ وسیلہ تو کسی شے کے حکم میں ہوتا ہے۔ اسیواسطے حضرت شیخ مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو علم وسیلہ ہیں امر دین یعنی فقہ و حدیث کے سمجھنے کا جیسے صرف و نحو وہ تو داخل سنت ہی ہیں انکو بدعت کہنا ہرگز جائز نہیں۔

اسواسطے کہ آپ کے نزدیک کوئی بدعت علاوہ اُن نئے کاموں کے جو وسائل دین سے ہیں اچھی نہیں ہوتی اسیواسطے فرماتے ہیں کہ جو بدعت اچھی معلوم ہو اگرچہ اُسکا نور مثل صبح صادق کی ظاہر ہو چھوڑ دی جائے۔

اور اس عبارت سے کہ جو حضرت ممدوح اپنے مکتوبات میں تحریر فرماتے ہیں۔

وَالْاِجْتِنَابُ عَنِ الْبِدْعَةِ اللَّامَرْضِيَّةِ
وَاِنْ كَانَتِ الْبِدْعَةُ تُرٰى مِثْلَ فَلَقِ
الصُّبْحِ لِاَنَّ فِي الْحَقِيْقَةِ لَا نُوْرَ فِيْهَا وَلَا
ضِيَاءَ وَلَا لِلْعَلِيْلِ مِنْهَا شِفَاءٌ وَلَا لِلدَّاءِ
مِنْهَا دَوَاءٌ كَيْفَ وَالْبِدْعَةُ اِمَّا رَافِعَةٌ
لِلسُّنَّةِ اَوْ سَاكِتَةٌ عَنْهَا وَالسَّاكِتَةُ
لَا بُدَّ اَنْ تَكُوْنَ زَائِدَةً عَلَى السُّنَّةِ
فَتَكُوْنُ نَاسِخَةً لَهَا فِي الْحَقِيْقَةِ اَيْضًا
لِاَنَّ الزِّيَادَةَ عَلَى النَّصِّ نَسْخٌ لَهٗ فَالْبِدْعَةُ
كَيْفَ كَانَتْ تَكُوْنُ رَافِعَةً لِلسُّنَّةِ
دَافِعَةً لَهَا فَلَا خَيْرَ فِيْهَا وَلَا حُسْنَ
فِيْهَا لَيْتَ شِعْرِيْ مِنْ اَيْنَ حَكَمُوْا
بِحُسْنِ الْبِدْعَةِ الْمُحْدَثَةِ فِي الدِّيْنِ
الْكَامِلِ وَالْاِسْلَامِ الْمَرْضِيِّ بَعْدَ اِتْمَامِ
النِّعْمَةِ وَلَمْ يَعْلَمُوْا اَنَّ الْاِحْدَاثَ بَعْدَ
الْاِكْمَالِ وَالْاِتْمَامِ وَحُصُوْلِ الرِّضٰى
بِمَعْزِلٍ مِنَ الْحُسْنِ فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ
اِلَّا الضَّلَالُ وَلَوْ عَلِمُوْا اَنَّ الْحُكْمَ بِحُسْنِ
الْمُحْدَثِ فِي الدِّيْنِ مُسْتَلْزِمٌ بَعْدَ كَمَالِهٖ
وَمُنْبِئٌ عَلٰى عَدَمِ تَمَامِ النِّعْمَةِ لِمَا اجْتَرَؤُوْا عَلَيْهِ

اور پرہیز کرنا بدعت سیئہ ناپسندیدہ سے
اگرچہ بظاہر وہ نورانی مثل صبح کی ہو ضرور ہی ہے
اسواسطے کہ فی الحقیقت بدعت سیئہ میں نہ
نور ہے نہ روشنی نہ کسی بیمار اور روگی وہ
دوا ہے نہ اسمیں شفاء اسواسطے کہ بدعت
یا سنت کو اٹھانیوالی ہوگی یا امر مسنون پر
کوئی زائد بات کہ اسی کا نام نسخ ہے اور
جب دین بموجب آیہ کریمہ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ
لَكُمْ دِيْنَكُمْ الخ کامل اور تمام ہوچکا دین میں
کوئی بے اصل بات نکالنا بجز گمراہی کے اور
کیا ہے۔ اور اگر یہ لوگ جانتے کہ بدعت
سیئہ کو بدعت حسنہ کہنا مستلزم
عدم کمال دین اور عدم اتمام نعمت
سے خبر دیتا ہے تو ایسے فعل کے ارتکاب
پر دلیری نہ کرتے۔ اے رب ہمارے
ہماری بھول چوک پر ہمیں ماخوذ نہ
کر۔ اور نہ ماخوذ کر ہمکو اگر ہم خطا کر بیٹھیں
اور اے رب ہمارے ہمارے
پہلوں کا سا بوجھ ہم پر نہ ڈال +

؎ واضح ہو کہ مستلزم عدم کمال دین بھی استحسان بدعت سیئہ ہی ہے نہ کہ استحسان بدعت حسنہ کہ جسکو حضرت ممدوح سنت
کہتے ہیں کسواسطے کہ وہ تو داخل قول رسول صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ سَنَّ سُنَّةً حَسَنَةً الخ اور کلیہ مَا رَاٰهُ الْمُسْلِمُوْنَ الخ ہے ہی گو ظہور اسکا
بعد زمان نبوت ہی ہوا اور ظہور اسکا بعد زمان رسالت بسبب داخل ہونے سکے کے تحت فرمان مَا رَاٰهُ الْمُسْلِمُوْنَ مستلزم زیادت فی الدین
نہیں۔

اسیواسطے اس قسم کی بدعت باقسامہا اعنی بدعت محرمہ و مکروہہ بسبب اطلاق نہی کے منہی عنہ ہے باحادیث صحیحہ۔

كَمَا أَخْرَجَ ابْنُ مَاجَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ۔ وَفِي الْمِشْكٰوةِ عَنْ بِلَالٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَحْيَا سُنَّةً مِنْ سُنَّتِي قَدْ أُمِيْتَتْ بَعْدِي فَإِنَّ لَهُ مِنَ الْأَجْرِ مِثْلَ أُجُوْرِ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أُجُوْرِهِمْ شَيْئٌ وَمَنِ ابْتَدَعَ بِدْعَةَ ضَلَالَةٍ لَا يَرْضَاهَا اللهُ وَرَسُوْلُهُ كَانَ مِنَ الْإِثْمِ مِثْلَ آثَامِ مَنْ عَمِلَ بِهَا لَا يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ أَوْزَارِهِمْ شَيْئٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔ وَأَيْضًا أَخْرَجَ ابْنُ مَاجَةَ عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَقْبَلُ اللهُ لِصَاحِبِ بِدْعَةٍ صَوْمًا وَلَا صَلٰوةً وَلَا صَدَقَةً وَلَا حَجًّا وَلَا عُمْرَةً وَلَا جِهَادًا وَلَا صَرْفًا وَلَا عَدْلًا يَخْرُجُ مِنَ الْإِسْلَامِ كَمَا تَخْرُجُ الشَّعْرَةُ مِنَ الْعَجِيْنِ۔

جیسا کہ ابن ماجہ میں ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرماتی ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جس شخص نے ہمارے اس اسلام میں ایسی نئی بات پیدا کی جسکی اصل اسلام میں نہ تھی تو وہ بات قابل رد کردینے کے ہے۔ اور مشکوٰۃ میں ہے بلال رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس نے زندہ کیا میری کسی سنت کو جو میرے بعد مٹا دیگئی تھی اسکو اسیقدر ثواب ملیگا جسقدر لوگ اسپر عمل کریں بغیر اسکے کہ کسی عمل کرنیوالے کے عمل سے کچھ گھٹایا جاوے اور جس نے کوئی گمراہی کا ایسا نیا کام نکالا جس سے اللہ اور رسول راضی نہ تھے جتنے لوگ اسپر عمل کرینگے ان سب کے گناہوں کی برابر بسبب اس بدعت کے اسکے نامہ اعمال میں گناہ لکھے جاوینگے بغیر اسکے کہ اس بدعت پر عمل کرنیوالوں کے گناہوں سے کم کیا جاوے اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا ہے اور نیز ابن ماجہ میں ہے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں قبول کرتا اللہ بدعتی کا روزہ و نماز اور صدقہ اور حج و عمرہ

اور جہاد نہ نفل نہ فرض اسلام سے ایسے نکل جاتا ہے جیسے آٹے میں سے بال"۔

اور ادنیٰ مرتبہ اس قسم کی بدعت اعنی بدعت مکروہہ کا گناہ صغیرہ ہے اگرچہ قسم اعلیٰ اسکی کفر ہے اسواسطے کہ گناہ صغیرہ وہی امر ہے جو شرعاً ممنوع ہو اور منہی عنہ۔

كَمَا قَالَ مَوْلَانَا الشَّاهْ وَلِيُّ اللّٰهِ الْمُحَدِّثُ الدِّهْلَوِيُّ فِي رِسَالَةِ قَوْلِ الْجَمِيْلِ۔ وَالصَّغِيْرَةُ كُلُّ مَا نَهَى عَنْهُ الشَّرْعُ أَوْ خَالَفَ مَشْرُوْعًا أَوْ رَفَعَ طَرِيْقَةً مَأْمُوْرَةً فِي الدِّيْنِ۔

جیسا کہ مولانا شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ رسالہ قول الجمیل میں فرماتے ہیں۔ صغیرہ ہر وہ گناہ ہے جسکی ممانعت شریعت سے ثابت ہو یا کسی شرعی امر کے مخالف ہو یا وہ کسی شرعی امر کا مٹانے والا ہو"۔

اور چونکہ گناہ صغیرہ ہونا ادنیٰ قسم بدعت اعنی بدعت مکروہہ کا بموجب احادیث صحیحہ قطعی الثبوت ہے۔ لاریب مستحل اُس بدعت کا نزدیک اہل سنت والجماعت کے کافر ہے۔ بخلاف مرتکب اُسکے کے بلا استحلال کہ وہ فاسق ہے نہ کافر مثل مرتکب دیگر کبائر و صغائر زنا و شراب خواری و لباس ریشمیں و استعمال زیور زر و سیم کے۔ اسواسطے کہ شرح عقائد نسفی میں ہے۔

وَاسْتِحْلَالُ الْمَعْصِيَةِ صَغِيْرَةً كَانَتْ أَوْ كَبِيْرَةً كُفْرٌ إِذَا ثَبَتَ كَوْنُهَا مَعْصِيَةً بِدَلِيْلٍ قَطْعِيٍّ

اور حلال سمجھنا ایسے گناہ کا جسکا گناہ ہونا دلیل قطعی سے ثابت ہو کفر ہے خواہ وہ صغیرہ ہو خواہ کبیرہ"۔

اور لاریب مکروہ ہے نماز پڑھنا پیچھے مرتکب ان بدعات کے ماسوائے مرتکب بدعت مکفرہ کے۔

كَمَا فِي شَرْحِ عَقَائِدِ النَّسَفِيِّ وَمَا نُقِلَ عَنْ بَعْضِ السَّلَفِ مِنَ الْمَنْعِ عَنِ الصَّلٰوةِ خَلْفَ الْمُبْتَدِعِ مَحْمُوْلٌ عَلَى الْكَرَاهَةِ إِذْ لَا كَلَامَ فِي كَرَاهَةِ الصَّلٰوةِ خَلْفَ الْفَاسِقِ وَالْمُبْتَدِعِ هٰذَا إِذَا لَمْ يُؤَدِّ الْفِسْقُ وَالْبِدْعَةُ إِلَى حَدِّ الْكُفْرِ أَمَّا إِذَا أَدَّى إِلَيْهِ فَلَا كَلَامَ

چنانچہ شرح عقائد نسفی میں ہے کہ جو بعض سلف سے بدعتی کے پیچھے نماز پڑھنے کی ممانعت منقول ہے اس سے مراد یہ ہے کہ بدعتی کے پیچھے نماز پڑھنا بلا کلام مکروہ ہے اور اگر وہ بدعت مکفرہ ہے تو قطعاً اور کرنا نماز کا اُس کے پیچھے جائز نہیں۔

اور بموجب روایات فقہیہ نماز مکروہ واجب الاعادہ معلوم ہوتی ہے۔

كَمَا هُوَ ظَاهِرٌ مِنَ الدُّرِّ الْمُخْتَارِ حَيْثُ قَالَ وَلَا يَزِيْدُ عَلَى التَّشَهُّدِ فِي الْقَعْدَةِ الْأُوْلٰى إِجْمَاعًا فَإِنْ زَادَ عَامِدًا كُرِهَ فَتَجِبُ الْإِعَادَةُ۔

جیسا کہ درمختار سے ظاہر ہے جہاں کہا ہے کہ اور نہ زیادہ کرے تشہد پر قعدہ اولیٰ میں بالاتفاق۔ پس اگر عمداً زیادہ کیا تو مکروہ ہے پس واجب ہے لوٹانا نماز کا۔ اگرچہ فاسق

اور جبکہ روایات منقولہ ہذا سے واضح ہوچکا کہ لاریب مستحل بدعت کا فاسق یا کافر ہے اور نماز پڑھنا پیچھے مرتکب بدعت مکفرہ کے باطل اور بدعت محرمہ مکروہہ کے مکروہ واجب الاعادہ تو جان لینا چاہیے کہ بیشک بدعت کہنے والا قیام وغیرہ دیگر امور متعاملہ علماء حرمین کا بزعم خود فاسق یا کافر کہنے والا ہے جملہ علماء حرمین بلکہ ملا علی قاری و ابن حجر مکی وغیرہ دیگر علماء متقدمین کا جنکے اقوال انشاء اللہ العزیز عنقریب نقل کئے جاوینگے اور اگر بدعت مکروہہ جانتا ہے تو لازم ہے نماز جملہ حجاج جمیع بلاد کے جو ایام حج میں پیچھے ائمہ حرمین شریفین پڑھی گئی ہیں نزدیک قائل ہذا مکروہ تحریمیہ ادا ہوں گی۔

وَذٰلِكَ بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ كَيْفَ وَقَدْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَزَالُ أَهْلُ الْغَرْبِ ظَاهِرِيْنَ عَلَى الْحَقِّ حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَقَالَ صَاحِبُ مَجْمَعِ الْبِحَارِ وَفِيْهِ وَلَا يَزَالُ أَهْلُ الْغَرْبِ ظَاهِرِيْنَ عَلَى الْحَقِّ أَيْ أَهْلُ الشَّامِ لِأَنَّهُمْ غَرْبُ الْحِجَازِ وَقِيْلَ أَرَادَ بِهِ الْحِدَّةَ وَالشَّوْكَةَ يُرِيْدُ أَهْلَ الْحِجَازِ وَقِيْلَ أَرَادَ بِهِ الدَّلْوَ وَأَرَادَ بِهِمُ الْعَرَبَ لِأَنَّهُمْ يَسْتَسْقُوْنَ بِهَا اهـ۔ وَأَخْرَجَ الْبُخَارِيُّ فِيْ بَابِ قَوْلِهِ تَعَالٰى وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ

اور یہ بڑا بہتان ہے حالانکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ہمیشہ رہینگے اہل غرب غلبہ کرنیوالے حق پر یہانتک کہ قائم ہو قیامت۔ روایت کیا اس کو مسلم نے۔ اور صاحب مجمع البحار فرماتے ہیں کہ حدیث مذکور میں مراد اہل الغرب سے اہل شام ہیں اسواسطے کہ حجاز سے شام مغرب کی جانب ہے۔ اور بعض کا قول ہے کہ معنے غرب کے بڑے ڈول کے ہیں اور چونکہ اہل عرب سب سے زیادہ بڑے ڈول رکھنے کے عادی ہیں لہذا مراد اہل عرب ہیں اور باب قل جاء الحق بخاری شریف میں ہے

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ وَحَوْلَ الْبَيْتِ سِتُّوْنَ وَثَلٰثُمِائَةِ نُصُبٍ فَجَعَلَ يَطْعَنُهَا بِعُوْدٍ فِيْ يَدِهٖ وَيَقُوْلُ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيْدُ اھ قَالَ الْقَسْطَلَانِيُّ وَالْمَعْنٰى ذَهَبَ الْبَاطِلُ وَزَهَقَ بِحَيْثُ لَمْ يَبْقَ لَهٗ اَثَرٌ بَقِيَّةٌ تُبْدِئُ شَيْئًا اَوْ تُعِيْدُ۔

عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے فرمایا انہوں نے فتح کے دن مکہ معظمہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اس حالت میں تشریف لائے کہ کعبہ شریف کے گرد مشرکوں نے تین سو ساٹھ بت قائم کر رکھے تھے (اس طرح سے کہ انکے پاؤں کو سیسہ پگلا کر زمین سے وصل کر دیا تھا) اور آپ کے دست مبارک میں جو چھڑی تھی اُس سے آپ بتوں کے کونچے مارتے جاتے تھے اور یہ فرماتے جاتے آگیا حق اور نکل گیا باطل بیشک باطل (یعنی کفر و شرک و بدعت) ہو گیا گیا گذرا۔ اور نہیں ظاہر ہو کر رہیگا باطل اور نہ عود کر آئیگا (بامید دوام)۔

اور ظاہر ہے ارتکاب معاصی بلا استحلال نہ کفر ہے نہ شرک نہ بدعت۔

اور قسم دوم۔ نزدیک قائلین تقسیم بدعت کے جو امور نزدیک مجھ قائلین تقسیم بدعت سنت میں ہیں با واجب یا مستحب وہ تمام بدعت حسنہ ہیں جو موجب اجر عظیم ہے بموجب قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ سَنَّ سُنَّةً حَسَنَةً الخ کے اور یہ وہ بدعت ہے جو موافق ہو ساتھ کتاب و سنت اور اجماع امت کے اور داخل ہو نیچے کسی قاعدہ کے قواعد دین سے۔

كَمَا قَالَ الشَّافِعِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى مَا اُحْدِثَ مِمَّا يُخَالِفُ الْكِتَابَ وَالسُّنَّةَ وَالْاَثَرَ وَالْاِجْمَاعَ فَهُوَ ضَلَالَةٌ وَمَا اُحْدِثَ مِنَ الْخَيْرِ مِمَّا لَا يُخَالِفُ شَيْئًا مِنْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ بِمَذْمُوْمٍ۔ وَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فِيْ قِيَامِ رَمَضَانَ نِعْمَتِ الْبِدْعَةُ هٰذِهٖ هٰذَا اٰخِرُ كَلَامِ الشَّيْخِ

چنانچہ امام شافعی رحمہ اللہ کا قول ہے کہ وہ نیا کام جو مخالف کتاب و سنت اور آثار صحابہ اور اجماع امت کے پیدا کیا جاوے وہ گمراہی ہے اور جو نیا کام بھلا جو کہ وہ مخالف ان چاروں کے نہو وہ برا اور مذموم نہیں ہے چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جماعت تراویح کو رمضان میں ہوتا دیکھکر چونکہ یہ جماعت

النووي في تهذيب الاسماء واللغات انتهى
وقال العلامة ابن الاثير في جامع
الاصول محدثات الامور ما لم يكن
معروفا في كتاب ولا سنة ولا اجماع
الابداع اذا كان من الله سبحانه
وحده فهو اخراج الشيء من العدم
الى الوجود وهو تكوين الاشياء وليس
ذلك الا الى الله تعالى فاما الابتداع
من المخلوقين فان كان في خلاف ما
امر الله به ورسوله فهو في حيز الذم
والانكار وان كان واقعا تحت عموم
ما ندب الله اليه وحض عليه ورسوله
فهو في حيز المدح وان لم يكن
مثاله موجودا كنوع من الجود والسخا
وفعل المعروف فهذا فعل من
الافعال المحمودة لم يكن الفاعل قد
سبق اليه ولا يجوز ان يكون ذلك
في خلاف ما ورد الشرع به لان
رسول الله صلى الله عليه وسلم
قد جعل له في ذلك ثوابا فقال
من سن سنة حسنة كان له
اجرها واجر من عمل بها وقال في ضده
من سن سنة سيئة كان عليه وزرها

باعتبار زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اور زمانہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نئی بات
تھی اور غیر مخالف کتاب وسنت وغیرہ سمجھے
فرمایا یہ کیا اچھی بدعت ہے۔ یہ وہ آخر
فیصلہ ہے جسکو امام نووی رحمہ اللہ نے
اپنی کتاب تہذیب الاسماء واللغات میں
لکھا ہے اور علامہ ابن اثیر اپنی کتاب جامع
الاصول میں تحریر فرماتے ہیں بدعت یعنی
نیا کام ایسے امر کو کہتے ہیں جو کتاب اور
سنت اور اجماع سے معروف ومشہور
طور پر نہ پایا جاوے اور بدعت من جانب
اللہ کسی بے مثل شے کو پردہ عدم سے منصۂ
ظہور میں لانے کو کہتے ہیں اور بدعت یعنی
نیا کام جو مخلوق سے ظہور میں آوے
اگر وہ مخالف اللہ ورسول کے حکم کے ہو
تو بیشک قابل انکار ہے اور اگر وہ
داخل ہو ان احکام کے نیچے جنپر اللہ و
رسول نے اپنے بندوں کو آمادہ فرمایا
تو وہ نیا کام قابل مدح وتعریف ہے اگرچہ
اسکی مثال پہلے نہ پائی جاوے مثل بعض
طریقوں بخشش اور سخاوت اور امر بالمعروف
کے جیسے مثل غربا واحباب کے کھلانے اور پلانے
کے عرس اور تقریبات سوم وچہلم وبرسی وغیرہ میں

وَوِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا وَذَالِكَ اِذَا كَانَ
فِيْ خِلَافِ مَا اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖ وَرَسُوْلُهٗ وَ
يَعْضُدُ ذَالِكَ قَوْلُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ
رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فِيْ صَلٰوةِ التَّرَاوِيْحِ
نِعْمَتِ الْبِدْعَةُ هٰذِهٖ لَمَّا كَانَتْ مِنْ
اَفْعَالِ الْخَيْرِ وَدَاخِلَةً فِيْ حَيِّزِ الْمَدْحِ
سَمَّاهَا بِدْعَةً وَمَدَحَهَا وَهِيَ وَاِنْ كَانَ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ صَلَّاهَا
اِلَّا اَنَّهٗ تَرَكَهَا وَلَمْ يُحَافِظْ عَلَيْهَا وَلَا جَمَعَ
النَّاسَ عَلَيْهَا فَمُحَافَظَةُ عُمَرَ عَلَيْهَا
وَجَمْعُ النَّاسِ لَهَا وَنَدْبُهُمْ اِلَيْهَا بِدْعَةٌ
لٰكِنَّهَا بِدْعَةٌ مَحْمُوْدَةٌ مَمْدُوْحَةٌ. انتهى
وَهٰكَذَا فِيْ مِصْبَاحِ الزُّجَاجَةِ حَاشِيَةِ
ابْنِ مَاجَةَ لِلشَّيْخِ جَلَالِ الدِّيْنِ السُّيُوْطِيْ

بغیر فرض واجب سنت موکدہ سمجھنے ان امور کے
بغرض ایصال ثواب کے حضور اولیاء اللہ اور
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور نیز
بغرض ثواب پہونچانے عام مردوں کے)
ان امور کی خوبی بوجہ عدم مخالفت خدا و
رسول کے حکموں کے ظاہر ہے گو انکی مانند
کسی امر کا ظہور پہلے زمانوں (یعنی قرون
ثلثہ میں پایا جاوے یا نہ پایا جاوے
بلکہ ایسے امور پر اپنی امت کو آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے امیدوار ثواب بنایا،
چنانچہ مسلم شریف میں ہے فرمایا رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے جو کوئی نیک نیا
طریقہ نکالے اور اسکو جاری کرے اسکو
اس نکالنے کا ثواب تو ملتا ہی ہے مگر جتنے
لوگ قیامت تک اسپر عمل کریں گے جتنا ثواب انکو ملے ان سب کی برابر اللہ اس بانیٔ خیر کو اپنے
پاس سے دیتا ہے۔ اسیطرح فرمایا بُرے کام کے نکالنے والے کو اس نکالنے اور اسپر
عمل کرنے والوں کے گناہوں کی برابر اسکے نامۂ اعمال میں گناہ درج کراتا ہے۔ اھ
یہ وعید جبھی ہے جب وہ کام مخالف احکام خدا و رسول ہو اور اسی قول کی تائید کرتا ہے
بدعت حسنہ کہنا عمر رضی اللہ عنہ کا جماعت تراویح کو۔ اسواسطے کہ اگرچہ جماعت سے
نوافل کا پڑھنا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے منقول تھا مگر اس محافظت کے ساتھ جماعت
تراویح پر مداومت کرنا اور لوگوں کو اس جماعت پر آمادہ فرمانا بلاشبہ بدعت اور
نیا کام تھا مگر بدعت محمودہ۔ اور اسی طرح ہے مصباح الزجاجہ حاشیہ ابن ماجہ علامہ
جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ میں۔

اور نیز قائلین تقسیم بدعت کے نزدیک مطلق بدعت منقسم ہے اوپر پانچ قسم کے

كما في مصباح الزجاجة حاشية ابن
ماجه للشيخ جلال الدين السيوطي
قال الامام ابو محمد عبد العزيز بن عبد
السلام في اخر كتاب القواعد البدعة
منقسمة على خمسة اقسام - واجبة
كالاشتغال بعلم النحو الذي يفهم
به كلام الله وكلام رسوله لان حفظ
الشريعة واجب ولا يتأتى الا بذلك
وما لا يتم الواجب الا به فهو واجب
وكحفظ غريب الكتاب والسنة و
كتدوين اصول الفقه والكلام في
الجرح والتعديل وتمييز الصحيح من السقيم
ومحرمة كمذاهب القدرية والجبرية
والمرجئة والمجسمة والرد على هؤلاء
من البدع الواجبة لان حفظ الشريعة
من هذه البدع فرض كفاية ومندوبة
كاحداث الرباطات والمدارس
وكل احسان لم يعهد في العصر الاول
وكالتراويح والكلام في دقائق التصوف
وكجمع المحافل للاستدلال في المسائل
ان قصد بذلك وجه الله - ومكروهة
كزخرفة المساجد وتزويق المصاحف

چنانچہ مصباح الزجاجہ میں ہے امام ابو محمد عبد
العزیز ابن عبد السلام اپنی کتاب القواعد
کے آخر میں تحریر فرماتے ہیں بدعت پانچ قسم
پر منقسم ہے ۔ اول بدعت واجبہ جیسے علم
صرف ونحو کا پڑھنا پڑھانا محض کلام خدا و
کلام رسول اللہ کے سمجھنے اور سمجھانیکے واسطے
ہوتا ہے جسکا سمجھنا اور سمجھانا واجب ہے
مگر چونکہ یہ واجب عوام الناس خصوصاً عجمیوں
سے بغیر صرف نحو کے ادا نہیں ہو سکتا لہذا
صرف ونحو کا پڑھنا بھی واجب ہوا ۔ اور
مثل یاد کرنے قراتوں غیر مشہور قرآن کے
اور حدیثوں غریب کے اور مثل مرتب
کرنے اصول فقہ کے اور مثل کلام کرنیکے
بیچ معتبر اور غیر معتبر ہونے راویوں حدیث
کے اور مثل پرکھنے صحیح حدیث کے حدیث
غیر صحیح اور سقیم سے ۔ دوم بدعت محرمہ
مثل مذہبوں اہل بدعت قدریہ جبریہ مرجیہ مجسمہ
وغیرہ کے کہ جنکا رد کرنا قسم اول بدعت واجبہ سے
ہے اسواسطے کہ محافظت کرنا شریعت کی ان
بدعتی فرقوں کے اقوال سے فرض کفایہ ہے ۔
سوئم بدعت مستحبہ ہے مثل بنانے رباطوں یعنی
مسافر خانوں اور مدرسوں اور تمام ان نیک

ومُباحة كالمصافحة عقيب الصبح والعصر
والتوسع في لذيذ المآكل والمشارب
والملابس والمساكن وتوسيع الأكمام انتهى
وفي رد المحتار المشهور بالشامي والّا
فقد تكون واجبة كنصب الأدلة
للرد على الفرق الضالة وتعلم النحو
المفهم للكتاب والسنة ومندوبة
كاحداث نحو رباط ومدرسة
وكل احسان لم يكن في الصدر الأول
ومكروهة كزخرفة المساجد و
مباحة كالتوسع بلذيذ المآكل
والمشارب والثياب كما في شرح
الجامع الصغير للمناوي عن تهذيب
النووي ومثله في الطريقة المحمدية
للبركلي انتهى وقال الشيخ علي المتقي
في جوامع الكلم البدعة منقسمة
الى واجبة ومحرمة ومكروهة
ومباحة ومستحبة والطريق في
ذالك ان تعرض البدعة على
قواعد الشرع فان دخلت في
قواعد الايجاب فهي واجبة او
في قواعد التحريم فمحرمة او في الندب
فمسنون وبذا او المباح فمباحة انتهى

کاموں کی جنکا ظہور قرن اول میں نہیں ہوا تھا
اور مانند تراویح کی اور کلام کرنے کی نکات
اور باریک مسئلوں تصوف میں اور مثل منعقد
کرنے محفلوں کے بیان کرنے دلائل کے لئے
مسائل دینی پر اگر ان امور سے خالص رضامندی
خدا مطلوب ہو۔ چوتھی بدعت مکروہ ہے
مثل زائد عن الحاجۃ مزین کرنے مسجدوں کے
اور اوراق قرآن مجید کے۔ پانچویں بدعت
مباح ہے مثل مصافحہ کرنیکی عصر اور صبح
کے بعد اور فراخی کرنے کی لذت دار کھانے
اور پینے اور پہننے اور رہنے کی چیزوں میں
اور مثل فراخ آستین رکھنے کے۔ اور بعینہ یہی
مضمون رد المحتار شرح درمختار اور
طریقہ محمدیہ برکلی رحمہ اللہ کا ہے علامہ
شیخ علی متقی رحمہ اللہ جوامع الکلام میں
تحریر فرماتے ہیں کہ بدعت چند قسم پر
منقسم ہے بدعت واجبہ بدعت محرمہ
بدعت مکروہہ بدعت مباحہ بدعت مستحبہ
اور طریقہ پہچاننے ان قسموں کا یہ ہے کہ ہر
بدعت یعنی نئے کام کو قواعد شریعت پر
پیش کیا جاوے پھر جو جس قاعدے
کے نیچے داخل ہوا۔ سکا وہی حکم ہے
ایسا ہی طیبی اور لمعات وغیرہ شرح

مختصراً وهكذا في الطيبي شرح المشكوة واللمعات وغيرها۔

مشکوۃ میں ہے۔

باب دوم بیان آداب اس بزم شریف میں

اعلم ارشدك الله سبل الهدى وهداك الله طرق الصدق والتقى

چونکہ یہ محفل شریف اور یہ بزم منیف منعقد کیجاتی ہے خاصۃً لحب رسول اللہ و تعظیماً لسید الورا کما ہو ظاہر من مقدمۃ الاولی، اور محبت اور تعظیم شان نبوت بجرد ذکر و تعظیم پوری نہیں ہوتی مگر ساتھ جزو اول و اعلیٰ علامات محبت کے کہ وہ اتباع سنت سنیہ اور ملت مرتضویہ سید الانبیاء صلے اللہ علیہ و آلہ المجتبیٰ ہے۔

كما في المشكوة ان النبي صلى الله عليه وعلى اله وصحبه وسلم توضأ يوما فجعل اصحابه يتمسحون بوضوئه فقال لهم النبي صلى الله عليه واله وسلم من سره ان يحب الله ورسوله او يحبه الله ورسوله فليصدق حديثه اذا حدث وليؤد امانته اذا ائتمن وليحسن جوار من جاوره رواه البيهقي وقال السيد في حاشية المشكوة تحت هذا الحديث يعني ان ادعاء كم محبة الله ورسوله لا يتم بتمسح الوضوء بل بهذه الامور انتهى۔ واخرج الترمذي عن انس رضي الله عنه انه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم

چنانچہ مشکوۃ شریف میں ہے کہ ایک دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم وضو فرما رہے تھے اور اصحاب کرام آپ کے وضو کے گرتے ہوئے پانی کو لیکر اپنے (مونھوں اور سینوں پر) ملتے تھے آپ نے فرمایا اس حرکت پر تمکو کس چیز نے آمادہ کیا۔ سب نے عرض کیا اللہ اور رسول کی محبت نے۔ آپ نے فرمایا جس شخص کو یہ امر خوش آوے کہ وہ اللہ اور رسول سے محبت رکھے اور اللہ اور رسول اُس سے۔ اُسکو چاہیے کہ سچ بولے امانت ادا کرے پڑوسیوں سے اچھا سلوک کرے روایت کیا اس حدیث کو بیہقی نے۔ اور ترمذی شریف میں ہے انس رضی اللہ عنہ سے فرمایا انہوں نے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کہ

مَنْ اَحَبَّ سُنَّتِیْ فَقَدْ اَحَبَّنِیْ وَمَنْ اَحَبَّنِیْ کَانَ مَعِیَ فِی الْجَنَّۃِ

کہ جس نے دوست رکھا میری پیروی کو بیشک وہ میرا دوست ہے اور جو مجھسے محبت رکھے وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔"

لہٰذا علمار دین متین پر واجب ولازم ہے کہ اس محفل شریف میں بطور آداب محفل ضرور بالضرور قبائح منکرات اور فضائل اتباع سنت سیدالموجودات بھی بیان کردیا کریں اور جو کوئی امر منکر اس بزم شریف میں دیکھیں ضرور اس سے لوگوں کو منع کرتے رہا کریں۔ تاکہ عوام کالانعام منکرات سے بچکر متبع سنن نبوی بنکر پورے پورے محب نبی اور عاشق جمال مصطفوی بنجاویں اور بسبب ارتکاب منہیات کے اس بزم میں بموجب مثل مشہور "نیکی برباد گناہ لازم" کے مورد عتاب خدا و رسول نہ ہو جاویں۔

کما قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کُلُّ اُمَّتِیْ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّۃَ اِلَّا مَنْ اَبٰی قِیْلَ وَمَنْ اَبٰی قَالَ مَنْ اَطَاعَنِیْ دَخَلَ الْجَنَّۃَ وَمَنْ عَصَانِیْ فَقَدْ اَبٰی رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ۔

چنانچہ بخاری شریف میں ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری کل امت جنت میں داخل ہوگی مگر انکار کرنیوالا امتی عرض کیا گیا ایسا وہ کون ہے فرمایا جس نے میری تابعداری کی جنت میں داخل ہوگا اور جو میری نافرمانی کرے وہی منکر ہے۔"

اور جو قبائح کہ محفل ہذا میں فی زماننا بعض بلاد ہندوستان میں بجہت غفلت علما کے اس بزم سے پائی جاتی ہیں بحسب مصلحت بعلت مذکورہ یہاں پر بیان کئے جاتے ہیں راجیًا مِنَ اللّٰہِ سُبْحَانَہٗ اَنْ یَّھْدِیَ بِہٖ جَمِیْعَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَیُرْشِدَ بِہٖ کَافَّۃَ الْمُسْلِمِیْنَ اور وہ یہ ہیں کہ اس بزم شریف میں اکثر لوگ ریش و بروت بریدہ پائجامہ ٹخنے سے نیچے رکھنے والے زیور زر و سیم پہننے والے تارک الصلوٰۃ اور تارک الجمعہ والجماعت آتے ہیں۔ بلکہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ایسے ہی لوگ اکثر اس محفل شریف کا تو اسقدر اہتمام والتزام کرتے ہیں کہ اگر ایک بار بھی ترک ہو جائے یا مثلاً اگر کسی شخص سے کوئی امر ان امور سے مع انجام بنا اس امر کے محض مستحب تھا اگر ترک ہو جاتے موجب گناہ عظیم اور عقاب الیم سمجھتے ہیں حالانکہ

امر مستحب کے ترک سے کسیکے نزدیک کوئی گنہگار نہیں ہوتا اور ترک جمعہ وجماعت اور کٹوانے ریش سے خلافِ سنت اور ٹخنے سے نیچے پاجامہ رکھنے اور زیور زر وسیم اور لباس ابریشمین پہننے سے زنہار زنہار بالکل نہیں ڈرتے اور احکامِ شریعت کی کچھ بھی پرواہ نہیں کرتے باوجود کہ ارتکاب ان امور کا لاریب گناہِ عظیم اور موجب عقابِ الیم ہے اور ناراضگی رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم امور مذکورہ سے اظہر من الشمس اور ابین من الامس ہے۔

كَمَا فِي الْمِشْكٰوةِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَاَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهُمَا قَالَا سَمِعْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ عَلٰى اَعْوَادِ مِنْبَرِهٖ لَيَنْتَهِيَنَّ اَقْوَامٌ عَنْ وَدْعِهِمُ الْجُمُعَاتِ اَوْ لَيَخْتِمَنَّ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ ثُمَّ لَيَكُوْنُنَّ مِنَ الْغَافِلِيْنَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَاَخْرَجَ الْمُسْلِمُ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِقَوْمٍ يَتَخَلَّفُوْنَ عَنِ الْجُمُعَةِ لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ اٰمُرَ رَجُلًا يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ ثُمَّ اُحَرِّقَ عَلٰى رِجَالٍ يَتَخَلَّفُوْنَ عَنِ الْجُمُعَةِ بُيُوْتَهُمْ وَاَخْرَجَ الْبُخَارِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ اٰمُرَ بِحَطَبٍ فَيُحْطَبَ ثُمَّ اٰمُرَ بِالصَّلٰوةِ فَيُؤَذَّنَ لَهَا ثُمَّ اٰمُرَ رَجُلًا فَيَؤُمَّ النَّاسَ ثُمَّ اُخَالِفَ اِلٰى رِجَالٍ۔ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَا يَشْهَدُوْنَ الصَّلٰوةَ فَاُحَرِّقَ عَلَيْهِمْ بُيُوْتَهُمْ وَالَّذِيْ

چنانچہ مشکوۃ شریف میں ہے عبداللہ بن عمر اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے یہ دونوں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے منبر پر یہ ارشاد فرما رہے تھے۔ چاہیے کہ باز ہیں لوگ جمعہ اور جماعت کے چھوڑنے سے ورنہ اللہ اُنکے دلوں پر غفلت کی مہر لگا دے گا اور وہ غافلوں کی جماعت سے ہوجاوینگے روایت کیا اس حدیث کو مسلم نے اور صحیح مسلم ہی میں ہے عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اُس قوم کو جو نماز جمعہ سے پیچھے رہجاتی تھی میں قصد کرتا ہوں اس امر کا کہ کسیکو نماز پڑھانے کھڑا کردیاوں اور جو جمعہ کی نماز کو نہیں آتے اُنکے اوپر اُنکے گھروں میں آگ لگا دوں۔ اور بخاری شریف میں ہے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے قسم ہے اُس ذات پاک کی جسکے قبضہ میں میری جان ہے میں ارادہ کرتا ہوں

نفسی بیدہ لو یعلم احدھم انہ
یجد عرقا سمینا او مرماتین حسنتین
شھد العشاء۔ وفی المشکوۃ عن ابن
عمر رضی اللہ عنہ قال قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خالفوا المشرکین
اوفروا اللحی واحفوا الشوارب وفی
روایۃ انھکوا الشوارب واعفوا اللحی
متفق علیہ۔ وقال اللہ تعالی فلا
وربک لا یومنون حتی یحکموک
فیما شجر بینھم ثم لا یجدوا فی انفسہم
حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما۔
وقال اللہ تعالی لکم فی رسول اللہ
اسوۃ حسنۃ واخرج ابوداؤد وابن
ماجۃ عن ابی سعید الخدری
رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم یقول ازرۃ المؤمن
الی انصاف ساقیہ لا جناح علیہ
فیما بینہ وبین الکعبین وما اسفل
من ذالک ففی النار قال ذالک
ثلث مرات ولا ینظر اللہ یوم القیمۃ
الی من جر ازارہ بطرا واخرج ابن
ماجۃ وابوداؤد والنسائی عن
سالم عن ابیہ عن النبی صلی اللہ علیہ

لکڑیوں کے جمع کرنیکا حکم دوں پھر کسیکو
نماز پڑھانے پر قائم کرکے اُن لوگوں کیطرف
جاؤں جو نماز کو نہیں حاضر ہوئے اُنپر
اُنکے گھروں میں آگ لگادوں قسم ہے
اُس ذات کی جسکے قبضہ میں میری جان ہے
اگر ان میں سے کسیکو اسبات کا علم ہوجاوے
کہ ایک موٹی ہڈی یا دو اچھی کھری بکری
کی ہم کو ملجاویں گی تو ضرور عشاء کی نماز تک
میں حاضر ہوں۔ اور مشکوۃ میں ہے
حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے
ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے مخالفت کرو مشرکوں کی اور پست کرو
مونچھوں کو۔ اور دوسری روایت میں ہے
بہت پست کرو مونچھوں کو اور چھوڑدو
ڈاڑھیوں کو۔ یہ دونوں حدیثیں متفق علیہ
بخاری ومسلم ہیں۔ اور اللہ جلشانہ اپنے کلام
پاک میں فرماتا ہے۔ قسم ہے رب تیرے کی
اے ہمارے محبوب نہیں مومن کامل ہونگے
یہ لوگ جبتک نہ منصف بنالیں وہ آپکو
اپنے تمام معاملات کا جنمیں باہم جھگڑا واقع
ہو اور پھر آپ کے حکم پر عمل کرنے میں دلمیں
بھی تنگی نہ پاویں اور اُسپر گردن تسلیم جھکاتے
نظر آویں۔ اور فرمایا اللہ تعالی نے تمھیں اسوہ حسنہ

قَالَ الْإِسْبَالُ فِي الْإِزَارِ وَالْقَمِيصِ
وَالْعِمَامَةِ مَنْ جَرَّ مِنْهَا شَيْئًا خُيَلَاءَ
لَمْ يَنْظُرِ اللّٰهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَاَخْرَجَ
اَبُوْدَاوُدَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ
اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ مَنْ اَحَبَّ اَنْ يُّحَلِّقَ حَبِيْبَهٗ حَلْقَةً
مِنْ نَارٍ فَلْيُحَلِّقْهُ مِنْ ذَهَبٍ وَمَنْ اَحَبَّ
اَنْ يُّطَوِّقَ حَبِيْبَهٗ طَوْقًا مِنْ نَارٍ
فَلْيُطَوِّقْهُ طَوْقًا مِنْ ذَهَبٍ وَمَنْ
اَحَبَّ اَنْ يُّسَوِّرَ حَبِيْبَهٗ سِوَارًا
مِنْ نَارٍ فَلْيُسَوِّرْهُ سِوَارًا مِنْ ذَهَبٍ
وَفِي الْمِشْكٰوةِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ
رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَمْنَعُ اَهْلَ الْحِلْيَةِ
وَالْحَرِيْرِ وَيَقُوْلُ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ
حِلْيَةَ الْجَنَّةِ وَحَرِيْرَهَا فَلَا تَلْبَسُوْهَا
فِي الدُّنْيَا رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَاَخْرَجَ
اَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ عَنْ عَلِيٍّ كَرَّمَ
اللّٰهُ وَجْهَهٗ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ اَخَذَ حَرِيْرًا فَجَعَلَهٗ فِيْ يَمِيْنِهٖ
فَاَخَذَ ذَهَبًا فَجَعَلَهٗ فِيْ شِمَالِهٖ ثُمَّ قَالَ
اِنَّ هٰذَيْنِ حَرَامٌ عَلٰى ذُكُوْرِ اُمَّتِيْ
وَاَخْرَجَ التِّرْمِذِيُّ عَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

اور چال چلن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر
عمل کرنا کافی ہے۔ اور ابو داؤد اور ابن ماجہ
میں ہے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے
فرماتے ہیں سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کو آپ فرماتے تھے تہبند مومنوں کے آدھی
پنڈلی تک ہونے چاہئیں اور اگر ٹخنے سے
اوپر تک ہیں تو کوئی گناہ نہیں اور جسقدر
ٹخنے سے نیچا ہو وہ مستحق عذاب جہنم ہے۔ یہ وعید
آپ نے تین دفعہ بیان فرمایا۔ پھر فرمایا
کہ جو شخص اترا کر اپنے تہبند ونکو گھسٹتا
رکھے قیامت کے دن اللہ اسکو نظر رحمت
سے نہ دیکھیگا۔ اور ابن ماجہ اور ابوداؤد اور
نسائی میں ہے حضرت ثعلب اپنے والد
یا جد سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے اوپر کی پنڈلی سے نیچا رکھنے
اور ٹخنے سے نیچا چھٹکانے کا حکم تہبند اور
کرتا اور عمامہ میں یکساں ہے جو شخص بطریق
تکبر کسی بھی کپڑے کو ٹخنے سے نیچا چھٹکا
رکھے اللہ اسکیطرف قیامت کے دن نگاہ
بھر کر نہ دیکھیگا۔ ابوداؤد میں ہے ابو ہریرہ
رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ
[illegible] علیہ وسلم نے جو شخص دوست رکھے
کہ اپنے چہیتے کو ہنسلیا پہنائے آگ کی [illegible]

اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ لِرَجُلٍ عَلَیْہِ خَاتَمٌ مِّنْ شَبَہٍ مَالِیْ اَجِدُ مِنْکَ رِیْحَ الْاَصْنَامِ فَطَرَحَہٗ ثُمَّ جَاءَ وَعَلَیْہِ خَاتَمٌ مِّنْ حَدِیْدٍ فَقَالَ مَالِیْ اَرٰی عَلَیْکَ حِلْیَۃَ اَھْلِ النَّارِ فَطَرَحَہٗ فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ وَسَلَّمَ مِنْ اَیِّ شَیْءٍ اَتَّخِذُہٗ قَالَ مِنْ وَرِقٍ وَلَا تُتِمَّہٗ مِثْقَالًا۔ وَاَخْرَجَ الْمُسْلِمُ عَنْ اُمِّ سَلَمَۃَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ شَرِبَ فِیْ اِنَاءٍ مِّنْ ذَھَبٍ اَوْ فِضَّۃٍ یُجَرْجِرُ فِیْ بَطْنِہٖ نَارًا مِّنْ جَھَنَّمَ۔

اُسکو چاہیے کہ سونے کی چیزوں سے اپنے پیارے کو پہناوے (خواہ وہ پیارا مرد ہفتاد سالہ ہو خواہ جوان خواہ لڑکا شیر خوار) اور مشکوٰۃ میں ہے حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زیور اور ریشم پہننے والوں کو منع فرماتے تھے اور فرماتے تھے کہ اگر تم جنت کے زیور اور ریشم پہننے کو دوست رکھتے ہو تو دنیا میں نہ پہنو روایت کیا اسکو نسائی نے۔ اور نسائی و ابوداؤد میں ہے علی کرم اللہ وجہہ سے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے دہنے ہاتھ میں ریشم اور بائیں ہاتھ میں سونے کو لیکر فرمایا کہ یہ دونوں میری امت کے مردوں پر حرام ہیں۔ اور ترمذی میں ہے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو جسکے ہاتھ میں پیتل کی انگوٹھی تھی فرمایا۔ کیا وجہ ہے کہ میں تجھسے بتوں کی بو پاتا ہوں اُس نے اسکو پھینکدیا اور لوہے کی انگوٹھی پہنکر آیا۔ آپ نے فرمایا کیا وجہ ہے کہ میں تیرے اوپر جہنمیوں کا زیور دیکھتا ہوں اُس نے اسکو بھی پھینکدیا اور عرض کیا کہ پھر میں کس چیز کی انگوٹھی پہنوں آپ نے فرمایا چاندی کی جو ساڑھے چار ماسہ سے زیادہ نہ ہو۔ اور مسلم شریف میں ہے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جو شخص سونے یا چاندی کے برتن میں یا برتن سے کھائیوے اُسکے پیٹ میں جہنم کی آگ جوش مارے گی"۔

لہذا چاہیے کہ جو لوگ اس بزم شریف سے کہ جو خاصۃً لحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منعقد کیجاتی ہے مشرف ہوں۔ اگر کوئی امر منکران امور مذکور سے یا سوا انکے اس محفل شریف میں پاویں بمقتضائے محبت رسول اللہ اور اتباع سنت نبی اللہ برائی اسکی سب کو کہہ سنا دیں۔

اور اگر خود مرتکب کسی امر کے ان امور مذکورہ سے ہوں تو باقتضائے محبت اللہ و رسول کے تائب ہو کر پورے پورے محب نبی اور پیرو سنت مصطفوی بنجاویں۔ اور نیز جملہ متعلمین بزم ہذا پر واجب ہے کہ اگر کیسکے دل میں اعتقاد وجوب یا فرضیت کسی امر کا ان امور مذکورہ سے یا ان جملہ امور کا بہیں ہیئت کذائی ہو تائب ہو کر اپنے عقیدہ کو مطابق ساتھ عقائد اہل تسنن خصوصاً ساتھ عقیدہ علماء حرمین مکرمین کے کہ جو پیشوا جملہ اہل تسنن ہیں کر کے پورے پورے سنی متبع سنن نبی الامی صلے اللہ علیہ وسلم بنجاویں اور افراط و تفریط کو چھوڑ کر طریق متوسط اور صراط مستقیم پر استقامت فرماویں اور ساتھ اختیار کرنے عقیدہ وجوب و فرضیت امور مذکور عند اللہ و عند الرسول آثم و گنہگار نہ ہوں اسواسطے کہ فقہاء محققین نے لکھا ہے کہ امر مستحب کو فرض یا واجب عقیدہ کرنے سے وہ امر مستحب موجب گناہ عظیم ہو جاتا ہے۔ کما ہو ظاہر من آخر مقدمۃ الثالث ٭

باب سیوم

بیان دلائل امور متعاملہ حرمین شریفین بیچ درمیان اس بزم شریف کے

اِعلَم ثَبَّتَكَ اللّٰهُ عَلَى السُّنَّةِ السَّنِيَّةِ وَالطَّرِيْقَةِ الْمُسْتَقِيْمَةِ۔ محفل مولود شریف جو عبارت ہے بیان احوال ولادت باسعادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بموجب روایات صحیحہ کے بلا ارتکاب منہیات شرعیہ و بدعات نامرضیہ اور بیان حلیہ شریف اور حالات رضاعت اور معجزات سے نظماً و نثراً اور نعت و مدح خوانی حضور صلی اللہ علیہ رب الغفور سے بیان شان نبوت ہیں درمیان جماعت کثیرہ کے بالحانِ خوش بلا رعایت الحان موسیقی تال سرگنکری وغیرہ کے معہ اطعام طعام یا تقسیم شیرینی وغیرہ بغرض بھیجنے ہدیہ ثواب حضور مصطفی صلے اللہ علیہ وسلم ہیں اور نیز ساتھ اظہار فرح و سرور ولادت سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مہیا کرنے سامان فرحت و نشاط مثل فرش فروش و انتشار اور چھڑکنے گل و گلاب و عطریات وغیرہ کے معہ تعیین قیام کے بوقت ذکر ولادت سید الانام ثابت ہے۔ ہر ہر فرد اسکا بعض بکتاب و سنت و بعض با جماع امت

لیکن سنت ہونا ذکر احوال ولادت باسعادت اور احوال رضاعت و معجزات وغیرہ احوال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پس ثابت ہے کتاب سے اسواسطیکہ خداوند کریم جل جلالہ وعم نوالہ اپنے حبیب کو فرماتا ہے وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ اور تفسیر عزیزی میں ماتحت آیۃ مذکور مولانا شاہ عبد العزیز علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں کہ آیۃ کریمہ اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ اسبات کی دلیل ہے کہ خدا تعالیٰ کی نعمتوں کو جو اپنے اوپر اور اپنے وابستوں پر ہوں انکو ظاہر کرنا اور کہنا سنانا سنت ہے، اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے۔

فَاذْكُرُوْا اٰلَاءَ اللّٰهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ○ وَفِي تَفْسِيْرِ الْبَيْضَاوِيِّ اَلَّتِيْ يَقْتَضِيْ بِكُمْ ذِكْرُ النِّعَمِ اِلٰى شُكْرِهَا الْمُؤَدِّيْ اِلَى الْفَلَاحِ۔

ذکر کرو نعمتوں اللہ کا تو کہ تم فلاح پاؤ۔ اور تفسیر بیضاوی میں ہے اللہ کی نعمتوں کا ذکر کرو تاکہ وہ ذکر باعث ہوا اوشکر کا جو سبب ہے حاصل کرنے بھلائی اور نجات کا۔"

اور چونکہ سب نعمتوں سے بڑی نعمت مومنوں کے واسطے ظہور نور حضور صلی اللہ علیہ رب الغفور ہے جسکا سب نعمتوں سے بڑی نعمت ہونا کسی مسلمان پر پوشیدہ نہیں لہذا بموجب آیۃ مذکور ذکر کرنا احوال ولادت باسعادت حضور صلی علیہ رب الغفور کا معہ دیگر حالات متعلقہ حضور عظم سنت ہوا۔ اور بیان کرنا احوال اس نعمت کا بسبب غایت عظمت اس نعمت کے بیان حالات تمام نعمتوں پر مقدم۔ اور نیز ثابت ہے ذکر کرنا حالات حضور کا بموجب احادیث صحیحہ۔ دیکھو بخاری شریف میں ہے۔

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ۔

فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم ہے اس ذات پاک کی جسکے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کوئی تم میں سے مومن نہیں ہوتا جبتک کہ اسکو اپنے ماں اور باپ اور اولاد سے زیادہ مجھ سے محبت نہ ہو۔ اور نیز

وَاَيْضًا فِي الْبُخَارِيِّ بِرِوَايَةٍ اُخْرٰى قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ

بخاری شریف میں ہے بروایت دیگر فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں ایماندار ہوسکتا تم میں سے

مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ | کوئی جبتک ماں باپ اولاد اور تمام آدمیوں سے زیادہ اسکو مجھسے محبت نہو

اور دوسری جگہ فرمایا کہ نشانی کثرت محبت کی کثرت ذکر محبوب ہے اور اطمینان پکڑنا ساتھ کثرت سننے سنانے ذکر حبیب کے۔

کَمَا فِی الشِّفَاءِ لِقَاضِیْ عِیَاضٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَحَبَّ شَیْئًا اَکْثَرَ ذِکْرَہٗ۔ وَاَیْضًا فِی الشِّفَاءِ لِقَاضِیْ عِیَاضٍ عَنْ مُجَاھِدٍ فِیْ قَوْلِہٖ تَعَالٰی اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ۔ قَالَ بِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

چنانچہ شفاء میں ہے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص کو کسی سے زیادہ محبت ہو تو وہ اسکا اکثر ذکر کرتا رہتا ہے اور حضرت مجاہد اور صاحب تفسیر حسینی بحوالہ فصول ابن عتیبہ رضی اللہ عنہ نقل فرماتے ہیں کہ آیۂ کریمہ اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ کے یہ معنے ہیں کہ ذکر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مومنوں کے دلوں کو تسلی حاصل ہوتی ہے۔

ونیز ثابت ہے ذکر کرنا جمیع احوال متعلقہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا درمیان جمع کثیر کے خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے بموجب حدیث صحیح۔

کَمَا فِی الْمِشْکٰوۃِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ جَلَسَ نَاسٌ مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ حَتّٰی اِذَا دَنٰی مِنْھُمْ سَمِعَھُمْ یَتَذَاکَرُوْنَ قَالَ بَعْضُھُمْ اِنَّ اللّٰہَ اتَّخَذَ اِبْرَاھِیْمَ خَلِیْلًا وَقَالَ اٰخَرُ مُوْسٰی کَلَّمَہٗ وَقَالَ اٰخَرُ عِیْسٰی کَلِمَۃُ اللّٰہِ وَرُوْحُہٗ وَقَالَ اٰخَرُ اٰدَمُ اصْطَفَاہُ اللّٰہُ فَخَرَجَ عَلَیْھِمْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَقَالَ قَدْ سَمِعْتُ کَلَامَکُمْ وَعَجَبَکُمْ اِنَّ اِبْرَاھِیْمَ خَلِیْلُ اللّٰہِ وَھُوَ کَذٰلِکَ وَمُوْسٰی نَجِیُّ اللّٰہِ وَھُوَ کَذٰلِکَ

چنانچہ مشکوٰۃ میں ہے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا انہوں نے بہت سے آدمی اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیٹھے ہوئے تھے یکایک انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور آپ نے سنا کہ بعض صحابہ کہہ رہے ہیں کہ بیشک اللہ نے ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل بنالیا اور بعض کی زبان پر یہ تذکرہ تھا کہ اللہ جلشانہ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا اور کچھ سرگرم اس مقولے کے تھے کہ عیسیٰ علیہ السلام

میں ہی ہوں نتیجہ ابراہیم علیہ السلام کی دعا کا۔ اور وہ میں ہی ہوں جسکی بشارت عیسٰے علیہ السلام نے سنائی۔ اور میں ہی ہوں نتیجہ اس خواب کا جو میری ماں نے میری پیدائش کے وقت دیکھا تھا۔ قسطلانی میں ہے کہ آنسے ایسا نور ظاہر ہوا کہ جسکی روشنی سے شام تک کے محل روشن ہو گئے۔ اور اسی حدیث کو سلخبر کم سے اخیر تک حضرت امام احمد بن حنبل اور بزار اور طبرانی اور حاکم اور بیہقی اور ابن حبان حضرت ابو آمامہ رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں"۔

دیکھو حدیث ہذا صاف دال ہے اس امر پہ کہ آپ نے خود اپنا ذکر ولادت صحابہ کے سامنے بیان فرمایا۔ اور جب بموجب احادیث منقولہ ثابت ہو چکا ذکر کرنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خود بنفس نفیس احوال کرامت مآل اپنی ولادت وغیرہ کا بس لاریب ذکر کرنا حالات کرامت آیات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا امت کیواسطے بھی سنت ہوگا اسواسطے کہ سنت شئے ثابت بقول وفعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی تو نام ہے کما فی الدر المحتار وعترفہا الشمنی اے عرف السنۃ اصطلاحا بما ثبت بقولہ علیہ الصلوۃ والسلام او بفعلہ انتہی۔ حالانکہ بموجب حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ تو صراحۃً بدلالت قرینہ حال وقال امر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم معلوم ہوتا ہے۔ صحابہ کو واسطے ذکر کرنے حالات شان نبوت وعظمت شان رسالت کے۔ چنانچہ مصرح امر ہذا یہ روایات موجود ہیں۔

اَخرَجَ البُخَارِیُّ عَنْ اَبِی هُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بُعِثْتُ مِنْ خَیْرِ قُرُوْنِ بَنِیْ آدَمَ قَرْناً فَقَرْناً حَتّٰی کُنْتُ مِنَ الْقَرْنِ الَّذِیْ کُنْتُ فِیْهِ وَاَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ وَاثِلَۃَ ابْنِ الْاَسْقَعِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰی مِنْ وُلْدِ اِبْرَاهِیْمَ اِسْمٰعِیْلَ وَاصْطَفٰی مِنْ وُلْدِ اِسْمٰعِیْلَ بَنِیْ کِنَانَۃَ

بخاری شریف میں ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میں بھیجا گیا ہوں بہترین زمانوں میں زمانوں بنی آدم سے جو ایک سے ایک بہتر تھا یہاں تک کہ ظاہر ہوا میں سب سے بہتر زمانہ میں اور مسلم شریف میں ہے واثلہ ابن اسقع رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیشک اللہ نے

وَاصْطَفٰى مِنْ بَنِيْ كِنَانَةَ قُرَيْشًا وَاصْطَفٰى مِنْ قُرَيْشٍ بَنِيْ هَاشِمٍ وَاصْطَفَانِيْ مِنْ بَنِيْ هَاشِمٍ كَذَا اَخْرَجَهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

وَرُوِيَ فِي التَّنْوِيْرِ فِيْ مَوْلِدِ الْبَشِيْرِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهُ كَانَ يُحَدِّثُ ذَاتَ يَوْمٍ فِيْ بَيْتِهٖ وَقَائِعَ وِلَادَتِهٖ لِقَوْمٍ فَيَسْتَبْشِرُوْنَ وَيَحْمَدُوْنَ اللّٰهَ تَعَالٰى وَيُصَلُّوْنَ عَلَيْهِ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ فَاِذَا جَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ حَلَّتْ لَكُمْ شَفَاعَتِيْ۔ وَعَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهُ مَرَّ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِلٰى بَيْتِ عَامِرِ الْاَنْصَارِيِّ وَكَانَ يُعَلِّمُ وَقَائِعَ وِلَادَتِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ لِاَبْنَائِهٖ وَعَشِيْرَتِهٖ وَيَقُوْلُ هٰذَا الْيَوْمُ هٰذَا الْيَوْمُ فَقَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ اِنَّ اللّٰهَ فَتَحَ لَكَ اَبْوَابَ الرَّحْمَةِ وَالْمَلٰئِكَةُ كُلُّهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ لَكَ مَنْ فَعَلَ فِعْلَكَ نَجٰى نَجَاتَكَ

اولاد ابراہیم علیہ السلام سے پسند فرمالیا اسمٰعیل علیہ السلام کو اور اولاد اسمٰعیل علیہ السلام سے پسند فرمالیا بنی کنانہ کو اور بنی کنانہ سے پسند فرمالیا قریش کو اور قریش میں سے پسند فرمالیا بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم سے پسند فرمالیا مجھکو۔ اسیطرح یہ حدیث ترمذی شریف میں ہے اور علامہ ترمذی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تنویر فی مولد البشیر میں ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دن ایک قوم کے سامنے اپنے گھر میں حضور کے واقعات ولادت بیان فرمارہے تھے اور اظہار مسرت اور خوشی کرکرکے اللہ کا شکر بجالارہے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام بھیج رہے تھے ناگاہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور آپ نے فرمایا تمہارے واسطے میری شفاعت حلال ہوگئی۔ اور حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میرا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حضرت عامر انصاری رضی اللہ عنہ کے مکان کی طرف گذر ہوا ہمنے دیکھا کہ حضرت عامر اپنے کنبہ والوں اور بیٹوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعات ولادت سکھا رہے تھے اور فرما رہے تھے کہ یہی دن تھا یہی دن تھا یعنی پیر کا دن جس میں حضور اس عالم دنیا میں

رونق افروز ہوئے) آپ نے یہ دیکھکر فرمایا کہ بیشک اللہ نے تمہارے واسطے دروازۂ رحمت کے کھول دئے اور کل فرشتے تمہارے واسطے بخشش کی دعا مانگتے ہیں۔ اور جو شخص تمہارا سا کام کریگا وہ تمہارا ہی سا مرتبہ پاویگا"

علاوہ بریں ذکر کرنا ان جملہ اذکار مذکور حضور صلی اللہ علیہ رب الغفور کا ثابت ہے زمان صحابہ کرام سے درمیان جماعت کے الی یومنا ہذا رضی اللہ عنہم کس واسطے کہ اگر صحابہ کرام ذکر ان اذکار کا نہ فرماتے تو یہ اذکار کرامت آثار ہم تک کیونکر پہونچتے اور عظمت بیان نبوی کہ دار مدار ایمان ہے ہمارے دلوں میں کیونکر جاگیر ہوتی۔ چنانچہ دیکھ لو کہ جمیع کتب حدیث و سیر بیان حالات حضور میں زمان ولادت سے زمان وفات تک نظماً و نثراً مملو و مشحون ہیں اور محدثین سلف و خلف جماعۃ فجماعۃ ان حالات کو بطور وعظ اور بطور تدریس درمیان جمع کثیر کے بیان کرتے چلے آئے ہیں ولیکن نعت اور مدح خوانی حضور صلی علیہ رب غفور کا بیان شان نبوت وغیرہ میں بآواز خوش بلارعایت الحان موسیقی بزدید صوت و تال سرنگڑی کے واسطے اظہار فرحت و مسرت و عظمت شان نبوت ثابت ہے بموجب احادیث صحیحہ و روایات فقہیہ اور اقوال علماء ملت مرتضویہ کے اسواسطے کہ صحاح میں ہے کہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فضائل اور کفار کے قبائح درمیان جمع کثیر کے منبر پر اشعار میان مسجد کے پڑھا کرتے تھے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُنسے بہت خوش ہوا کرتے تھے بلکہ بارہا امر فرما کر پڑھوایا کرتے تھے۔

كَمَا اَخْرَجَ الْمُسْلِمُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لِحَسَّانَ اِنَّ رُوْحَ الْقُدُسِ لَا يَزَالُ يُؤَيِّدُكَ مَا نَافَحْتَ عَنِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَقَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ هَجَاهُمْ

چنانچہ مسلم شریف میں ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مینے سنا کہ آپ حضرت حسان سے فرمارہے تھے کہ بیشک روح القدس ہمیشہ تمہاری تائید کرتے رہتے ہیں جبتک تم اللہ اور رسول کی جانب سے جواب دیتے رہتے ہو

حسان فشفا واشتفى. قال حسان ؎

هجوت محمدًا فاجبت عنه
وعند الله في ذاك الجزاء +

وقال الله قد يسرت عبدًا
هم الانصار عرضتها اللقاء +

وقال الله قد ارسلت عبدًا
يقول الحق ان نفع البلاء +

شهدت به وقومي صدقوه
فقلتم ما نجيب وما نشاء +

وجبريل امين الله فينا
وروح القدس ليس له كفاء

وقال الحافظ ابن عساكر كان جهاده بشعره۔

اور ایک بار حضور فرما رہے تھے کہ حسان نے کافروں کی ہجو کر کے شفا پائی اور شفا حاصل کی۔ منجملہ نعت حسان رضی اللہ عنہ کے ایک یہ نعت ہے ؎

ہجو کی تو نے شہِ دیں کی دیا میں نے جواب +
جس میں اللہ کی جانب سے ملا مجھکو ثواب

کہا اللہ نے لشکر ہے نبی کا خوش رو +
جنگجو لشکر انصار کریم و خوش خو +

ہمنے بھیجا ہے وہ بندہ کہ جو حق کہتا ہے +
راہ حق میں وہ سدا رنج و محن سہتا ہے

مینے اور قوم نے میری کری تصدیق انکی +
تمنے اے کافرو جسوقت کی تکذیب انکی +

ہم میں جبریل ہیں وہ جو کہ امین اللہ ہیں +
روح قدسی ہیں وہ بے کفو و کلیم اللہ ہیں

اور حافظ ابن عساکر فرماتے ہیں کہ حضرت حسان رضی اللہ عنہ کا جہاد ہی شعروں کے ساتھ تھا۔"

اور چند اشعار بھی منجملہ ان اشعار کے کہ جو حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اور بیان توحید خدا تعالیٰ میں پڑھتے تھے شاہد بر مدعا نقل کئے جاتے ہیں۔

ابیات

حيث قال رضي الله عنه في ديوانه ابيات

وشق له من اسمه كي يجله
فذو العرش محمود وهذا محمد
نبي اتانا بعد يأس وفترة

ترجمہ ابیات

حضرت حسان بن ثابت اپنے دیوان میں فرماتے ہیں

نام سے اپنے خدا نے رکھا نام اس شہ کا
وہ ہے محمود محمد ہیں میرے بدر دجی
جب نہ تھی آس ہدایت کی وہ آئے ہم میں

مِنَ الرُّسُلِ وَالْاَوْثَانُ فِی الْاَرْضِ تُعْبَدُ
فَاَمْسٰی سِرَاجًا مُّسْتَنِیْرًا وَّهَادِیًا۔
یَلُوْحُ کَمَا لَاحَ الصَّقِیْلُ الْمُهَنَّدُ۔
وَاَنْذَرَنَا نَارًا وَّبَشَّرَ جَنَّةً۔
وَعَلَّمَنَا الْاِسْلَامَ فَاللّٰهَ نَحْمَدُ۔
وَاَنْتَ اِلٰهُ الْخَلْقِ رَبِّیْ وَخَالِقِیْ
بِذٰلِكَ مَا عُمِّرْتُ فِی النَّاسِ اَشْهَدُ
تَعَالَیْتَ رَبَّ النَّاسِ عَنْ قَوْلِ مَنْ دَعَا
سِوَاكَ اِلٰهًا اَنْتَ اَعْلٰی وَاَمْجَدُ
وَاَخْرَجَ الْمُسْلِمُ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ
اَنَّ عُمَرَ مَرَّ بِحَسَّانَ وَهُوَ یُنْشِدُ الشِّعْرَ
فِی الْمَسْجِدِ فَلَحَظَ اِلَیْهِ فَقَالَ قَدْ کُنْتُ
اُنْشِدُ وَفِیْهِ مَنْ هُوَ خَیْرٌ مِّنْكَ ثُمَّ
الْتَفَتَ اِلٰی اَبِیْ هُرَیْرَةَ فَقَالَ اَنْشُدُكَ
اللّٰهَ اَسَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ
وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اَجِبْ عَنِّیْ اَللّٰهُمَّ اَیِّدْهُ
بِرُوْحِ الْقُدُسِ قَالَ اَللّٰهُمَّ نَعَمْ وَاَخْرَجَ
الْمُسْلِمُ عَنْ اَنَسٍ قَالَ کَانَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی
اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَادٍ یُقَالُ لَهٗ اَنْجَشَةُ
وَکَانَ حَسَنَ الصَّوْتِ فَقَالَ لَهُ النَّبِیُّ
صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رُوَیْدًا یَا اَنْجَشَةُ
لَا تَکْسِرِ الْقَوَارِیْرَ قَالَ قَتَادَةُ یَعْنِیْ ضَعَفَةَ
النِّسَاءِ وَکَذَا رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔ وَاَخْرَجَ الْبُخَارِیُّ فِیْ

پوجے جاتے تھے بہت بت تھے موحد غم میں
وہ ہدایت کے چراغ اور وہ ہادی رہبر
ہندی تلوار کی مانند چمکتے یکسر
ہم کو دوزخ سے ڈرایا اور سکھایا اسلام
مژدہ خلد سنایا فللہ الحمد مدام
شکر ہے تیرا میرے خالق و رب عالم
جب تلک زندہ ہوں میں اور ہے نسل آدم
کافر اور مشرکوں کی تہمتوں سے پاک ہے تو
ساری مخلوق سے ہاں برتر و بیبال ہے تو
اور مسلم شریف میں ہے حضرت ابوہریرہ
رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت حسان رضی اللہ عنہ
مسجد نبوی میں شعر پڑھ رہے تھے کہ یکایک
حضرت عمر رضی اللہ عنہ آ نکلے اور نظر عتاب
یا تعجب سے حضرت حسان کیطرف دیکھنے
لگے۔ حضرت حسان نے عرض کیا کہ میں اس مسجد
میں ان شعروں کو انکے سامنے پڑھا کرتا تھا
جو تم سے بہت بہتر تھے اور پھر میری طرف متوجہ
ہو کر فرمانے لگے کہ ابوہریرہ تمکو خدا کی قسم ہے
کیا تم نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے
نہیں سنا کہ فرماتے تھے کہ کافروں کو میری
طرف سے جواب دو۔ پھر فرماتے اے میرے
اللہ! میرے حسان کی روح القدس کے
ساتھ مدد کر۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

عن سلمة بن الاكوع قال خرجنا مع
رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم
الى خيبر فسرنا ليلاً فقال رجل من
القوم لعامر ابن الاكوع الا تسمعنا من
هنيهاتك وكان عامر رجلاً شاعراً
فنزل يحدو بالقوم ويقول۔ اشعار۔

اللهم لولا انت ما اهتدينا
ولا تصدقنا ولا صلينا
فاغفر فدى لك ما اقتفينا
وثبت الاقدام ان لاقينا
والقين سكينة علينا
انا اذا صيح بنا اتينا
وبالصياح عولوا علينا

فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم
من هذا السائق فقالوا عامر ابن الاكوع
فقال يرحمه الله۔ وفي رد المحتار
قال في التاتارخانية قراءة الاشعار
ان لم يكن فيها ذكر الفسق والغلام
ونحوه لا تكره۔

کہ میں نے کہا بیشک سنا ہے۔ اور نیز مسلم میں ہے
حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انجشہ نامی
ایک خوش آواز حدی پڑھنے والے تھے
ایک رات وہ سفر میں اونٹوں کے ساتھ
جس قافلہ میں عورتیں بھی ساتھ تھیں اشعار
بطریق حدی کے پڑھتے جاتے تھے
آپ نے انکو ارشاد فرمایا اے انجشہ بس کرو
اور اپنے درد آمیز شعروں سے عورتوں کے
دل جو ضعیف مثل شیشوں کے ہوتے
ہیں نہ توڑو۔ اسی طرح یہ حدیث بخاری
شریف میں ہے اور نیز بخاری شریف میں ہے
سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ
خیبر کیطرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
ہمراہ ہم جا رہے تھے۔ ایک شخص نے
میرے بھائی عامر ابن اکوع سے کہ جو بڑے
شاعر تھے کہا کچھ اپنے شعر نہیں سناتے
وہ اونٹ سے اترے اور یہ شعر پڑھنے
لگے۔ ترجمہ منظوم

نہ پاتے ہم ہدایت جو نہ ہوتے تم میرے مولا — نہ ہم تصدیق کرتے اور نہ پڑھتے ہم نماز اصلا
میں قرباں تجھ پہ ہمکو بخشدے جبتک ہیں ہم پیرو — نبی کے اور رکھ ثابت قدم وقت جہاد اللہ
تسلی اور سکون دل عطا کر ہمکو اے خالق — بلائے تو نے جب حاضر تھے ہم رہ میں تیرے مولا
کہ جب آتے ہیں چڑھکر ہم پہ وہ روتے ہی آتے ہیں

انکے اشعار سنکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کون ہیں۔ لوگوں نے عرض کیا عامر بن الکوع ہیں۔ آپ نے فرمایا اللہ انپر رحمت کی جھڑی لگادے۔ اور رد محتار میں ہے فتاوی تاتار خانیہ سے کہ اگر شعروں میں فسق وفجور اور خط وخال لڑکوں کا ذکر نہ ہو تو انکا پڑھنا جائز ہے مکروہ نہیں۔"

اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ بہترویں مکتوب جلد سویم اپنے مکتوبات میں تحریر فرماتے ہیں۔ "در نفس قرآن خواندن بصوت حسن و در قصائد نعت ومنقبت خواندن چہ مضائقہ است" الخ۔ "خوش الحانی کے ساتھ قرآن مجید اور نعت اور منقبت اور قصائد وغیرہ پڑھنے میں کچھ حرج نہیں"۔

ولیکن تقسیم طعام وشیرینی وغیرہ ایصالاً للثواب الی حضرۃ المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ ایصالاً للثواب لجمیع المومنین مع ایصال ثواب تلاوت قرآن مع اجتماع مردم وتقرر یوم بلا نیت وجوب تعیین یوم پس مستحب ومستحسن ہونا اسکا ثابت ہے باجماع علماء بموجب تحریر مولانا شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ ودیگر فقہائے چنانچہ مولانا ممدوح بجواب اعتراض مولوی عبد الحکیم پنجابی مرحوم کہ تقریراً اسکی یہ ہے۔ "عرس بزرگان خود برخود مثل فرض دانستہ سال بسال بر مقبرہ اجتماع کردہ طعام وشیرینی درانجا تقسیم کردہ مقابر را وثنا یعبد میکنند۔" انتہی بحرمت بقدرہ مذکور بسیار تعجب بدیں طور تحریر فرماتے ہیں۔ **قولہ:** عرس بزرگان خود را الخ این طعن مبنی است برجہل باحوال مطعون علیہ زیرا کہ غیر از فرائض شرعیہ مقررہ را ہیچکس فرض نمیداند آرے تبرک بقبور صالحین وامداد ایشاں بامداد ثواب وتلاوت قرآن ودعاء خیر وتقسیم طعام شیرینی امر مستحسن وخوب است باجماع علماء وتعین روز عرس برائے آنست کہ آنروز مذکر انتقال ایشاں میباشد از دار العمل بدار الثواب والا ہر روز کہ این عمل واقع شود موجب فلاح ونجات است وخلف را لازم است کہ سلف خود را باین نوع بر واحسان نماید چنانچہ در احادیث مذکور است کہ ولد صالح یدعو لہ وتلاوت قرآن واہدائے ثواب را عبادت قرار دادن مبنی بر کمال بلادت وافراط جہل است۔ آرے اگر کسے سجدہ وطواف ودعا بنحو "یا فلان افعل کذا" بعمل آرد مشابہت بعبدۃ الاوثان کردہ باشد وچوں چنیں نیست پس چہ محل طعن باشد"۔ انتہی۔

اور مولانا شاہ رفیع الدین صاحب بھی اپنے فتویٰ میں بدینطور تحریر فرماتے ہیں "اما آنکہ نذ ور از قسم حلویات و اطعمہ پس دراں تفصیل است۔ یکے آنکہ برائے اولیاء اللہ باشد کہ حق تعالیٰ احسان بایشاں و ایصال ثواب بایشاں بانہا پسندیدہ میدارد و ازاں جماعہ امید مکافات بہتر ازیں متوقع است کہ عند اللہ قرب دارند و مورد عنایت اویند۔ دوم برائے عامہ مومنین کہ استغفار برائے ایشاں و تصدق برائے ایشاں و لباس و طعام دادن برائے ثواب ایشاں نیز در جناب الٰہی پسندیدہ است چنانچہ درباب تصدق عن المیتہ حدیثے چند وارد شدہ اند الخ"

اور یہ تمام مضامین مذکور یعنی جواب شاہ صاحب مع اعتراضات مولانا عبد الحکیم مرحوم و فتویٰ شاہ رفیع الدین صاحب رسالہ زبدۃ النصائح فی مسائل الذبائح میں بہ بسط تمام مسطور ہیں اور بموجب تحریر مولانا اسحٰق علیہ الرحمۃ بھی جواز ہر قسم کا اجتماع کا مع تقسیم شیرینی وغیرہ ایصالاً للثواب ثابت ہے۔ چنانچہ مائۃ مسائل میں مولانا ممدوح بدینساں تحریر فرماتے ہیں۔

"وقیاس عرس بر مولود شریف غیر صحیح است زیراکہ در مولود ذکر ولادت خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم است و آں موجب فرحت و سرور است و در شرع اجتماع برائے فرحت و سرور کہ خالی از بدعات و منکرات باشد آمدہ و اجتماع برائے حزن و سرور ثابت نشدہ و فی الواقع فرحت مثل فرحت ولادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در دیگر امر نیست پس دیگر امر بریں قیاس صحیح نخواہد شد الخ"۔ اور امر در مولانا شاہ عبد الرحیم والد ماجد شاہ ولی اللہ صاحب تو درباب ایصال ثواب طعام الیٰ حضرت سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم مطالعہ رسالہ در الثمین فی مبشرات سید الامین اور رسالہ انتباہ سے بغایت وضوح کہ مولانا شاہ ولی اللہ صاحب رسالہ مذکور میں تحریر فرماتے ہیں۔

اَخْبَرَنِیْ سَیِّدِیَ الْوَالِدُ قَالَ کُنْتُ اَصْنَعُ بِهٖ طَعَامًا وَفِیْ رِسَالَةِ الْاِنْتِبَاهِ قَالَ کُنْتُ اَصْنَعُ فِیْ اَیَّامِ الْمَوْلِدِ طَعَامًا صِلَةً بِالنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ یَفْتَحْ لِیْ سَنَةً عَنِ السِّنِیْنِ شَیْءٌ

خبر دی مجکو میرے والد ماجد نے کہ میں زمانہ ذکر ولادت میں بغرض ثواب پہونچانے کے ہدیۂ خدمت میں جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے کھانا کھلایا کرتا تھا ایک سال مجکو بجز بھنے چنوں کے اور کچھ میسر نہ ہوا میں نے بنیت

اصنع به طعاما فلم اجد الا حمصا مقليا
فقسمته بين الناس فرأيته صلى الله عليه
وسلم وبين يديه هذه الحمص متبهجا
بشاشا الخ وفي رد المحتار ذكر ابن حجر
في الفتاوى الفقهية ان الحافظ بن
تيمية زعم منع اهداء ثواب القرأة
للنبي صلى الله عليه وسلم لان جنابه
الرفيع لا يتجرى عليه الا بما اذن فيه
وهو الصلوة عليه وسوال الوسيلة
له قال وبالغ السبكي وغيره في الرد
عليه بان مثل ذالك لا يحتاج لاذن
خاص الا ترى ان ابن عمر كان يعتمر
عنه صلى الله عليه وسلم عمرا بعد موته
صلى الله عليه وسلم من غير وصية
وحج ابن الموفق وهو في طبقة الجنيد عنه
صلى الله عليه وسلم سبعين حجة
وختم ابن السراج عنه صلى الله عليه
وسلم اكثر من عشرة آلاف ختمة وضحى
عنه صلى الله عليه وسلم مثل ذالك اه
قلت وقد رأيت نحو ذالك بخط مفتي
الحنفية الشهاب احمد بن الشلبي
شيخ صاحب البحر نقلا عن شرح الطيبة
للنويري ومن جملة ما نقله ان ابن عقيل

ایصال ثواب حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم
میں ان چنوں ہی کو لوگوں میں تقسیم کردیا میں نے
خواب میں دیکھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کے حضور میں وہ چنے رکھے ہوئے ہیں اور
آپ نہایت خوش ہورہے ہیں۔ ردمحتار میں ہے
کہ فتاوی فقہیہ میں حافظ ابن حجر تحریر فرماتے
ہیں کہ ابن تیمیہ نے جو لکھا ہے کہ جناب
رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم میں سوائے
درود اور سلام اور سوال وسیلہ کے قرآن
شریف وغیرہ کے ثواب پہونچانے کے ساتھ
جرأت نہ کرنا چاہیے اسواسطے کہ آپ کی
جناب کیلئے ثواب پہونچانے کی محتاج نہیں
علامہ سبکی وغیرہ رحمہم اللہ علماء کرام نے
اس قول کی تردید میں بحد مبالغہ کیا ہے اور
فرمایا ہے کہ کیا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ
بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بغیر
وصیت حضور کے آپ کی طرف سے عمرہ نہیں
کیا کرتے تھے اور حضرت ابن الموفق رضی
اللہ عنہ نے جو حضرت جنید بغدادی رضی اللہ
عنہ کے ہم عصر ہیں بلاشک آپکی طرف سے
ستر حج کئے تھے اور حضرت ابن سراج رضی اللہ عنہ
نے آپکی خدمت میں ہدیہ ثواب پہنچانیکی غرض سے
دس ہزار سے زیادہ قرآن ختم کئے اور اسیقدر

مِنَ الْحَنَابِلَةِ قَالَ يُسْتَحَبُّ إِهْدَاؤُهَا لَهُ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ وَقَوْلُ عُلَمَائِنَا
لَهُ أَنْ يَجْعَلَ ثَوَابَ عَمَلِهِ لِغَيْرِهِ يَدْخُلُ
فِيهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَإِنَّهُ أَحَقُّ بِذَلِكَ حَيْثُ أَنْقَذَنَا مِنَ
الضَّلَالَةِ فَفِي ذَالِكَ نَوْعُ شُكْرٍ وَإِهْدَاءُ
جَمِيلٍ لَهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْكَامِلُ
قَابِلٌ لِزِيَادَةِ الْكَمَالِ وَمَا اسْتَدَلَّ بِهِ
بَعْضُ الْمَانِعِينَ مِنْ أَنَّهُ تَحْصِيلُ الْحَاصِلِ
لِأَنَّ جَمِيعَ أَعْمَالِ أُمَّتِهِ فِي مِيزَانِهِ يُجَابُ
عَنْهُ بِأَنَّهُ لَا مَانِعَ مِنْ ذَالِكَ فَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالَى
أَخْبَرَنَا بِأَنَّهُ صَلَّى عَلَيْهِ ثُمَّ أَمَرَنَا
بِالصَّلٰوةِ عَلَيْهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَنْ
نَقُولَ اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ انتہی

آپ کیطرف سے قربانیاں کیں ابن حجر رحمۃ اللہ
اسکے بعد تحریر فرماتے ہیں کہ شہاب احمد ابن شلبی
صاحب بحر الرائق کے استاد مفتی احناف
کی تحریر میں نے دیکھی کہ وہ شرح طیبہ نویری سے
نقل فرماتے تھے کہ جو کچھ روایتیں اس امر کے
متعلق علامہ نویری نے نقل فرمائی ہیں
منجملہ انکے ایک روایت یہ بھی ہے کہ ابن
عقیل حنبلی فرماتے ہیں: مستحب ہے ہدیہ
ثواب عبادات مالی و بدنی کا پیش کرنا جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اور ہمارے
علماء شافعی جو تحریر فرماتے ہیں کہ ہر شخص کو
اپنے اعمال کا ثواب بخشنے کا ہر شخص کیلئے
اختیار ہے اس میں بلاشبہ حضور صلی اللہ
علیہ وسلم بھی داخل ہیں بلکہ آپ زیادہ مستحق

ہیں کہ مختلف اعمال کے ثواب پہنچانے کے ساتھ آپکا شکریہ ادا کیا جاوے۔ اور وہ جو
بعض مانعین نے لکھا ہے کہ تمام امت کے عمل جب آپ کے عمل نامہ میں پہلے ہی سے
درج ہیں تو پھر ہمارا ثواب پہنچانا تحصیل حاصل ہے۔ اسکا جواب یہ ہے کہ اللہ قرآن مجید
میں فرماتا ہے کہ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَيْهِ یعنی اللہ اپنے محبوب پر رحمت
بھیجتا رہتا ہے اور اسکے فرشتے دعا رحمت کرتے رہتے ہیں پھر ہمکو کیوں فرمایا کہ صَلُّوْا
عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۔ یعنی اے مومنو تم بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے
دعا نزول رحمت اور سلامتی کی کرتے رہو۔ پھر کیا تمہارے نزدیک یہ بھی تحصیل حاصل ہے
اور وجہ تقسیم شیرینی کی اکثر اوقات اس محفل میں یہ ہے کہ چونکہ یہ محفل محبت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم منعقد کیجاتی ہے لہذا اسمیں مہیا کرنا اشیاء محبوبہ حضور صلی اللہ علیہ بالخصوص

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
وَاَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنْ اَبِیْ عُثْمَانَ
النَّھْدِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اُعْطِیَ اَحَدُکُمُ
الرَّیْحَانَ فَلَا یَرُدَّہٗ فَاِنَّہٗ خَرَجَ مِنَ
الْجَنَّۃِ۔

سلگایا کرتے تھے اور فرمایا کرتے کہ ایسے ہی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سلگایا کرتے تھے"۔
حضرت ابو عثمان ہندی فرماتے ہیں کہ فرمایا
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جب کسیکو
تم میں سے ریحان یعنے خوشبو کا پھول دیا
جائے تو وہ اُسکو واپس نہ دے اسلئے
کہ وہ جنت کے نکلے ہوئے ہیں"۔

علاوہ بریں یہ تمام لوازمات عود سوزی وغیرہ ثابت ہیں بوقت ذکر احادیث
رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم مجتہدان امت سے۔

کَمَا فِی الشِّفَاءِ لِقَاضِیْ عَیَاضٍ
قَالَ مطرف اِذَا اَتَی النَّاسُ مَالِکًا
خَرَجَتْ اِلَیْھِمُ الْجَارِیَۃُ فَتَقُوْلُ لَھُمْ
یَقُوْلُ لَکُمُ الشَّیْخُ تُرِیْدُوْنَ الْحَدِیْثَ
اَوِ الْمَسَائِلَ فَاِنْ قَالُوا الْمَسَائِلَ
خَرَجَ اِلَیْھِمْ وَاِنْ قَالُوا الْحَدِیْثَ
دَخَلَ مُغْتَسَلَہٗ وَاغْتَسَلَ وَتَطَیَّبَ
وَلَبِسَ ثِیَابًا جُدُدًا وَلَبِسَ سَاجَۃً
وَتَعَمَّمَ وَوَضَعَ عَلٰی رَاْسِہٖ رِدَائَہٗ
وَتُلْقٰی مِنَصَّۃٌ فَخَرَجَ فَجَلَسَ عَلَیْھَا
وَعَلَیْہِ الْخُشُوْعُ وَلَا یَزَالُ یُبَخَّرُ بِالْعُوْدِ
حَتّٰی یَفْرُغَ مِنْ حَدِیْثِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ غَیْرُہٗ وَلَمْ یَکُنْ
یَدْرُسُ عَلٰی تِلْکَ الْمِنَصَّۃِ اِلَّا اِذَا حَدَّثَ عَنْ
رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ انتھی

شفا میں ہے قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے
ہیں کہ فرمایا مطرف رحمۃ اللہ نے کہ امام مالک
رحمۃ اللہ علیہ سے جب کوئی کچھ پوچھنے کو آتا
آپ لونڈی سے فرماتے دریافت کرو کہ کوئی
مسئلہ پوچھتا ہے یا حدیث رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سنا چاہتا ہے۔ اگر وہ مسئلہ پوچھتا
تو آپ باہر تشریف لاکر بتا دیتے اور اگر حدیث
سُننا چاہتا غسل فرماتے خوشبو لگاتے نئے
کپڑے پہنتے عبا زیب تن فرماکر عمامہ باندھتے
اور اُسپر چادر اوڑھکر نہایت خشوع اور خضوع
کے ساتھ خاص منبر پر رونق افروز ہوتے اور
عود اور عنبر سلگاتے جاتے اور حدیث رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بیان فرماتے
انتہی۔

لہذا بوقت خاص ذکر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم یہ لوازم یعنی خوشبو سلگانا اور چھڑکنا مستحب ہوا بجہت استحباب سلف وپسند کرنے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے خوشبو کو اور اباحت فرش وفروش ودیگر اسباب عیش ونشاط ثابت ہے بعبارۃ النص تو بجیہ سے

كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى - قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ قُلْ هِيَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ه وَفِيْ تَفْسِيْرِ الْبَيْضَاوِيْ قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ مِنَ الثِّيَابِ وَسَائِرِ مَا يُتَجَمَّلُ بِهِ الَّتِيْ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ مِنَ النَّبَاتَاتِ كَالْقُطْنِ وَالْكَتَّانِ وَمِنَ الْحَيَوَانِ كَالْحَرِيْرِ وَالصُّوْفِ وَمِنَ الْمَعَادِنِ كَالدُّرُوْعِ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ الْمُسْتَلَذَّاتِ مِنَ الْمَاٰكِلِ وَالْمَشَارِبِ

چنانچہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے فرما دیجئے کون ہے وہ جو حرام کرے اللہ کی دی ہوئی زینت کو جسکو اللہ نے اپنے بندوں کے واسطے پیدا کیا۔ اور پاک چیزوں کو جو کھانے پینے کی ہیں فرما دیجئے یہ سب نعمتیں حلال ہیں ایمان والوں کے واسطے زندگی دنیا میں اور فقط ایمان والوں ہی کے لئے قیامت کے دن ایسی ہی بیان کرتے ہیں ہم نشانیں اُن لوگوں کے واسطے جو عالم ہیں۔ تفسیر بیضاوی میں ہے کہ مراد زینت سے تمام زینت کے کپڑے ہیں خواہ وہ سوتی ہوں یا صوف وغیرہ کے اور خواہ وہ قسم زرہ سے اور پاک رزقوں سے مراد تمام کھانے پینے کی لذت دار چیزیں ہیں اور مفصل بیان اس آیۃ کریمہ کا مقدمہ اول اور کچھ بحث بدعت حسنہ میں ہو چکا[1]

اور بہت ظاہر ہے کہ تعظیم ذکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اعظم شعائر اسلام و دلائل محبت خیر الانام سے ہے۔ چنانچہ اسی بنا پر حضرت امام ابو شامہ استاذ امام نووی علیہما الرحمۃ اپنی کتاب موسوم الباعث علی انکار البدع والحوادث میں بدینطور تحریر فرماتے ہیں

وَمَا يُفْعَلُ فِيْ يَوْمِ الْمُوَافِقِ لِيَوْمِ مَوْلِدِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاٰلِهٖ مِنَ الصَّدَقَاتِ وَاِظْهَارِ الزِّيْنَةِ وَالسُّرُوْرِ فَاِنَّ ذٰلِكَ

اور جو کچھ اس دن میں جو حضور کی ولادت کے دن خیرات اور صدقات سے کیا جاتا ہے اچھے حضور میں ثواب پیش کرنے کی نیت سے

[1] اور جان لینا چاہیئے کہ اس آیۃ کریمہ سے جملہ نعتیم تیر بنی ... بھی محفل مولد میں بطریق اولیٰ ثابت ہے۔ منہ

مَعَ مَا فِيْهِ مِنَ الْاِحْسَانِ مُشْعِرٌ بِمَحَبَّتِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَعْظِيْمِهٖ فِيْ قَلْبِ فَاعِلِ ذٰلِكَ وَشُكْرًا لِّلّٰهِ عَلٰى مَا مَنَّ بِهٖ مِنْ اِيْجَادِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ۔ انتہیٰ۔

اور جو کچھ زینت و خوشی اس دن میں کیجاتی ہے علاوہ اسکے کہ اس میں بہت سے نیک کام ہوتے ہیں اس میں تعظیم اور محبت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ہی اظہار ہے مومن کے دل سے اور ادائے شکر ہے آپ کی پیدائیش کا جو بہت بڑی نعمت ہے مومنوں کے حق میں"۔

اور قیام تعظیم سید الانام برائے اظہار سرور بجوش شادمانی میلاد شریف محفل میلاد میں خصوصاً بوقت ذکر ولادت خاتم الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام۔ پس ثابت ہے کتاب اللہ سے اسواسطے کہ یہ قیام بلا شبہ مبالغہ ہے آپ کی تعظیم و اکرام میں اور مبالغہ آپ کی تعظیم و اکرام میں ثابت ہے نص کتاب اللہ سے۔

قَالَ الْقَاضِيْ فِي الشِّفَاءِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا۔ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ فَاَوْجَبَ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ تَعْزِيْرَهٗ وَتَوْقِيْرَهٗ فَاَلْزَمَ اِكْرَامَهٗ وَتَعْظِيْمَهٗ قَالَ الْمُبَرِّدُ تُعَزِّرُوْهُ تُبَالِغُوْا فِيْ تَعْظِيْمِهٖ انتہیٰ۔

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ شفاء میں تحریر فرماتے ہیں فرمایا اللہ جل شانہ نے بیشک ہم نے تمکو بھیجا گواہ بنا کر بھیجا تمکو حالات امت کا اور بشارت دینے والا اور ڈرانیوالا تاکہ ایمان لاؤ تم اللہ اور اللہ کے رسول پر اور مبالغہ کرو تم تعظیم اور توقیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں۔ اس آیۃ میں اللہ نے اپنے محبوب کی امتیوں پر تعظیم و توقیر واجب اور لازم فرما دی۔ علامہ مبرد فرماتے ہیں کہ معنے تُعَزِّرُوْہُ کے یہ ہیں کہ اے امتیو تم پر لازم ہے کہ ہمارے محبوب کی بیحد تعظیم کرو"۔

یعنی تعزیر لغت اضداد سے ہے کما فی القاموس والتعزیر ضرب دون الحد او هو اشد الضرب والتفخیم والتعظیم ضد۔ اور یہاں اسکے معنے تعظیم و توقیر کے مراد ہیں اور اختیار باب تفعیل اس جگہ بدلالت سیاق کلام و قرینہ مقام واسطے مبالغہ کے ہے اسواسطے کہ وہ اکثر واسطے مبالغہ کے آتا ہے کما ہو مشروح فی متون الصرف

وفعل للتکثیر غالباً شائع یعنی مبالغہ واکثر بلائی پس ثابت ہوا اس آیۃ کریمہ سے کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی تعظیم میں مبالغہ کرنا چاہیئے اور اللہ تعالی کو اپنے حبیب کی تعظیم میں مبالغہ مطلوب و محبوب ہے۔ چنانچہ موافق اسی آیت کے بجہت امتثال امر الٰہی تعظیم حضرت رسالت پناہی میں مبالغہ صحابہ کرام اور سلف صالحین بیش از حد اظہر من الشمس ہے جیسا کہ انشاء اللہ العزیز روایات شفاء وغیرہ کتب سیر سے عنقریب معرض بیان میں آویگا خاصکر روایت آتیہ عروۃ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا تو یہی مضمون ہے کہ جسقدر صحابہ کرام آپ کی تعظیم و اکرام کرتے تھے نہ کسری کی یہ تعظیم ہوتی دیکھی نہ قیصر کی نہ نجاشی کی اور نہ کسی بادشاہ کی بادشاہوں میں سے۔ اور جب ثابت ہوا مبالغہ تعظیم و تکریم رسول کریم میں نص کتاب اللہ اور قول و فعل صحابہ رسول خدا سے اور یہ کہ مبالغہ تعظیم رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم میں مطلوب محبوب ہے اللہ تعالی کو اور ہوا قیام خواص و عوام محفل میلاد خیر الانام میں خاصکر وقت ذکر ولادت شریف کے بوقت غایت فرحت و سرور اور نہایت خوشی و شادمانی موعود کے مبالغہ فی التعظیم تو ثابت ہوا مستحب اور مستحسن ہونا اس قیام کا کتاب اللہ اور آثار صحابہ رسول اللہ سے بلکہ اگر نظر کریں طرف صیغہ امر کی آیۃ کریمہ میں جو موضوع ہے اصل میں واسطے وجوب اور الزام کے وقد اشار الیہ القاضی اور اشارہ کیا ہے اسطرف قاضی عیاض رحمہ اللہ نے اور طرف حدیث عَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ وَسُنَّۃِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ عَضُّوْا عَلَیْہَا بِالنَّوَاجِذِ کی یعنی لازم ہے تم کو تم میری اور میرے خلفا کی سنت کو بلکہ خلفا کی سنت پر اپنی کچلی گاڑھ دو تو یہ قیام تعظیمی محفل میلاد جو مروج ہے ہر بلاد اسلام میں واجب و سنت ہوگا اور اگر واجب و سنت نہیں تو کم از کم مستحب اور موجب اجر عظیم تو بمقتضاء صیغہ امر ضرور ہے اور ادنی درجہ اباحت میں تو کوئی کلام کر ہی نہیں سکتا۔

دلیل ثانی ۔ اللہ تعالی امر و ارشاد فرماتا ہے فرحت اور سرور کا ساتھ آنے آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ و صحبہ وسلم کے اس دار دنیا میں اور ساتھ ظہور ذات مطہر اس رحمۃ العالمین کے

قَالَ تَعَالٰی یٰاَیُّھَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْکُمْ مَّوْعِظَۃٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ

فرمایا اللہ تعالی نے اے لوگو تحقیق آچکی تمہاری طرف مجسم نصیحت تمہارے رب کیطرف سے اور

وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۝ قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ۔

موجب شفاء سینہ کی بیماریوں کے لئے اور ہدایت اور رحمت مجسم مومنوں کے واسطے فرما دیجئے اے ہمارے حبیب کہ اللہ کے فضل اور رحمت کے ظاہر ہونے پر جو ذات مقدس رسول اللہ ہے خوب خوشی کرو۔ وہ خوشی تمہارے لئے جسقدر بھی مال و دولت جمع کرو اس سے بہتر ہے۔

۴ اور اطلاق رحمت کا اوپر ذات مطہر نبوی صلے اللہ علیہ وسلم کے شائع و ذائع ہے۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى۔ وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ وَفِي الْمِشْكٰوةِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ اِنَّمَا اَنَا رَحْمَةٌ مُّهْدَاةٌ۔ وَقَالَ الْعَلَّامَةُ الْكَاشِفِيُّ فِيْ تَفْسِيْرِهٖ۔ گفتہ اند کہ فضل قرآنست و رحمت آنکہ مارا از اہل آں گردانید یا رحمت حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم است۔

فرمایا اللہ تعالیٰ نے۔ اور نہیں بھیجا ہم نے تمکو مگر رحمت مجسم بنا کر عالم کے لوگوں کے واسطے اور مشکوۃ شریف میں ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سوا اسکے نہیں کہ میں رحمت ہوں سراپا ہدایت۔ علامہ کاشفی اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ آیۃ کریمہ میں فضل سے مراد قرآن ہے اور رحمت سے مراد یہ ہے کہ ہمکو ہم قرآن کا بنایا یا مراد رحمت سے ذات مقدس محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہے۔

پس حاصل معنے اس آیۃ کریمہ کے یہ ہوئے کہ کہدو مومنین و مسلمین سے کہ خوشی کریں اور بفرح و سرور ہوں ساتھ ظہور ذات مطہر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کے کہ وہ عین رحمت ہیں واسطے عالم کے اور ساتھ اسبات کے کہ ایسی مجسم رحمت کو تمہ نبی کر کے بھیجا اور ساتھ قرآن مجید کے۔ اور جب اس آیۃ میں اظہار فرح و سرور وقت حصول امور موجب فرحت و سرور امر مژدہ بشارت ثابت ہوا تو اب جان لو کہ وقت حصول امور موجب فرحت و سرور و مژدہ بشارت واسطے اظہار فرحت و سرور کے قیام کرنا اور کھڑا ہونا اور اس قیام کا سامان اظہار فرح و سرور سے ہونا ثابت ہے حدیث صحیح بخاری سے جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے۔

اخرج البخاری رحمہ اللہ فی حدیث الافک عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت فلما سری عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو یضحک فکانت اول کلمۃ تکلم بھا یا عائشۃ اما اللہ فقد برأک فقالت امی قومی الیہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ قال لا تستطلا ان اجل اعلم ما بشرک بہ۔

بخاری شریف کی حدیث افک میں ہے عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب منافقوں کی تہمت سے میرے بری کرنیکے واسطے اللہ جلشانہ نے اپنے محبوب پر وحی نازل کی جب کیفیت نازل ہونے وحی سے آپ نے فرصت پائی آپ نے ہنستے ہوئے جو اول کلام فرمایا وہ یہ تھا کہ اے عائشہ اللہ نے تمکو بری کردیا۔ یہ سنکر میری ماں نے کہا کہ حضور کی بشارت ربانی کے شکریہ کے لئے حضور کیطرف کھڑی ہو جاؤ۔

پس قیام بجہت حصول بشارت کے جب اسباب اظہار فرح وسرور سے ہوا اور وقت حصول بشارت اور سرور کے قیام کرنا اس حدیث سے ثابت ہوا۔ تو اب ہم کہتے ہیں کہ قیام کرنا محفل میلاد شریف میں نہیں ہے مگر واسطے اظہار فرحت وسرور کے اور بسبب حصول خوشخبری اور بشارت ولادت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے اور جب خوشی کرنا اور اظہار فرح وسرور کرنا وقت حصول ایسی خوشخبری کے جو موجب فرح وسرور ہو آیت سے مامور بہ ہوا۔ اور قیام کرنا ایسے وقت میں جملہ اسباب اظہار فرح وسرور سے ہو جب اس حدیث صحیح مذکورہ کے ثابت اور قیام کرنا محفل میلاد میں نہ ہوا مگر اسی غرض سے یعنی بغرض اظہار فرح وسرور تو ثابت ہوا اس قیام کا مستحسن ومحبوب بلکہ مامور بہ ہونا اس آیت مذکورہ اور اس حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم سے۔

دلیل ثالث ۔ اور نیز قیام ہذا کا مستحب ومستحسن ہونا ثابت ہے احادیث صحیحہ سے

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من سن فی الاسلام سنۃ حسنۃ فعمل بہ بعدہ کتب لہ مثل اجر من عمل بھا ولا ینقص من اجورھم شئی

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس نے اسلام میں نیک طریقہ نکالا اور اسکے بعد اسپر عمل کیا گیا تو جتنے لوگ اسپر عمل کرینگے بغیر انکے کرنیکے ثواب میں کمی کیجائے اللہ اپنے پاس سے

وَمَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً سَيِّئَةً فَعُمِلَ بِهَا بَعْدَهُ كُتِبَ عَلَيْهِ مِثْلُ وِزْرِ مَنْ عَمِلَ بِهَا وَلَا يَنْقُصُ مِنْ أَوْزَارِهِمْ شَيْءٌ رَوَاهُ مُسْلِمٌ بِطُرُقٍ شَتَّى وَفِي رِوَايَةٍ بِلَفْظٍ آخَرَ قَالَ النَّوَوِيُّ فِي شَرْحِهَا هٰذَانِ الْحَدِيثَانِ صَرِيحَانِ فِي الْحَثِّ عَلَى اسْتِحْبَابِ سَنِّ الْأُمُورِ الْحَسَنَةِ وَتَحْرِيمِ سَنِّ الْأُمُورِ السَّيِّئَةِ وَأَنَّ مَنْ سَنَّ سُنَّةً حَسَنَةً كَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِ كُلِّ مَنْ يَعْمَلُ بِهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَأَنَّ مَنْ دَعَا إِلَى هُدًى كَانَ لَهُ مِثْلُ أُجُورِ تَابِعِيهِ أَوْ إِلَى ضَلَالَةٍ كَانَ عَلَيْهِ مِثْلُ آثَامِ تَابِعِيهِ سَوَاءٌ كَانَ ذَالِكَ الْهُدٰى وَالضَّلَالَةُ هُوَ الَّذِي ابْتَدَأَهُ أَمْ كَانَ مَسْبُوقًا عَلَيْهِ وَسَوَاءٌ كَانَ ذَالِكَ تَعْلِيمَ عِلْمٍ أَوْ عِبَادَةٍ أَوْ أَدَبٍ أَوْ غَيْرِ ذَالِكَ انتہی۔

تو ُس نیک طریقہ نکالنے والے کو اُن سب کی برابر ثواب دیتا ہے اور یہی حال ہے برا طریقہ نکالنے والے کا۔ روایت کیا اس حدیث کو امام مسلم رحمۃ اللہ نے کئی سندوں سے علامہ نووی رحمۃ اللہ ان حدیثوں کی شرح میں تحریر فرماتے ہیں کہ ان حدیثوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آمادہ فرمایا ہے اپنے اُمتیوں کو نیک طریقہ کے نکالنے کے استحباب پر اور برے طریقہ کے نکالنے کی حرمت پر خواہ وہ نیک طریقہ بالکل نیا ہو یا مٹے ہوئے کو پھر جاری کیا ہو۔ خواہ وہ تعلیم علم کا طریقہ ہو یا عبادت کا یا کسی ادب کا یا اسکے سوا کچھ اور ہو۔"

اور ایسا ہی تحریر فرمایا ہے جناب مولانا شاہ محمد اسحاق علیہ الرحمۃ نے مئۃ مسائل کے بجواب سوال (پنجاہ ونہم) ۵۹۔ بدعت حسنہ محدود است بوقت من الاوقات یا غیر محدود است الی یوم القیامۃ۔ جواب غیر محدود است عند القائل بتقسیمہا بحدیث من سن سنۃ الخ انتہی۔ اسیطرح جو قائل تقسیم کے نہیں ہیں بلکہ مطلقاً ہر بدعت کو گمراہی اور ضلالت کہتے ہیں اور جن امور کو وہ بدعت حسنہ واجبہ یا مستحبہ کہتے ہیں انکو مطلقاً واجب یا سنت یا مستحب کہتے ہیں انکے نزدیک بھی ایسے نئے کام کا جاری کرنا غیر محدود ہے ساتھ کسی زمانہ کے زمانوں سے خواہ وہ قرون ثلثہ سے ہو یا علاوہ انکے۔ لہذا مجلس میلاد اور قیام بوقت ذکر ولادت باسعادت کسی بھی زمانہ میں متعارف علماء و صلحاء عرب و عجم غرب روم و شام ہند و سندھ ہو بدعت مستحبہ ہوگا یا مستحب امور اسلئے کہ حدیث جس ہے ما رآہ المومنون

فهو عند الله حسن۔ اور اشباہ والنظائر میں ہے۔

العادة محكمة واصلها قوله عليه السلام ما رآه المسلمون حسنا فهو عند الله حسن وفي رد المحتار ان العرف انما صار حجة بالنص وهو قوله عليه السلام ما رآه المسلمون حسنا فهو عند الله حسن

فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جس امر کو مومن اچھا سمجھیں اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے عادت وعرف اہل اسلام معتبر ہے اور اصل اسکی وہی حدیث مذکورہ ہے ما راٰہ المسلمون الخ اور رد محتار میں ہے کہ تعامل اور عرف اہل اسلام کا اعتبار حدیث ظاہر کے ساتھ ہے جو حدیث ابھی گذر چکی ہے"۔

اور پوری بحث بدعت حسنہ کی مع بیان احادیث فضائل اہل عرب وخوب بالتفصیل اوپر گذر چکی۔

دلیل رابع۔ استجلاب اور استحسان صورت بنانے اور مشابہت واقعہ مرویہ حسنہ کا وقت تعامل اور مشاہدہ اسوقت خیر وبرکت میں بہمان شرع و مقصد ثابت ہے زمانہ صحابہ کرام سے ابتک نزدیک جمہور سلف وخلف کے۔

كما اخرج البخاري رحمه الله تعالى في حديث طويل عن موسى بن عائشة قال حدثنا سعيد بن جبير عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما في قوله تعالى لا تحرك به لسانك لتعجل به قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يعالج من التنزيل شدة وكان مما يحرك شفتيه فقال ابن عباس رضي الله عنهما فانا احركهما لك كما كان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يحركهما وقال سعيد انا احركهما كما رأيت ابن عباس رضي الله عنهما يحركهما فحرك

چنانچہ بخاری شریف میں ہے۔ ایک طویل حدیث میں موسی بن ابو عائشہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھ سے حدیث کی سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیۃ کریمہ لا تحرک بہ لسانک الخ کے متعلق کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے تھے وقت نازل ہونے وحی کے۔ وحی یاد کرنے میں حضور کو تکلیف ہوتی تھی۔ اور آپ یاد کرنے کی غرض سے دونوں لب مبارک ہلاتے جاتے پھر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا میں تمکو اپنے ہونٹ ہلا کر دکھائے دیتا ہوں جیسے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنے

كشفتيه انتهى ـ و في رسالة المسلسلات
للشيخ ولي الله المحدث الدهلوي في
اول حديث من احاديث المسلسلات
بحرف العين في اول اسم كل راو قال
الفقير ولي الله وقد سمى نفسه
عبد الله شافهني السيد عمر الخ و ايضا
فيه في حديث المسلسل بيوم عيد
في غالبه قال الفقير ولي الله شافهني
ابو طاهر ان لم يكن في يوم عيد فعلا
فاجازة عن الشيخ احمد النخلي ان لم
يكن فعلا بيوم عيد فاجازة قال
سمعت الشيخ محمد بن العلاء البابلي
بالمسجد الحرام في يوم عيد الفطر

لب مبارک ہلایا کرتے تھے اور حضرت
موسی فرماتے ہیں کہ حضرت سعید نے یہ حدیث
بیان کر کے فرمایا میں اسیطرح ہونٹ ہلا کر دکھلائے
دیتا ہوں جیسے میں نے عبد اللہ بن عباس کو دیکھا تھا
کہ انہوں نے یہ حدیث بیان فرما کر مجھکو اپنے ہونٹ ہلا کر دکھلائے
اور رسالہ مسلسلات مولانا شاہ ولی اللہ صاحب
محدث دہلوی رحمہ اللہ کی اول حدیث مسلسل
بحرف العین میں ہے ۔ فقیر ولی اللہ کہتا ہے
کہ میں اپنا نام عبد اللہ رکھکر بیان کرتا ہوں
کہ مجھسے بیان کیا میرے استاد سید عمر نے
(اور میرے عبد اللہ نام رکھنے کی وجہ یہ ہے
کہ میری اس سند میں جتنے راوی ہیں سب کے
اول نام میں حرف عین ہے)۔

اور پھر دوسری حدیث مسلسل بروز عید میں فرماتے ہیں کہ مجھسے روایت کی میرے
استاد ابو طاہر مدنی نے اسطرح کہ میں تمکو اس حدیث کے بیان کرنے کی اجازت
عید کے دن کے ساتھ دیتا ہوں اگرچہ فی الواقع آج عید کا دن نہیں ہے جیسے مجھکو
اجازت دی تھی میرے شیخ احمد نخلی نے عید کا دن فرضی مقرر کر کر اگرچہ واقع میں عید کا
دن نہ تھا۔ پھر فرمایا سنا میں نے اپنے شیخ محمد ابن علی بابلی سے مسجد حرام میں عید الفطر
کے دن ۔ اسی طرح ساری سند بیان کر کے بعد میں حدیث بیان کی ۔"
اب بجملہ دیگر احادیث مسلسلات جنکی کوئی سند صوفیوں کے ساتھ مسلسل ہے
کسی میں تسلسل علماء شافعیہ کے ساتھ ہے کسی میں علماء اشاعرہ کے ساتھ۔ علی
ہذا القیاس۔ اب میں وہ اپنی سند خاص لکھتا ہوں جو مسلسل ہے ساتھ
دعوت کھجور اور پانی کے ۔

قال العبد الضعيف ابو محمد محمد ديدار علي بن نجف علي غفر الله له

حَدَّثَنَا مَوْلٰنَا الْعَبْدُ الْغَنِیُّ الْبِهَارِیُّ
ثُمَّ الْمَدَنِیُّ وَاَضَافَنِیْ بِالْمَاءِ وَالتَّمْرِ قَالَ
اَضَافَنِیْ قَبْلَ التَّحْدِیْثِ الشَّیْخُ الْمُعَمَّرُ مَوْلَانَا
الْقَارِیْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ الْفَانِیْ فَتِیْ قَالَ كَذٰلِكَ
اَضَافَنَا الشَّاهُ مُحَمَّدُ اِسْحَاقَ الدِّهْلَوِیُّ
ثُمَّ الْمُهَاجِرُ الْمَكِّیُّ بِالتَّمْرِ وَالْمَاءِ قَالَ اَضَافَنَا
فَرِیْدُ عَصْرِهٖ الشَّیْخُ عَبْدُ الْعَزِیْزِ الْمُحَدِّثُ
الدِّهْلَوِیُّ بِالْاَسْوَدَیْنِ التَّمْرِ وَالْمَاءِ قَالَ
اَضَافَنَا الشَّیْخُ وَلِیُّ اللّٰهِ الْمُحَدِّثُ الدِّهْلَوِیُّ
بِالْاَسْوَدَیْنِ التَّمْرِ وَالْمَاءِ قَالَ اَضَافَنَا شَیْخُنَا
اَبُوْ طَاهِرٍ بِالْاَسْوَدَیْنِ التَّمْرِ وَالْمَاءِ كَذٰلِكَ
اِلٰی اٰخِرِ السَّنَدِ حَتّٰی قَالَ فِیْ اٰخِرِهٖ قَالَ
عَلِیُّ ابْنُ حُسَیْنِ ابْنِ عَلِیٍّ اَضَافَنِیْ اَبِیْ
قَالَ اَضَافَنِیْ اَبِیْ عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ
عَلَی الْاَسْوَدَیْنِ التَّمْرِ وَالْمَاءِ قَالَ اَضَافَنِیْ
عَلِیٌّ كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ عَلَی الْاَسْوَدَیْنِ التَّمْرِ
وَالْمَاءِ قَالَ اَضَافَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ
عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلَی الْاَسْوَدَیْنِ التَّمْرِ وَالْمَاءِ
وَقَالَ مَنْ اَضَافَ مُؤْمِنًا فَكَاَنَّمَا اَضَافَ
اٰدَمَ وَمَنْ اَضَافَ مُؤْمِنَیْنِ فَكَاَنَّمَا اَضَافَ
اٰدَمَ وَحَوَّاءَ وَمَنْ اَضَافَ ثَلٰثَةً فَكَاَنَّمَا
اَضَافَ جِبْرَئِیْلَ وَمِیْكَائِیْلَ وَاِسْرَافِیْلَ
وَمَنْ اَضَافَ اَرْبَعَةً فَكَاَنَّمَا قَرَأَ التَّوْرٰىةَ

کہتا ہے عبد الضعیف ابو محمد محمد دیدار علی شہدی
حنفی نقشبندی قادری کہ حدیث کی مجھسے مولنا
عبد الغنی بہاری مہاجر مدنی نے اور ضیافت کی
میری ساتھ پانی اور کھجور کے پھر فرمایا اسیطرح
قبل حدیث بیان کرنیکے ضیافت کی تھی میری
ساتھ کھجور اور پانی کے مولانا قاری عبد الرحمن
پانی پتی نے اور فرمایا انہوں نے اسیطرح ضیافت
کی تھی میری مولانا شاہ محمد اسحاق محدث دہلوی
ثم المکی نے ساتھ کھجور اور پانی کے اور فرمایا
انہوں نے اسیطرح ضیافت کی تھی میری
مولنا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی نے ساتھ
کھجور اور پانی کے فرمایا انہوں نے اسیطرح
ضیافت کی تھی میری مولانا شاہ ولی اللہ محدث
دہلوی نے ساتھ کھجور اور پانی کے فرمایا انہوں نے
اسیطرح ضیافت کی تھی میری کھجور اور پانی کے
ساتھ شیخ ابو طاہر مدنی نے اسیطرح اخیر سند
تک سب راوی اپنے استادوں سے حدیث
سننے سے پہلے ذکر ضیافت کھجور اور پانی
کرتے چلے گئے ہیں یہانتک کہ اخیر سند میں
بعد ذکر ضیافت حضرت علی بن حسین ابن
علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ضیافت کی میری
میرے والد حسین رضی اللہ عنہ نے ساتھ کھجور اور پانی
کے پھر فرمایا اسیطرح ضیافت کی تھی میری میرے

وَالْاِنْجِیْلِ وَالزَّبُوْرِ وَالْفُرْقَانِ وَمَنْ اَضَافَ خَمْسَۃً فَکَاَنَّمَا صَلَّی الصَّلٰوۃَ الْخَمْسَ فِی الْجَمَاعَۃِ مِنْ اَوَّلِ یَوْمٍ خَلَقَ اللّٰہُ الْخَلْقَ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ وَمَنْ اَضَافَ سِتَّۃً فَکَاَنَّمَا اَعْتَقَ سِتِّیْنَ رَقَبَۃً مِنْ وُلْدِ اِسْمٰعِیْلَ وَمَنْ اَضَافَ سَبْعَۃً غُلِّقَتْ عَنْہُ سَبْعَۃُ اَبْوَابِ جَھَنَّمَ وَمَنْ اَضَافَ ثَمَانِیَۃً فُتِحَتْ لَہٗ ثَمَانِیَۃُ اَبْوَابِ الْجَنَّۃِ وَمَنْ اَضَافَ تِسْعَۃً کَتَبَ اللّٰہُ لَہٗ حَسَنَاتٍ بِعَدَدِ مَنْ عَصَاہُ مِنْ اَوَّلِ یَوْمٍ خَلَقَ اللّٰہُ الْخَلْقَ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ وَمَنْ اَضَافَ عَشَرَۃً کَتَبَ اللّٰہُ لَہٗ اَجْرَ مَنْ صَلّٰی وَصَامَ وَحَجَّ وَاعْتَمَرَ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ

والد ماجد علی رضی اللہ عنہ نے ساتھ کھجور اور پانی کے اور فرمایا اسیطرح ضیافت کی تھی میری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ کھجور اور پانی کے اور فرمایا تھا جس شخص نے ضیافت کی کسی مومن کی گویا ضیافت کی اس نے آدم علیہ السلام کی اور جس نے ضیافت کی دو مومنوں کی گویا ضیافت کی اس نے حضرت آدم اور حوا علیہما السلام کی اور جس نے ضیافت کی تین کی گویا ضیافت کی اس نے جبرئیل میکائیل اور اسرافیل علیہم السلام کی اور جس نے ضیافت کی چار کی گویا ختم کیا اس نے توریت اور انجیل اور زبور اور قرآن کو اور جس نے ضیافت کی پانچ کی گویا نماز پنجگانہ باجماعت پڑھی اس نے روز ازل سے قیامت تک اور جس نے ضیافت کی چھ کی گویا آزاد کئے اس نے ساٹھ غلام اولاد اسمٰعیل علیہ السلام سے اور جس نے ضیافت کی سات کی بند کر دیئے جاتے ہیں اس سے ساتوں دروازے دوزخ کے اور جس نے ضیافت کی آٹھ کی کھولدئے جاتے ہیں واسطے اسکے آٹھوں دروازے جنت کے اور جس نے ضیافت کی نو کی لکھی جاتی ہیں واسطے اسکے نیکئیں بقدر گنتی تمام دنیا کے گنہگاروں کی ازل سے قیامت تک گذرے اور گذرینگے اور جس نے ضیافت کی دس کی اسکو اللہ ازل سے قیامت تک کے نمازیوں اور روزے داروں اور حاجیوں اور عمرہ گذاروں کے نماز روزہ حج اور عمرہ کی برابر ثواب عطا فرماتا ہے"۔

اور علیٰ ہذا تمام رسالہ مسلسلات شیخ ممدوح اسی قسم کی احادیث سے کہ اسانید اُنکے بنا متوت
واقعہ مرویہ پر زمانہ صحابہ کرام سے تا بیو سنانید بغایت مراتب وضوح دال ہیں مملوو مشحون
مگر بخوف تطویل اسجگہ بطور مشتے نمونہ خروارے نقل کرلیتے اسیقدر ایک دو اسناد
احادیث مذکور بلکہ دو سہ اسامی رواۃ اسانید مذکور ہی پر کفایت کی گئی ورنہ تمام اسامی
اسانید مسطورہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک اسیطرح مسلسل بیوم عید وغیرہ چلے
جاتے ہیں جسکو زیادہ تحقیق منظور ہو رسالہ مذکور کو مطالعہ کرے اور چونکہ بمجرد
اطلاع قرب ساعت ولادت باسعادت سے پہلے یا ظہور نور پر سرور حضور تک
تمام ملائکہ اور حوران بہشت اور حضرت آسیہ اور مریم نیز من تعظیم رسولکریم صلے اللہ علیہ
وسلم باادب تمام کھڑے ہوئے تھے۔ تمام اہل اسلام بلاد ہند اور عرب اور شام بھی انکی
مشابہت حاصل کرنے کی نیت سے صلوٰۃ وسلام پڑھتے ہوئے کھڑے ہوتے ہیں
اور ثبوت اس امر کا کہ ملائکہ علیہم السلام اور حوران بہشتی بوقت ولادت باسعادت
بغرض اظہار تعظیم ومسرت کھڑے ہوئے تھے یہ ہے۔

فِي سِيْرَةِ المُحَمَّدِيَّةِ وَالطَّرِيْقَةِ الأَحْمَدِيَّةِ
وَفِي المَوَاهِبِ اللَّدُنِّيَّةِ اَنَّهُ ذَكَرَ اَبُو سَعِيْدٍ
عَبْدُ المَلِكِ النَّيْسَابُوْرِيُّ فِيْ كِتَابِهِ
الكَبِيْرِ كَمَا نُقِلَ عَنْ صَاحِبِ كِتَابِ
السَّعَادَةِ وَالبُشْرٰى فِي حَدِيْثٍ طَوِيْلٍ
وَرَوَاهُ اَبُو نُعَيْمٍ مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ عَبَّاسٍ
قَالَ كَانَتْ اٰمِنَةُ تُحَدِّثُ وَتَقُوْلُ
اَتَانِيْ اٰتٍ حِيْنَ مَرَّ بِيْ مِنْ حَمْلِيْ سِتَّةُ
اَشْهُرٍ فِي المَنَامِ وَقَالَ يَا اٰمِنَةُ اِنَّكِ
حَمَلْتِ بِخَيْرِ العَالَمِيْنَ فَاِذَا وَلَدْتِيْهِ
فَسَمِّيْهِ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

سیرۃ محمدیہ وطریقہ احمدیہ مؤلف مولانا
کرامت علی جونپوری اور مواہب لدنیہ
اور کتاب السعادت والبشریٰ میں ہے
کہ ابوسعید عبدالملک نیساپوری اپنی
کتاب کبیر میں حدیث طویل میں نقل فرماتے
ہیں اور اس حدیث کو ابونعیم نے بھی نقل
کیا ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عباس فرماتے
تھے کہ حضرت آمنہ والدہ ماجدہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم فرماتی تھیں کہ جب میرے
حمل کی مدت چھ مہینے کو پہونچی تو ایک
غیبی آنیوالے نے مجھ سے آکر کہا کہ تم نے تمام

بَاكُوْا وَاِلّافَتَبَاكُوْا یعنی روو اور رونا نہ آوے تو خوف خدا یا محبت خدا و رسول میں رونیوالوں کی صورت ہی بنالو۔ کہ صراحۃً امر ہے واسطے تشابہ و صورت بنانیکے ساتھ افعال حسنہ محسنین و مومنین کے وقت تعذر استحصال آن امور حسنہ کے بہاں کیفیت تحدیث معنی۔ اور حدیث مشتمل ذکر ولادت شریف حضور محدثین سلف و خلف مثل ابن حجر مکی و ملا علی قاری و امام جعفر برزنجی رضی اللہ عنہم وغیرہ سے کہ اقوال انکے انشاء اللہ العزیز عنقریب اس باب میں نقل کئے جاوینگے۔ اور نیز جملہ محدثین حرمین شریفین عرب و عرب زمانہ نا ہذا سے جنکے فتووں کی نقل آخر رسالہ ہذا میں انشاء اللہ العزیز درج کیجاویگی مسلسل بقیام بمجرد استماع و اطلاع ذکر ولادت خیر الانام صلے اللہ علیہ وسلم تا اختتام ذکر ولادت خیر و برکت القیام بوقت اجتماع ہر خاص و عام باستماع فضائل سید الانام باحسن وجوہ ثابت ہے۔ اگر کوئی کہے کہ احادیث مسلسل میں اتباع و تشابہ اس واقعہ کا ہوتا ہے جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یا صحابہ کرام سے روایت کیا جاوے۔ اور قیام مع دیگر لوازم نہ مشابہ قیام مرویہ کا ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے نہ صحابہ کرام سے اور تسلسل تشابہ اس واقعہ کا جو فرشتوں سے وقوع میں آوے اہل حدیث میں نہیں پایا جاتا۔ تو جواب اسکا یہ ہے کہ کتب اصول حدیث میں بیان تعریف مسلسل علم ہے کہ تسلسل زمان صحابہ سے ہو یا بعد زمان صحابہ تابعین سے یا بعد زمان تابعین۔ اور تسلسل تشابہ شئے مرویہ عن الملائکہ ہو یا عن الصحابہ یا عن غیرہم۔

كَمَا فِي نُزْهَةِ النَّظَرِ وَقَدْ تَكُوْنُ التَّسَلْسُلُ فِي مُعْظَمِ الْاِسْنَادِ كَحَدِيْثِ الْمُسَلْسَلِ بِالْاَوَّلِيَّةِ فَاِنَّ السِّلْسِلَةَ تَنْتَهِيْ فِيْهِ اِلٰى سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ فَقَطْ وَمَنْ رَوَاهُ مُسَلْسَلًا اِلٰى مُنْتَهَاهُ فَقَدْ وَهِمَ انتهى وَفِي شَرْحِهِ لِمُلَّا عَلِي الْقَارِيْ رحمہ اللہ

چنانچہ نزہۃ النظر شرح نخبہ میں ہے۔ کبھی تسلسل اوپر کی جانب سند میں ہوتا ہے جیسے حدیث مسلسل بالاولیت میں سلسلہ اول بیان کرنے حدیث مسلسل بالاولیت کا حضرت عبد اللہ ابن السلام رضی اللہ عنہ سے حضرت سفیان بن عیینہ تک ختم ہوجاتا ہے

قَالَ السَّخَاوِيُّ وَمِنَ الْمُسَلْسَلِ مَا هُوَ نَاقِصُ التَّسَلْسُلِ اِمَّا فِيْ اَوَّلِهٖ اَوْ فِيْ وَسْطِهٖ اَوْ اٰخِرِهٖ وَفِيْهِ بَعْدَ سَطْرٍ وَالْحَاصِلُ اَنَّ الْمُسَلْسَلَ مِنَ الْحَدِيْثِ مَا تَوَارَدَ رِجَالُ اِسْنَادِهٖ وَاحِدًا فَوَاحِدًا عَلٰى حَالَةٍ وَاحِدَةٍ سَوَاءٌ كَانَ تِلْكَ صِفَةَ الرُّوَاةِ اَوِ الْاِسْنَادِ وَسَوَاءٌ مَا وَقَعَ مِنْهُ الْاِسْنَادُ مُتَعَلِّقًا بِصِيَغِ الْاَدَاءِ اَوْ مُتَعَلِّقًا بِزَمَنِ الرِّوَايَةِ اَوْ مَكَانِهَا وَسَوَاءٌ كَانَ صِفَةَ الرُّوَاةِ قَوْلًا اَوْ فِعْلًا اَوْ قَوْلًا وَفِعْلًا مَعًا انتہی۔

اور جس کسی نے اس حدیث کو مسلسل بالاولیت آخیر تک نقل کیا ہے اسکا وہ وہم ہے۔ (مترجم کہتا ہے ممکن ہے کہ بیچ میں منقطع ہو گیا ہو اور اخیر میں ہمارے سلسلہ کے محدثوں نے پھر اختیار کر لیا ہو۔ چنانچہ ہمکو ہمارے بعض اساتذہ سے یہ حدیث مسلسل بالاولیت ہی پہونچی ہے جو حضرت عبداللہ ابن السلام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں جب حضور مدینہ طیبہ میں تشریف لائے اور خدمت اقدس میں میں بھی حاضر ہوا وہ حدیث جو اول میں نے حضور سے سنی وہ یہ تھی اَفْشُوا السَّلَامَ وَاَطْعِمُوا الطَّعَامَ وَصِلُوا الْاَرْحَامَ وَصَلُّوْا بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ یعنی سلام کو خوب پھیلاؤ اور آپسمیں السلام علیک کرتے رہو اور ہر ایک کو کھانا کھلاتے رہو اور صلہ رحمی اختیار کرو اور جب لوگ سوتے ہوں راتوں کو تو نماز پڑھو) اور شرح ملا علی قاری رحمہ اللہ میں ہے علامہ سخاوی فرماتے ہیں بعض مسلسل حدیث وہ ہے جسمیں تسلسل اول ہی میں نہیں ہوتا ہے اور بعض وہ ہے جسکے اوسط میں نہیں ہوتا ہے اور بعض کے آخر میں اور اوسی میں بعد چند سطروں کے ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ مسلسل حدیث وہ ہے کہ جسکے اسناد کے چند راوی یکے بعد دیگرے وقت بیان حدیث ایک حالت پر گزرے ہیں خواہ وہ حالت راوی کی ذات کے ساتھ تعلق رکھتی ہو خواہ زمانہ بیان حدیث کے ساتھ خواہ طریقہ بیان کے ساتھ خواہ کسی مکان خاص کے ساتھ اور خواہ وہ صفت راوی کے قول وفعل کے ساتھ تعلق رکھتی ہو۔ یا دونوں (قول یا فعل) میں سے ایک کے ساتھ۔ فقط

دلیل خامس۔ اور نیز استحباب قیام ہذا ثابت ہے باستحسان و استحباب فقہاء معتبرین و محدثین سلف و خلف کہ بعض نے تو ان میں سے تصریح قیام ہذا بغایت تصریح کی ہے۔

کما قال علامۃ ابن حجر المکی فی مولدہ الکبیر و نظیر ذالک ای البدعۃ الحسنۃ القیام عند ذکر ولادتہ وایضا قال علامۃ ابن حجر فی کتابہ الجواہر المنتظم تعظیم النبی صلی اللہ علیہ وسلم بجمیع انواع التعظیم التی لیس فیہا مشارکۃ اللہ فی الالوہیۃ امر مستحسن عند من نور اللہ ابصارھم۔ وقال سید الامام جعفر البرزنجی فی رسالتہ عقد الجواہر وقد استحسن القیام عند ذکر مولدہ الشریف ائمۃ ذو روایۃ ورویۃ فطوبیٰ لمن کان تعظیمہ صلی اللہ علیہ وسلم غایۃ مرامہ و مرماہ۔ انتہی۔ وقال العلامۃ المحدث محمد غرب فی مولدہ

وكذكر مولده يسن قيامنا
ادبا لدى اهل العلوم تاكدا

وقال العلامۃ محمد الرفاعی المدنی فی عقد المفرد۔ شعر

چنانچہ علامہ ابن حجر مکی اپنے مولد کبیر میں تحریر فرماتے ہیں کہ بدعت حسنہ کے افراد سے ایک قیام کرنا بھی ہے وقت ذکر ولادت باسعادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور اپنی کتاب جواہر المنتظم میں تحریر فرماتے ہیں کہ ہر قسم کی تعظیم آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جس میں شرک فی الالوہیت نہ لازم آوے مستحب و مستحسن ہے نزدیک اُن لوگوں کے جنکی اللہ نے آنکھیں کھولدی ہیں۔ علامہ سید امام جعفر برزنجی اپنے رسالہ عقد الجواہر میں تحریر فرماتے ہیں کہ بیشک قیام وقت ذکر ولادت مستحسن ہے نزدیک بہت سے اماموں دین متین کے جو صاحب روایات و درایات گزرے ہیں خوشخبری ہو جیو اُس شخص کو جسکا نہایت مقصود دل کا تعظیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہو۔ اور علامہ محدث محمد غرب اپنے مولد میں تحریر فرماتے ہیں۔ شعر

کھڑا ہونا بوقت ذکر مولد خاص سنت ہے
طریقہ عالموں کا ہے یہ ڈہ اہل ملت ہے

قَدْ قَالَتِ الْعُلَمَاءُ سُنَّ قِيَامُنَا
فَرْضٌ لَدَیٰ عُشَّاقِهِ لَنْ يُنْكَرَ

وَقَالَ الْعَلَّامَةُ الْمَدَابِغِي جَرَتْ عَادَةُ الْقَوْمِ بِالْقِيَامِ إِذَا انْتَهَى الْمَدَّاحُ إِلَىٰ ذِكْرِ مَوْلِدِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ بِدْعَةٌ مُسْتَحَبَّةٌ لِمَا فِيهِ مِنْ إِظْهَارِ الْفَرَحِ وَالسُّرُورِ وَالتَّعْظِيمِ۔ وَفِي سِيرَةِ الْمُحَمَّدِيَّةِ مُصَنِّفِهِ مَوْلَانَا كَرَامَتْ عَلِي صَاحِبْ دِهْلَوِي ثُمَّ جَوْنْفُورِي وَجَرَتْ عَادَةُ كَثِيرٍ مِنَ النَّاسِ أَنَّهُمْ إِذَا سَمِعُوا بِذِكْرِ وَضْعِهِ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ أَنْ يَقُومُوا تَعْظِيمًا لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَقَدْ وُجِدَ الْقِيَامُ عِنْدَ ذِكْرِ اسْمِهِ الشَّرِيفِ مِنَ الْإِمَامِ تَقِيِّ الدِّينِ السُّبْكِي وَتَابَعَهُ عَلَىٰ ذَالِكَ مَشَائِخُ الْإِسْلَامِ فِي عَصْرِهِ وَمِنْ ثُمَّ قَالَ الْإِمَامُ أَبُو شَامَةَ شَيْخُ الْإِمَامِ النَّوَوِي وَمِنْ أَحْسَنِ مَا ابْتُدِعَ فِي زَمَانِنَا مَا يُفْعَلُ كُلَّ عَامٍ فِي الْيَوْمِ الْمُوَافِقِ لِيَوْمِ مَوْلِدِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنَ الصَّدَقَاتِ

علامہ محمد رفاعی مدنی اپنی کتاب عقد المفرد میں لکھتے ہیں۔ شعر

قیام ذکر مولد گرچہ سنت عالمونکی ہے
مگر ہے فرض اہل عشق کے مذہب میں بے حجت

علامہ مدابغی فرماتے ہیں کہ لوگوں کی عادت ہوگئی ہے کہ جب مداح ذکر ولادت تک پہونچے تو سب کھڑے ہوجاتے ہیں یہ امر بدعت مستحبہ ہے اسواسطے کہ اس قیام میں حضور کی ولادت کی خوشی ظاہر کرنا ہوتا ہے اور آپ کی تعظیم۔ اور سیرۃ محمدیہ مصنفہ مولانا کرامت علی دہلوی ثم جونفوری میں ہے کہ بہت سے آدمیوں کی عادت ہوگئی ہے جب آپکا ذکر ولادت سنتے ہیں بطریق تعظیم کھڑے ہوجاتے ہیں اور اول میں یہ قیام وقت سننے نام نامی کے امام تقی الدین سبکی سے ظہور میں آیا اور پھر اُنکے زمانہ کے بہت سے مشائخ اسلام نے انکی اس امر میں پیروی کی اسیواسطے امام ابوشامہ امام نووی علیہ الرحمۃ کے استاد فرماتے ہیں کہ بہترین اُن کاموں سے جو

سنۃ واضح ہو کہ ان دونوں محدثین کے اشعار میں مراد لفظ سنت سے استحباب ہے نہ کہ سنت موکدہ وارد اطلاق لفظ سنت مستحبہ پر اور اطلاق استحباب امر مسنون پر درمیان فقہا کے بکثرت مشہور و معروف ہے کما فی رد المحتار المشہور بالشامی قال لوح افندی وحاصلہ تجویز اطلاق اسم المستحب علی السنۃ وعکسہ ولہذا اطلق فی الہدایۃ اسم المستحب علی الغسل ثم قال فلیس فیہ الغسل انتہی۔ اور وجہ قول علامہ فرض لدی عشاقہ نیکر یہ ہے کہ احکام عشاق بوجب احادیث مخالف ہیں ساتھ احکام عوام کے کما فی دلائل الخیرات۔ وقیل لرسول اللہ صلی اللہ علیہ ارأیت صلوۃ المصلین علیک ممن غاب عنک ومن یاتی بعدک ما حالہما عندک ثم

ص فقال اسمع صلوۃ اہل محبتی و اعرفہم و تعرض علی صلوۃ غیرہم عرضا لیس چنانچہ بین بجبت فیہ العشاق یہ قول قائل ... [illegible]

وَالْمَعْرُوفَاتِ وَاِظْهَارُ الزِّينَةِ وَالسُّرُورِ
فَاِنَّ ذَالِكَ مَعَ مَا فِيهِ مِنَ الْاِحْسَانِ
لِلْفُقَرَآءِ مُشْعِرٌ بِمَحَبَّتِهِ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ
هٰذَا كَلَامُهُ قَالَ ابْنُ الْجَوْزِيِّ مِنْ خَوَاصِّهِ
اَمَانٌ فِي ذَالِكَ الْعَامِ وَفِي سِيْرَةِ الْحَلَبِيِّ
وَمِنَ الْفَوَائِدِ اَنَّهُ جَرَتْ عَادَةٌ كَثِيرٌ
مِنَ النَّاسِ اِذَا سَمِعُوا بِذِكْرِ وَضْعِهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَقُومُوا تَعْظِيمًا
لَهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهٰذَا الْقِيَامُ
بِدْعَةٌ لَا اَصْلَ لَهَا اَيْ فِي الْقُرُونِ الثَّلٰثَةِ
لٰكِنْ هِيَ بِدْعَةٌ حَسَنَةٌ لِاَنَّهُ لَيْسَ كُلُّ
بِدْعَةٍ مَذْمُومَةٌ فَقَطْ۔ وَقَدْ وُجِدَ
الْقِيَامُ عِنْدَ ذِكْرِ اِسْمِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مِنْ عَالِمِ الْاُمَّةِ وَمُقْتَدَى الْاَئِمَّةِ دِينًا
وَوَرَعًا الْاِمَامِ تَقِيِّ الدِّينِ السُّبْكِيِّ وَتَابَعَهُ
عَلٰى ذَالِكَ مَشَائِخُ الْاِسْلَامِ فِي عَصْرِهِ
فَقَدْ حَكٰى بَعْضُهُمْ اَنَّ الْاِمَامَ السُّبْكِيَّ
اِجْتَمَعَ عِنْدَهُ جَمْعٌ كَثِيرٌ مِنْ عُلَمَاءِ عَصْرِهِ
فَاَنْشَدَ مُنْشِدٌ قَوْلَ الصَّرْصَرِيِّ رَحِمَهُ
اللّٰهُ فِي مَدْحِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَشَرَّفَ وَعَظَّمَ۔ شعر

قَلِيلٌ لِمَدْحِ الْمُصْطَفٰى الْخَطُّ بِالذَّهَبِ +
عَلٰى وَرَقٍ مِنْ خَطِّ اَحْسَنَ مِنْ كُتُبٍ +

ہمارے زمانہ میں جاری ہوئے وہ نیک
کام ہے جو ہر برس حضور کی ولادت کے
دن آپ کی ولادت کی خوشی میں بغرض
اظہار ولادت کی خوشی کے کیا جاتا ہے
اور وہ یہ ہے کہ اس دن بہت سی خیر خیرات
کیجاتی ہے اور آپ کی محبت میں بہت سے
محتاجوں کے ساتھ کھانے کھلانے وغیرہ
کے ساتھ سلوک کیا جاتا ہے اور ابن جوزی
فرماتے ہیں کہ اس خوشی کی خاصیت سے ہے
کہ وہ خوشی کرنیوالا اس برس امن و امان میں
رہتا ہے۔ اور سیرۃ حلبی میں ہے کہ بہت سے
آدمیوں کی عادت جاری ہو گئی ہے کہ
جب ذکر ولادت سنتے ہیں تو بہ نیت تعظیم
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو جاتے
ہیں۔ اس قیام کی اگرچہ سلف میں اصل نہیں
پائی جاتی مگر یہ بدعت حسنہ ہے اور ظاہر ہے
کہ ہر نیا کام بدعت سیئہ نہیں ہوتا حالانکہ اس
قسم کا قیام وقت ذکر نام نامی آنحضرت علیہ
السلام ایک ایسے عالم امت سے پایا گیا جو باعتبار
دینداری اور پرہیز گاری کے پیشوا تھے بڑے
بڑے اماموں کے جنکا نام تقی الدین سبکی ہے رحمۃ اللہ
اور آنکے زمانہ کے تمام علمائے انکی پیروی کی
اسواسطے کہ بعض علما سے مروی ہے کہ امام سبکی علیہ الرحمۃ

وَكَانَ تَحْصُلُ الْاِشْرَافُ عِنْدَ سَمَاعِهٖ قِيَامًا صَفُوفًا اَوْجَثِيًّا عَلَى الرُّكَبِ۔ وَبَعْدَ ذَالِكَ قَامَ الْاِمَامُ السُّبْكِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ وَجَمِيْعُ مَنْ فِي الْمَجْلِسِ فَحَصَلَ اُنْسٌ كَبِيْرٌ بِذَالِكَ الْمَجْلِسِ وَيَكْفِيْ مِثْلُ ذَالِكَ فِي الْاِقْتِدَاءِ

کی خدمت میں اُنکے زمانہ کے تمام علما جمع تھے اسی حالت میں ایک نعت خواں نے حضرت صرصری رحمہ اللہ کے یہ اشعار پڑھے جو نعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں تھے اور حضور کی عظمت کا بہت اظہار کیا وقت پڑھنے شعر مذکور کے امام سبکی مع تمام علما کرام و حاضرین مجلس کے کھڑے ہو گئے اور اس مجلس میں بہت انس و محبت حاصل ہوا اور اتنی بات پیروی کو کافی ہے۔

کلام بعض آخریں اگرچہ تصریح نہیں ہے مگر چونکہ کلام اُنکی سے ہی قیام ہذا نہیں پایا جاتی لہذا بموجب اَلسُّكُوْتُ فِيْ مَعْرِضِ الْبَيَانِ بَيَانٌ کے کلام انکا بھی بمنزلہ تصریح بلکہ کلام اُنکا چونکہ سراپا مشتمل ہے استحباب و استحسان جمیع امور متعاملہ اہل حرمین شریفین وغیرہما پر محفل ہذا میں منجملہ اُنکے قیام ہذا بھی ہے۔ کلام انکا احسن من التصریح اور چونکہ خوف تطویل رسالہ ہذا دامنگیر حال ہے لہذا بجسب گنجائش وقت نقل اقوال چند علما معتبرین مشہورین پر ہی اثبات مدعا کو مقام ہذا میں اکتفا کیا جاتا ہے۔

قَالَ الْقَسْطَلَانِيُّ شَارِحُ الْبُخَارِيِّ وَهُوَ مِنْ اَجِلَّةِ الشَّافِعِيَّةِ وَاَكَابِرِ اَهْلِ الْحَدِيْثِ فِي الْمَوَاهِبِ اللَّدُنِّيَّةِ فِي الْمَقْصَدِ الْاَوَّلِ وَاَرْضَعَتْهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُوَيْبَةُ عَتِيْقَةُ اَبِيْ لَهَبٍ اَعْتَقَهَا حِيْنَ بَشَّرَتْهُ بِوِلَادَتِهٖ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَقَدْ رُئِيَ اَبُوْ لَهَبٍ بَعْدَ مَوْتِهٖ فِي النَّوْمِ فَقِيْلَ لَهٗ مَا حَالُكَ فَقَالَ فِي النَّارِ اِلَّا اَنَّهٗ خُفِّفَ عَنِّيْ كُلَّ لَيْلَةِ اِثْنَيْنِ وَاَمُصُّ مِنْ بَيْنِ اِصْبَعَيَّ هَاتَيْنِ مَاءً وَذَالِكَ بِاِعْتَاقِيْ ثُوَيْبَةَ عِنْدَ مَا بَشَّرَتْنِيْ بِوِلَادَةِ النَّبِيِّ

علامہ قسطلانی شارح بخاری جو اکابر محدثین سے ہیں اور جلیل القدر شافعی ہیں مقصد اول مواہب اللدنیہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو حضرت ثویبہ نے بھی دودھ پلایا تھا جنکو ابولہب نے اس خوشی میں آزاد کیا تھا کہ انہوں نے حضور کی ولادت کی خبر ابولہب کو پہونچائی اور مروی ہے کہ بعد مرجانے ابولہب کے جب حضرت عباس نے اسکو خواب میں دیکھا تو اُس سے پوچھا کیا حال ہے کہا کہ جہنم میں جل رہا ہوں مگر چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

بلغه الله المقام العالي وان عمل المولد الشريف لم ينقل عن احد من السلف الصالح في القرون الثلثة الفاضلة وانما حدث بعدهم بالمقصد الحسنة والنيات الخالصة ثم لا يزال اهل الاسلام في سائر الاقطار والمدن الكبار يعملون بعمل المولد ويعملون الولائم البديعة والمطاعم المشتملة على الامور الرفيعة ويتصدقون في لياليه بانواع الصدقات ويظهرون المسرات ويزيدون في المبرات ويعتنون بقراءة مولده الكريم ويظهر عليهم من بركاته كل فضل عميم بحيث قد كان جرب كما قال الجزري من خواصه انه امان في ذلك العام وبشرى لاجل نيل المرام - انتهى كلام القاري۔ وقال مولانا المحدث المفسر في تفسيره المسمى بروح البيان في سورة الفتح ومن تعظيمه صلى الله عليه وسلم عمل المولد الخ۔ وقال شيخ المشائخ مولانا شاه ولي الله المحدث الدهلوي في رسالته المسمى بفيوض الحرمين وكنت قبل ذلك بمكة المعظمة في مولد النبي صلى الله عليه وسلم

ولادت کی راتوں کو عید بنادے۔ اور ملّا علی قاری رحمہ اللہ اپنی کتاب مورد الروی میں تحریر فرماتے ہیں ترجمہ ہے شیخ المشائخ شمس الدین سخاوی رحمہ اللہ نے کہ بیشک اس طریقہ معمول پر مجلس میلاد کی اصل قرون ثلثہ میں نہیں پائی جاتی اور بعد قرون ثلاثہ نیک ارادوں اور خالص نیتوں سے یہ مجلس شروع ہوئی پھر ہمیشہ اہل اسلام تمام دنیا اور بڑے بڑے شہروں میں اس مجلس کو بہت کچھ خیر و خیرات کے ساتھ کرتے رہے اور آپ کے ذکر میلاد کی بہت کچھ خوشی مناتے ہیں اور بوجہ اسکے انپر بہت کچھ برکتوں کا نزول ہوتا رہتا ہے۔" (اور بعینہٖ اسی قول سخاوی رحمہ اللہ کو شیخ رحمہ اللہ نے مدارج النبوۃ میں نقل کیا ہے)۔ اور مولانا محدث مفسر اسمٰعیل حقی اندلسی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر روح البیان میں بیچ تفسیر سورۃ الفتح کے زیب قلم فرماتے ہیں کہ منجملہ آپ کی تعظیم کے مجلس میلاد کا منعقد کرنا بھی ہے۔ اور شیخ المشائخ مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ اپنے رسالہ فیوض الحرمین میں تحریر فرماتے ہیں کہ زیارت شہدائے بدر و اُحد [illegible]

فِي يَومِ وِلَادَتِهٖ وَالنَّاسُ يُصَلُّونَ عَلَيهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ وَيَذكُرُونَ اِرْهَاصَاتِهِ الَّتِي ظَهَرَتْ فِي وِلَادَتِهٖ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَمَشَاهِدَهُ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ قَبلَ بِعثَتِهٖ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ فَرَأَيتُ اَنوَارًا سَطَعَتْ دَفعَةً وَاحِدَةً لَا اَقُولُ اِنِّي اَدرَكتُهَا بِبَصَرِ الجَسَدِ وَلَا اَقُولُ اَدرَكتُهَا بِبَصَرِ الرُّوحِ فَقَط وَاللهُ اَعلَمُ كَيفَ كَانَ الاَمرُ بَينَ هٰذَا وَذَالِكَ فَتَامَّلتُ تِلكَ الاَنوَارَ فَوَجَدتُهَا مِن قِبَلِ المَلَائِكَةِ المُوَكَّلِينَ بِاَمثَالِ هٰذِهِ المَشَاهِدِ وَبِاَمثَالِ هٰذِهِ المَجَالِسِ فَرَأَيتُ يُخَالِطُ اَنوَارَ المَلٰئِكَةِ اَنوَارُ الرَّحمَةِ ـ انتهٰی۔

دن مکہ معظمہ میں تھا وہاں کے لوگ کثرت سے درود پڑھ رہے تھے اور آپ کے ان معجزوں کا ذکر ہو رہا تھا جو وقت ولادت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور قبل نبوت آپ سے ظہور میں آئے تھے جنکو اصطلاح میں ارہاص کہتے ہیں۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ میں نے روح کی آنکھوں سے یا جسم کی آنکھوں سے بہت سے نور اچانک چمکتے دیکھے جب میں نے سوچا تو معلوم ہوا کہ وہ نور ان فرشتوں کے تھے جو ایسی متبرک مجلسوں میں حاضر رہنے پر مقرر کئے گئے ہیں۔ اور ان فرشتوں کے گرد میں نے رحمت کے فرشتوں کے انوار کو دیکھا۔ فقط

اور یہ تو اظہر من الشمس ہے کہ مکہ معظمہ میں ایسی کوئی مجلس مولد شریف نہیں ہوتی کہ جو قیام تعظیمی اور نعت خوانی اور عود سوزی وغیرہ دیگر اوضاع محفل شریف سے کہ جنکے استحباب پر فتوی جمیع علماء و فضلاء مکہ معظمہ اور مفتیان مذاہب اربعہ کہ جو درج آخر رسالہ ہذا ہے شاہد عدل خالی ہو۔ اور شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ کا قول استحباب اس مجلس متعاملہ حرمین مکرمین میں گذر ہی چکا

اب یہاں سے غور کرنیکا مقام ہے کہ اگر یہ قیام وغیرہ کہ جو محفل ہذا میں ہوا ہی بدعت ہوتا تو ایسی محفل میں نزول ملائکہ اور انوار رحمت کا کیا کام تھا۔ اور کلام شیخ المحدثین والمفسرین قدوۃ الاصفیاء المحققین شیخ عبد الحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ بھی استحباب و استحسان جمیع اوضاع و اطوار متعاملہ اہل حرمین شریفین زادہما

شرعاً و تعظیماً محفل میلاد شریف میں کہ منجملہ انکے قیام بھی ہے صراحۃً دال ہے۔ چنانچہ علاوہ عبارات سخاوی علیہ الرحمۃ مولانا ممدوح اپنی کتاب مدارج النبوۃ کی دوسری جلد میں بدینطور تحریر فرماتے ہیں۔ ”و عمل اہل مکہ برین است و رزیارت کردن ایشاں موضع ولادت شریف را دریں شب و خواندن مولود و آنچہ از آداب و اوضاع آنست در شب دوازدہم“۔ انتہیٰ۔ پھر جب استحباب مجلس مذکور میں استحباب جمیع اوضاع ثابت تو استحباب قیام میں کیا شک باقی رہا۔ ہاں البتہ اگر محفل ہذا میں ارتکاب اُن امور کا کہ جو شرعاً مطلقاً ممنوع و ناروا ہیں مثل استعمال آلات محرمہ ڈھولک ستار وغیرہ یا ارتکاب افعال محرمہ مکروہہ مثل تال سرنگی اور مانند تداعی ہر کس و ناکس ریش و بروت بریدہ تارکان جماعت و صلوٰت جمعہ و استماع نغمات اطفال امارد موجب شرور و فتنہ بلا ارادہ ہدایت کیا جاوے تو علماء دین متین پر بدیں صورت واجب ہے کہ عوام کالانعام کو محفل ہذا میں حاضر ہوکر اور خود متکفل امور مشروعہ محفل مستحبہ ہذا بنکر ان امور مکروہہ سے بطور بیان کرنے آداب مجلس ہذا کے بیان ذکر ولادت شریف سے پہلے بتدریج تام برفق و ملاطفت تمام منع کردے نہ کہ براسہ افعال مستحبہ متعلقہ بزم شریف کو بھی۔ کس واسطے کہ چونکہ برائی ان افعال کی اظہر من الشمس ہے۔ چنانچہ باب دوئم میں در بیان آداب محفل شریف قبائح ان امور مذکورہ کی بموجب احادیث صحاح بتفصیل تمام مذکور ہو چکے۔ اور نیز توجہ فرمائی حضور پر نور صلی علیہ رب الغفور بھی بسمت بزم ہذا مظنون و محتمل چنانچہ تحقیق اس مدعا کی بتفصیل تام انشاءاللہ عنقریب بیان کیجاوے گی لہٰذا بدینصورت نہ منع کرنا علماء دین کا عوام الناس کو محفل ہذا میں ارتکاب ان امور سے گویا پسند کرنا ناراضگی حضور صلی علیہ رب الغفور کا ہے۔ نعوذ باللہ منہ۔ چنانچہ کتب علماء متقدمین سے بھی جو نکہ انہوں نے کہیں بعض جہال کو محفل ہذا میں مرتکب ان قبائح کا دیکھا ہے انکار انہی قبائح کا پایا جاتا ہے نہ براسہ انکار جملہ امور مستحبہ متعلقہ محفل شریف و بزم لطیف مولد رحمۃ للعلمین صلے اللہ علیہ وسلم کا

كَمَا قَالَ عَلِيُّ الْقَارِيُّ فِي مَوْرِدِ الرَّوِيِّ فِي مَوْلِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَّا مَا تَبِعَهُ مِنَ السَّمَاعِ وَاللَّهْوِ وَغَيْرِهِمَا فَيَنْبَغِي أَنْ يُقَالَ إِنَّ مَا كَانَ مِنْ ذٰلِكَ مُبَاحًا بِحَيْثُ يُعِينُ السُّرُوْرَ فَلَا بَأْسَ بِإِلْحَاقِهِ وَمَا كَانَ حَرَامًا وَمَكْرُوْهًا فَمُمْتَنِعٌ ـ انتهى ـ وَقَالَ الْقَسْطَلَانِيُّ وَلَقَدْ أَطْنَبَ ابْنُ الْحَاجِّ فِي الْمَدْخَلِ فِي الْإِنْكَارِ عَلَى مَا أَحْدَثَهُ النَّاسُ مِنَ الْبِدَعِ وَالْأَهْوَاءِ وَالْغِنَاءِ بِالْآلَاتِ الْمُحَرَّمَةِ عِنْدَ عَمَلِ الْمَوْلِدِ الشَّرِيْفِ فَاللّٰهُ تَعَالَى يُثِيْبُهُ عَلَى قَصْدِهِ الْجَمِيْلِ ـ انتهى ـ

ملا علی قاری رحمہ اللہ اپنے رسالہ مورد الروی میں تحریر فرماتے ہیں کہ مجلس ذکر میلاد میں سماع لہو وغیرہ امور حرام و مکروہ سے بچنا لازم ہے اور جو امور مباح اور موجب فرحت و سرور ہیں اُنکا کوئی حرج نہیں چنانچہ علامہ قسطلانی فرماتے ہیں کہ ابن الحاج محدث رحمہ اللہ نے مدخل میں اُن بدعتوں پر سخت انکار کیا ہے جو لوگوں نے مجلس ذکر میلاد میں داخل کرلی ہیں جیسے آلات محرمہ کے ساتھ وقت ذکر ولادت گانا بجانا ـ اللہ انکو جزاے خیر دے۔

اور فرمایا مولانا المحقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے بیچ مدارج النبوۃ کے۔ "و درینجا سند است مراہل موالید را کہ در شب میلاد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سرور کنند و بذل اموال نمایند۔ یعنی ابولہب کہ کافر بود و قرآن بمذمت وے نازل شدہ چوں بسرور بمیلاد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم و بذل شیر جاریہ وے بجہت آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم جزا دادہ شد تا حال مسلمان کہ مملو است بمحبت و سرور و بذل مال در طریق وے چہ باشد و لیکن باید کہ از بدعتہا کہ عوام احداث کردہ اند از تغنی و آلات محرمہ و منکرات خالی باشد تا موجب حرمان از طریقہ اتباع نگردد۔ انتہے

وَكَذَا فِي جِلْدِ الثَّانِي مِنْ رَدِّ الْمُحْتَارِ الْمَشْهُوْرِ بِالشَّامِيِّ ـ وَاقْبَحُ مِنْهُ النَّذْرُ بِقِرَاءَةِ الْمَوْلِدِ فِي الْمَنَابِرِ مَعَ اشْتِمَالِهِ عَلَى الْغِنَاءِ وَاللَّعِبِ وَإِيْهَابِ ثَوَابِ

در جلد ثانی شامی میں ہے کہ قبیح تر نذر مجلس مولود شریف کی ہے منبروں پر مع سامان گانے بجانے اور کھیل کود کے اور پھر اس سے مقصود ہدیہ ثواب پہنچانا ہے

ذَالِكَ اِلٰی حَضْرَةِ الْمُصْطَفٰی صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ | خدمت حضور میں صلی اللہ علیہ وسلم۔

اور حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ سے بھی انکار انہیں امور قبیحہ مصرحہ قرآن وحدیث اور مذہب علماء و مجتہدان ملت یعنی تال وسُر وگنگرے وغیرہ امور متشابہ انہیں امور ردیہ کا پایا جاتا ہے نہ کہ انکار نفس مولد شریف اور قیام تعظیمی وغیرہ امور ثابتہ بالقرآن وحدیث وتعامل وتعارف علماء ملت اور اصحاب مذہب کا۔ چنانچہ مضمون ہذا المکتوب ہفتاد و دوم جلد سوم مکتوبات حضرت ممدوح سے واضح اور لائح ہے کہ مکتوب مذکور میں حضرت موصوف بدیں طور تحریر فرماتے ہیں۔ "دیگر درباب مولود خوانی اندراج یافتہ بود۔ در نفس قرآن خواندن بصورت حسن و در قصائد نعت ومنقبت خواندن چہ مضائقہ است ممنوع تحریف وتغییر حروف قرآن است والتزام رعایت مقامات نغمہ وترد ید صوت باں بطریق الحان با تصفیق مناسب آنکہ در شعر نیز غیر مباح است۔ اگر بر نہجے خوانند کہ تحریف در کلمات قرآنی واقع نشود و در قصائد خواندن شرائط مذکورہ متحقق نگردد و آنرا ہم بغرض صحیح تجویز نمایند چہ مانع است۔" انتہی۔ اور مکتوب ۲۷۳ جلد اول میں بھی حضرت مجدد الف ثانی نے نہ اہل مولد کو مشرک لکھا ہے نہ مبتدع بلکہ ایک ایسی طرز خاص پر بحسب مقتضاء وقت مصلحۃ انکار فرمایا ہے کہ جسکے سبب سے رنگ ڈھنگ سماع و آلات واوضاع موسیقی اس محفل شریف سے مطلقاً اٹھ جاوے تاکہ جہال کبائر محرمات کے مرتکب ہو کر مستحل کبائر کے نہ ہو جاویں۔ چنانچہ فرماتے ہیں "و مبالغہ فقیر دریں باب بجہت مخالفت طریق خود است"۔ اور نیز یہ امر مطالعہ دیگر رقعات شیخ ممدوح سے زیادہ تر واضح ہے کہ شیخ موصوف سماع سے کسقدر متنفر ہیں۔ نہ کہ انکار نفس مولد چنانچہ یہ بات عبارت رقعہ منقولہ سابقہ حضرت ممدوح سے بغایت درجہ وضوح کسو اسطے کہ فرماتے ہیں "در نفس قرآن خواندن بصوت حسن و در قصائد ونعت خواندن چہ مضائقہ است"۔ چہ مضائقہ است سطالعہ دو مکتوب مذکور سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اُسوقت بہیں نہج قبیح یعنے برعایت تام سرنگری معہ ڈھولک ستار اس امر شریف کو کسی گروہ ناشائستہ نے زمانہ حضرت موصوف میں

رواج دیا ہوگا اور باوجود سمجھانے علماء کے ارتکاب اُن امور سے باز نہ آیا ہوگا کہ اسکے ڈر یا اوخوف زدہ ہو کر بحسب کثرت محبت سنت و فقہ خفیہ آگے عبارت مذکور کے بدینطور تحریر فرماتے ہیں۔ "مخدوما بخاطر فقیر میرسد تا سد ایں باب مطلقاً بکنند۔ بوالہوساں ممنوع نمیگردند اگر اندک تجویز کردند منتجہ بہ بسیار خواہد شد قلیلہ تفضی الی کثیرہ قول مشہور است۔ والسلام"۔ اور بیشک جسوقت عوام کالانعام امور محرمہ مکروہہ کو بوسیلہ کسی امر نیک کے حلال یا مباح جاننے لگیں یا خوف استحلال محرمات و مکروہات یا محرمات و مکروہات مثل ڈھول ستار تال مر گکڑی اونکی عادات سے مفہوم ہو اسوقت علماء بر کہ طبیب باطنی اور حکماء روحانی ہیں مانند طبیب بدنی کی کہ بعض اوقات بخوف ترقی و شدت مرض بعضے اعضاء کو کہ جنکے ساتھ امور ضروری اور حاجات لابدی متعلق ہیں کاٹ ڈالتا ہے لاریب براسہ اون امور منتجبہ و مستحسنہ اور مباحہ سے بھی مع اون امور قبیحہ کے منع کرے مگر اسوقت کہ جب ازالہ اُن محرمات و مکروہات سے بغیر ترک کرنے اُن امور مستحبہ مستحسنہ کے بالکل مایوس ہو جاوے نہ کہ ابتداءً مثل طبیب بدنی کے کہ ازالہ مرض سے ساتھ دیگر معالجات کے جب مطلقاً مایوس ہو جاتا ہے جب لاچار آخر الامر کاٹنے اُس عضو فاسد ... کا ارتکاب کرتا ہے نہ کہ ابتداءً اقتدا کر کے ساتھ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے کہ انہوں نے جب عورتوں کا جماعت کے واسطے مساجد میں آنا موجب فساد اور استحلال محرمات دیکھا ایک طرز خاص پر انکو حضور جماعت سے منع فرما دیا تھا۔

كَمَا اَخْرَجَ الْبُخَارِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ عَنْ يَحْيَى ابْنِ عُمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ لَوْ اَدْرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَحْدَثَ النِّسَاءُ لَمَنَعَهُنَّ الْمَسْجِدَ كَمَا مُنِعَتْ نِسَاءُ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ فَقُلْتُ اَوَ مُنِعْنَ قَالَتْ نَعَمْ وَفِيْ شَرْحِهِ

چنانچہ بخاری شریف میں ہے حضرت یحیٰی فرماتے ہیں فرمایا عائشہ رضی اللہ عنہا نے اگر دیکھتے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اُن باتوں کو جو عورتوں نے اب اختیار کی ہیں البتہ بتاکید انکو مسجد میں آنے سے منع فرما دیتے جیسے بنی اسرائیل کی

الکواکب الدراری للکرمانی تحت هذا الحدیث وقال التیمی وفیه دلیل علی انه لاینبغی النساء ان یخرجن الی المساجد اذا حدث فی الزمان الفساد ۔

عورتوں کو مسجد سے منع کر دیا تھا۔ حضرت یحیی فرماتے ہیں میں نے عرض کیا کیا بنی اسرائیل کی عورتیں منع کر دیگئی تھیں۔ فرمایا ہاں۔

کرمانی شرح بخاری میں اس حدیث کی شرح اسطرح فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں دلیل ہے اس امر پر کہ وقت خوف فتنہ وفساد اہل زمانہ عورتیں مسجد میں نہ آویں"۔

چنانچہ بموجب اسی حدیث اور دیگر احادیث کے کتب فقہ میں لکھا ہے کہ عورتیں نماز کو مسجد میں نہ آویں۔

کمافی الکنز ولایحضرن الجماعات وفی الهدایة ویکره لهن حضور الجماعات وذکر فی الکفایة ان الفتوی الیوم علی الکراهة فی الصلوات کلها لظهور الفساد

کنز میں ہے اور عورتیں جماعت سے نماز پڑھنے کو نہ آویں۔ اور ہدایہ میں ہے کہ مکروہ تحریمہ ہے عورتوں کا جماعت سے نماز پڑھنے کو مسجد میں آنا۔ اور کفایہ میں سب کچھ لکھکر آخر میں تحریر فرماتے ہیں کہ فتویٰ اس زمانہ میں اسی پر ہے کہ تمام نمازوں کے لئے عورتوں کو مسجد میں آنا مکروہ تحریمہ ہے بوجہ فساد اہل زمانہ کے"۔

اور بصورت عدم وجود ارتکاب محرمات ڈھولک ستار وغیرہ اور صدو میت خوف استحلال محرمات ایسے امور شریفہ ثابتہ بقرآن وحدیث بعضہا بعبارت النص وبعضہا باشارۃ النص سے بدعت سیئہ قرار دیکر منع کرنا لاریب مانع خیر بننا ہے اور مانع خیر سے بڑھکر اور کونسا شقی ہوگا کہ جسکے بیان برائی میں معہ بیان بھلائی صاحب خیر سید الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم یوں فرماتے ہیں۔

اخرج ابن ماجة عن انس رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان من الناس مفاتیح الخیر مغالیق للشر وان من الناس مفاتیح للشر مغالیق للخیر

ابن ماجہ میں ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بعض آدمی کھولنے والے ہیں دروازوں بھلائی کے اور بند کرنیوالے دروازوں برائی کے

فطوبى لمن جعل الله مفاتيح الخير
على يديه وويل لمن جعل الله مفاتيح
الشر على يديه وفيه في رواية أخرى
عن سهل أن رسول الله صلى الله عليه
وسلم قال هذا الخير خزائن ولتلك
الخزائن مفاتيح فطوبى لعبد جعله
الله مفتاحا للخير ومغلاقا للشر وويل
لعبد جعله الله مفتاحا للشر مغلاقا
للخير انتهى۔

اور بعض اسکے برخلاف۔ خوشخبری ہو جیو
اُس شخص کو جسکے ہاتھوں کو اللہ بھلائی
کا کھولنے والا بناوے اور ویل ہو جیو
اُس شخص کو جسکے ہاتھوں کو برائی کا
کھولنے والا بنایا جاوے اور اسی کے
ہم معنے دوسری حدیث حضرت سہل
رضی اللہ عنہ سے مروی ہے"۔
دیکھو صحابہ اور فقہا نے تو خیر کثیر
کے ساتھ میں اگر کوئی برائی بھی دیکھی ہے

تو بخوف لزوم انکار خیر اس برائی کے منع کرنے میں بھی تامل کیا ہے۔

كما في المضمرات في باب العيدين
وروى عن علي كرم الله وجهه
أنه ركب يوم العيد وركب معه
ستون أو سبعون شيخا من ملوك
العرب وكبرائهم وكانوا في طريق
المصلى يكبرون فرأى رجلا يصلي قبل
صلوة العيد فقال علي رضي الله عنه
صليت مع رسول الله صلى الله عليه
وسلم صلوة العيد فلم أره صلى
قبل صلوة العيد فقيل له لم لا تنهى
فقال أخشى أن أكون من الذي
قيل فيه أرأيت الذي ينهى عبدا إذا صلى
وفي در المختار ولا يتنفل قبلهما

باب العیدین مضمرات میں ہے حضرت
علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ
آپ عید کے دن سوار تشریف لیجارہے
تھے اور آپ کے ساتھ ساٹھ یا ستر بزرگ
رؤسائے عرب سے تھے اور سب تکبیر کے
ساتھ رطب اللسان اسی حالت میں
حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ایک شخص
کو قبل نماز عید نماز پڑھتا دیکھکر فرمایا کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو نماز عید سے
پہلے کوئی نماز نفل نہیں پڑھا کرتے تھے
عرض کیا گیا پھر آپ کیوں نہیں منع فرماتے
فرمایا میں ڈرتا ہوں کہ میں اس آیت کا
مصداق نہ بنجاؤں ارأیت الذی ینہی عبدا اذا صلی

وَكَذَا لَا تَنَفُّلَ بَعْدَ هَا فِي مُصَلَّاهَا فَإِنَّهُ مَكْرُوهٌ عِنْدَ الْعَامَّةِ وَإِنْ يَتَنَفَّلْ بَعْدَهَا فِي الْبَيْتِ جَازَ بَلْ يُنْدَبُ التَّنَفُّلُ بِأَرْبَعٍ وَهٰذَا لِلْخَوَاصِ أَمَّا الْعَوَامُ فَلَا يُمْنَعُونَ مِنْ تَكْبِيرٍ وَلَا تَنَفُّلٍ أَصْلًا لِقِلَّةِ رَغْبَتِهِمْ فِي الْخَيْرَاتِ لِأَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ رَأَى رَجُلًا يُصَلِّي بَعْدَ الْعِيدِ فَقِيلَ أَمَا تَمْنَعُهُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ فَقَالَ أَخَافُ أَنْ أَدْخُلَ تَحْتَ الْوَعِيدِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى أَرَأَيْتَ الَّذِي يَنْهَىٰ عَبْدًا إِذَا صَلَّىٰ انتهى مختصرًا بقدر الحاجة وَفِي التَّجْنِيسِ عَنِ الْحَلْوَانِيِّ أَنَّ كُسَالَى الْعَوَامِ إِذَا صَلَّوُا الْفَجْرَ عِنْدَ طُلُوعِ الشَّمْسِ لَا يُمْنَعُونَ لِأَنَّهُمْ إِذَا مُنِعُوا تَرَكُوهَا. انتهى۔

یعنی اے ہمارے محبوب تو نے اس شخص کو دیکھا کہ جو نماز پڑھتے کو منع کرتا ہے۔ اور در مختار میں ہے کہ عید کے دن قبل نماز عید کوئی نفل نماز نہ پڑھی جاوے۔ اور عیدگاہ میں بعد نماز عید عام علماء کے نزدیک یہ امر مکروہ ہے ہاں گھر اگر اگر چار رکعت پڑھے تو مستحب ہے مگر یہ حکم خاص لوگوں کے واسطے ہے عوام اگر پڑھیں یا راستہ میں آواز سے تکبیر کہیں تو انکو منع نہ کرنا چاہئے اسواسطے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے منع فرمانے سے احتراز کیا تھا۔ اور تجنیس میں ہے شمس العلما حلوائی رحمہ اللہ سے فرماتے ہیں نماز میں سستی کرنیوالے لوگوں کو اگر وہ طلوع آفتاب کے وقت بھی پڑھیں منع نہ کرنا چاہئے اسواسطے کہ پھر وہ مطلقاً نماز صبح کو چھوڑ ہی دینگے۔

اور عارف باللہ علامہ عبدالغنی نابلسی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب حدیقۃ الندیہ شرح طریقہ محمدیہ کے بیان خلق اڑتالیسویں میں جسکا نام فتنہ رکھا ہے۔ اخلاق بیہودہ نصاریٰ سے جو مسلمانوں میں رائج ہو گئے ہیں بیان فرماتے ہوئے فرماتے ہیں کہ منجملہ ان اخلاق کے ایک یہ بھی ہے کہ جو لوگ خوبی اور عمدگی کے ساتھ عبادت نہیں ادا کر سکتے انپر ایسی سختی کرنا کہ سرے سے عبادت کو ہی چھوڑ بیٹھیں۔ بعدہٗ اسکی مثال میں علامہ شمس الدین حلوائی رحمہ اللہ والی روایت جو تجنیس سے نقل ہو چکی بحوالہ مصفّٰی شرح نسفیہ علامہ امام اجل [illegible] جمال الدین محبوبی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل فرما کر تحریر فرماتے ہیں

وَمِنْ هٰذَا نَهْيُ النَّاسِ عَنِ الصَّلَوَاتِ
الرَّغَائِبِ بِالْجَمَاعَةِ وَصَلَوَاتِ لَيْلَةِ الْقَدْرِ
وَنَحْوِ ذٰلِكَ وَاِنْ صَرَّحَ الْعُلَمَاءُ بِا
لْكَرَاهَةِ بِالْجَمَاعَةِ فِيْهَا لَا يُفْتٰى بِذٰلِكَ
لِلْعَوَامِ لِئَلَّا تَقِلَّ رَغْبَتُهُمْ فِي الْخَيْرَاتِ
وَقَدِ اخْتَلَفَ الْعُلَمَاءُ فِيْ ذٰلِكَ فَصَرَّحَ
ابْنُ الصَّلَاحِ مِنْ اَئِمَّةِ الشَّافِعِيَّةِ وَ
هُوَ مِنْ كِبَارِ الْمُحَدِّثِيْنَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى
بِعَدَمِ الْكَرَاهَةِ وَصَنَّفَ فِيْ
جَوَازِهَا جَمَاعَةٌ مِّنَ الْمُتَأَخِّرِيْنَ فَاِبْقَاءُ
الْعَوَامِ رَاغِبِيْنَ فِي الصَّلٰوةِ اَوْلٰى مِنْ
تَنْفِيْرِهِمْ مِنْهَا وَفِي الْغَالِبِ اَنَّهُمْ اِذَا
لَمْ يُصَلُّوْهَا كَذٰلِكَ جَلَسُوْا فِي الْمَسَاجِدِ
لَيْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ وَلَيْلَةَ اَوَّلِ
جُمُعَةٍ مِنْ شَهْرِ رَجَبٍ وَلَيْلَةَ الْقَدْرِ
يَتَحَدَّثُوْنَ بِكَلَامِ الدُّنْيَا الْمَكْرُوْهِ وَرُبَّمَا
ذَهَبُوْا اِلٰى مَا هُمْ فِيْهِ مِنَ الْاِنْهِمَاكِ
فِي الشَّهَوَاتِ وَالْغَفَلَاتِ وَمِنْ هٰذَا
الْقَبِيْلِ نَهْيُ النَّاسِ عَنْ حُضُوْرِ مَجَالِسِ
الذِّكْرِ بِالْجَهْرِ وَاِنْشَادِ اَشْعَارِ
الصَّالِحِيْنَ وَاِنْ صَرَّحَ فُقَهَاءُ الْحَنَفِيَّةِ
بِكَرَاهَةِ الْجَهْرِ بِالذِّكْرِ فَاِنَّ اَئِمَّةَ الشَّافِعِيَّةِ
كَالنَّوَوِيِّ وَغَيْرِهٖ قَائِلُوْنَ بِاسْتِحْبَابِ

اور اسی قسم سے ہے جماعت سے صلوۃ رغائب
اور صلوۃ لیلۃ القدر اور مثل اسکی دوسری
نمازوں کو جماعت کے ساتھ پڑھنے سے
منع کرنا اسواسطے کہ اگرچہ جماعت سے
نوافل پڑھنے کو (خصوصًا عام بلانے
اور شہرت کے ساتھ) علماء نے مکروہ لکھا ہے
مگر اگر بلا تداعی و شہرت اگر لوگ باجماعت
پڑھیں اس زمانہ میں ممانعت کا فتوی
دینا مناسب نہیں تاکہ انکی رغبت بھلائی
سے کم نہ ہو جاوے اسواسطے کہ بغیر اذان
وتکبیر اور عام بلاوے کے علاوہ تراویح
جماعت سے سنت نفل پڑھنا مختلف فیہ
مسئلہ ہے۔ ابن صلاح جو اکابر محدثین
شافعیہ سے ہیں بلاکراہت جائز فرماتے
ہیں اور جواز جماعت نوافل میں متأخرین
حنفیہ نے بہت سے رسالے لکھے ہیں
لہذا عوام کو نوافل کے جماعت سے
روکنا اور انکو ایسے کار خیر سے نفرت دلانا
مناسب نہیں اسواسطے کہ بسا اوقات
دیکھا ہے جب شبینہ اور جماعت نفل سے
روکے جاتے ہیں تو نہ علحدہ نوافل پڑھتے
ہیں نہ ورد وظیفہ یا تلاوت قرآن اور پھر
شب شعبان یا لیلۃ القدر اور ستائیسویں شب رجب

ذالك ولا ينبغي ان ينهى العوام عما
تقول به ائمة المسلمين ومن هذا
القبيل نهي العوام عن المصافحة بعد
صلوٰة الصبح والعصر فان بعض
المتأخرين من الحنفية صرح بالكراهية
في ذالك ادعاء بانه بدعة مع انه
داخل في عموم سنة المصافحة مطلقا
فلا يبقى الا مجرد التخصيص بالوقتين
المذكورين مقتضى ابتداء ذالك
وصرح النووي في كتابه الاذكار وغيره
من الشافعية بانها في هذين الوقتين
بدعة مباحة فلا ينبغي للواعظ او
المدرس ان ينهى العوام عما افتى بجوازه
بعض ائمة الاسلام ومن هذا القبيل
زيارة القبور والتبرك بضرائح الاولياء
والصالحين والنذر لهم بتعليق ذالك
على حصول شفاء او قدوم غائب
فانه مجاز عن الصدقة على الخادمين
لقبورهم كما قال الفقهاء فيمن دفع
الزكاة لفقير وسماها قرضا صح لان
العبرة بالمعنى لا باللفظ وكذالك
الصدقة على الغني هبة والهبة
للفقير صدقة وقد صرح الشيخ

اور اول شب جمعہ رجب کو سجدوں میں اکٹھے
ہو کر دنیوی باتوں میں مشغول ہو جاتے
یا آتشبازی چلاتے ہیں۔ اور اسی قسم سے
ہے لوگوں کو ذکر جہر اور نعت خوانی کی مجلسوں
سے روکنا اسواسطے کہ اگرچہ فقہاء حنفیہ نے
بلند آواز سے ذکر جہر کو مکروہ لکھا ہے۔
اسواسطے کہ ائمہ شافعیہ مثل امام نووی
علیہ الرحمۃ وغیرہم کی (اور نیز بعض حنفیہ)
ذکر جہر اور مجلس نعت خوانی کو مستحب جانتے
ہیں بوجہ ثابت ہونے ذکر جہر اور نعت خوانی
کے مساجد میں بموجب احادیث صحیحہ۔
کما مر اسیطرح مصافحہ کرنے سے بعد نماز
فجر و عصر عوام کو روکنا ہے۔ اسواسطے کہ
اگرچہ بعض حنفیہ نے اس خصوصیت کے
ساتھ بدعت سمجھکر مکروہ لکھا ہے مگر مطلقاً
مصافحہ کرنا جو سنت ہے اگر عقیدۃً ان
دو وقتوں کی قید کو عادت سمجھا جاوے
نہ مستحب تو پھر اس مصافحہ کے بھی سنت
ہونے میں کیا کلام ہے۔ حالانکہ امام نووی
شافعی علیہ الرحمۃ وغیرہ علماء نے دونوں
وقتوں کی تخصیص کو بھی بدعت مباحہ
قرار دیا ہے لہذا ایسے امور خیر سے جنکو
بعض ائمہ اسلام نے جائز رکھا ہے

اِبْنُ الْحَجَرِ الْهَيْتَمِي الْمَكِّي مِنْ اَئِمَّةِ الشَّافِعِيَّةِ
فِي فَتَاوَاهُ اَنَّ النَّذْرَ لِلْوَلِيِّ الْمَيِّتِ اِذَا
قَصَدَ بِهِ النَّاذِرُ قُرْبَةً اُخْرٰى كَاَوْلَادِ
الْوَلِيِّ الْمَيِّتِ اَوْ خُلَفَائِهِ اَوْ اِطْعَامِ الْفُقَرَاءِ
الَّذِيْنَ عِنْدَ قَبْرِهِ صَحَّ النَّذْرُ وَوَجَبَ
صَرْفُهُ فِيْمَا قَصَدَهُ النَّاذِرُ اِلٰى خِرِمَا
بَسَطَهُ مِنَ الْكَلَامِ وَغَالِبُ النَّاسِ فِي
هٰذَا الزَّمَانِ يَقْصِدُوْنَ ذٰلِكَ فَيُحْمَلُ
الْكَلَامُ عَلَيْهِ وَلَا يَنْبَغِي اَنْ يَنْهَى الْوَاعِظُ
عَمَّا قَالَ بِهِ اِمَامٌ مِنْ اَئِمَّةِ الْمُسْلِمِيْنَ
بَلْ يَنْبَغِي اَنْ يَقَعَ النَّهْيُ عَمَّا اَجْمَعَ الْاَئِمَّةُ
كُلُّهُمْ عَلٰى تَحْرِيْمِهِ وَالنَّهْيُ عَنْهُ وَهُوَ
مَعْلُوْمٌ بِالضَّرُوْرَةِ مِنَ الدِّيْنِ كَحُرْمَةِ الزِّنَاءِ
وَالرِّبٰوا وَالرِّيَاءِ وَشُرْبِ الْخَمْرِ وَالظَّنِّ
السُّوْءِ بِاَهْلِ الْاِسْلَامِ وَالظُّلْمِ وَالْمَكْسِ
وَغَصَبِ الْاَمْوَالِ وَالْمُصَادِرَاتِ بِغَيْرِ
حَقٍّ وَالْخِيَانَةِ فِي الْبُيُوْعِ وَالْاِجَارَاتِ
وَرِشْوَاتِ الْقُضَاةِ وَالْاُمَرَاءِ وَالتَّكَبُّرِ
وَالْاِعْجَابِ وَالْحَسَدِ وَالْبَغْيِ وَالْاِفْتِرَاءِ
وَالْكِذْبِ وَالزُّوْرِ وَنِسْيَانِ عُيُوْبِ
النَّفْسِ وَالتَّجَسُّسِ عَنْ عُيُوْبِ النَّاسِ
وَاِتِّهَامِ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ بِالْفَوَاحِشِ
وَهَتْكِ اَسْتَارِ الْمُذْنِبِيْنَ وَمَحَبَّةِ اِشَاعَةِ

واعظوں کو روکنا مناسب نہیں اور اسی
قسم سے ہے مزارات اولیاء اللہ اور
صالحین کی زیارت کو جانا اور اُنکے مزارات
سے برکت حاصل کرنا اور اسطرح نذر ماننا
کہ اگر فلاں مریض کو شفا ہوگی یا فلاں آدمی
جو غائب ہے اگر آگیا تو اسقدر کھانا یا شیرینی
آپ کی نذر کرونگا اسکو بطریق مجاز نذر
کہا جاتا ہے ورنہ حقیقتاً مراد نذر ماننے
والے کی یہ ہوتی ہے کہ اگر اللہ آپ کی
دعا سے یہ کام کر دیگا تو میں آپ کے مزار
کے خادموں کو اسقدر کھانا یا شیرینی کھلاکر
اسکا ثواب آپ کو پہونچاؤنگا اسواسطے
فقہائے کرام تحریر فرماتے ہیں کہ اگر کسی نے
کسی فقیر کو بطریق قرض کچھ دیا اور نیت یہ
رکھی کہ میں اسکو زکوٰۃ دیتا ہوں تو زکوٰۃ
ادا ہو جائیگی اسواسطے اعتبار معنے کا
ہوتا ہے نہ کہ لفظ کا (اسیطرح گیارہویں
وغیرہ میں جو کھانا یا شیرینی دولتمندوں
پر تقسیم کیجاتی ہے اُسکے یہ معنے ہوتے ہیں
کہ دولتمندوں پر ہبہ کیا جاتا ہے اور
فقراء پر بطریق صدقہ۔ اور اس ہبہ اور
صدقہ کا ثواب پہونچایا جاتا ہے)
لہذا صدقہ غنی پر ہبہ کے معنے میں بولا جاتا ہے

الفَاحِشَةِ فِی الخَبَرِ وَالغِیبَةِ وَالنَّمِیمَةِ وَالاِستِهزَاءِ بِالفُقَرَاءِ وَالسُّخرِیَّةِ عَلَی المَسَاکِینِ وَالضُّعَفَاءِ مِنَ النَّاسِ وَالطَّعنِ فِی أَولِیَاءِ اللهِ تَعَالَی المُتَّقِینَ وَالخَوضِ فِی دِینِهِم وَاعتِقَادَاتِهِم بِالجَهلِ فِی مَعَانِی کَلَامِهِم وَعَدَمِ مَعرِفَةِ المُطَابَقَةِ بَینَ کَلَامِهِم وَکَلَامِ اللهِ تَعَالَی وَرَسُولِهِ وَاِنکَارِ کَرَامَاتِهِم بَعدَ المَوتِ وَاعتِقَادِ اَنَّ وِلَایَتَهُم اِنقَطَعَت بِمَوتِهِم وَنَهیِ النَّاسِ عَنِ التَّبَرُّکِ بِهِم اِلَی غَیرِ ذٰلِکَ مِنَ القَبَائِحِ الَّتِی هُم عَلَیهَا الآنَ غَالِبُ اَهلِ زَمَانِنَا فِی بِلَادِنَا وَغَیرِهَا نَسئَلُ اللهَ العَافِیَةَ فَعَلَی الوُعَّاظِ وَالمُفتِینَ مَعرِفَةُ اَحوَالِ النَّاسِ وَعَادَاتِهِم فِی القَبُولِ وَالرَّدِّ وَالسَّخِیِّ وَالکَسَلِ وَنَحوِهَا۔ انتہی مختصر الفد ر الضرورتہ۔

اور ہبہ فقیروں پر صدقہ کے معنے ہیں۔ چنانچہ شیخ ابن حجر مکی جو ائمہ شافعیہ سے ہیں اپنے فتاوی میں تحریر فرماتے ہیں نذر اولیاء اللہ جو انتقال فرما گئے اگر اس نذر میں ناذر یہ دوسری نذر مان لے کہ جس کھانے یا مال کا بلفظ نذر میں آپ کو ثواب پہونچاؤنگا وہ مال آپ کی اولاد یا آپ کے خلیفہ یا آپ کے مزار کے خادموں ہی پر خرچ کیا جاویگا تو یہ نذر صحیح ہے اور انہی پہ خرچ کرنا ناذر پر واجب ہو جاتا ہے اور اس امر کے بیان میں بہت بسط فرمایا ہے، اور اس زمانہ میں اکثر لوگوں کی مراد یہی ہوتی ہے لہذا وہ ہی معنے مراد لینے چاہئیں جو انکی نیت کے موافق ہیں نہ یہ کہ مخالف انکی نیت کے معنے قرار دیکر انکو اس کار خیر سے منع کرنا۔ البتہ ایسے کاموں سے منع کرنا ضروری ہے کہ جنکی ممانعت پر تمام اماموں کا اجماع ہے۔ جیسے زنا باجا گانا ریاکاری شراب پینا اہل اسلام خوش عقیدوں کے ساتھ بدگمانی کرنا ظلم اور چنگی کی ملازمت میں جو سرتاپا ظلم ہے۔ ظلم کرنا لوگوں کا مال چھیننا مالی جرمانہ کرنا اور بیع اور اجارہ میں خیانت کرنا قاضیوں اور امیروں کا رشوت لینا غرور اور خود پسندی اور حسد سرکشی اور بہتان بندی اور جھوٹ اور فریب اور اپنے نفس کے عیبوں کو بھولکر دوسرے کے عیبوں کی تلاش اور فحش تہمت لگانے مسلمان مرد اور عورتوں کے سے اور پردہ دری گنہگاروں سے اور فحش باتوں کے پھیلانے کی محبت اور غیبت اور چغلخوری اور محتاجوں کے ساتھ

ٹھٹھا کرنے اور مسکینوں اور ضعیفوں کے ساتھ مسخرہ پن سے اور اولیاء اللہ پر طعن کرنے سے
اُنکے دین اور اعتقاد میں بوجہ اپنی جہالت اور نافہمی کے اُنکے کلام سے اور انکار کرنے
اُنکی کرامتوں سے بعد الوفات اور اس اعتقاد سے کہ بعد الوفات ولی کی ولایت
منقطع ہوجاتی ہے اور منع کرنے لوگوں کے برکت پکڑنے سے ساتھ اولیاء اللہ کے اور
ماسوا اسکے جو جو قباحتیں ہمارے زمانہ میں پھیلی ہوئی ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ
واعظ اور مفتیوں پر لازم ہے کہ اپنے زمانہ کے آدمیوں کی حالت اور ضرورتوں کو
دیکھکر ایسی طرز پر نصیحت کرے جس سے وہ فائدہ اُٹھاویں"۔ انتہیٰ مختصراً۔

بموجب اس قاعدہ کے ہمارے زمانہ میں سب سے اول واعظ اور مفتیوں پر لازم ہے
کہ علاوہ امور مذکورہ اُس جماعت سے نفرت دلاویں کہ جنکی زبان اور قلم سے توہین
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکلی ہے اور نکلتی رہتی ہے حالانکہ علاوہ جمہور علماء
سلف وخلف مذاہب اربعہ وہ خود بھی توہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کفر جانتے
ہیں مگر جو اُنکے بزرگوں کی قلم یا اُنکی قلم سے جو کلمات توہین نکل گئے ہیں اور ایک عالم
اُن کلمات توہین کو توہین انبیاء سمجھتا ہے مگر وہ اپنے کلمات کو کلمات توہین نہیں
کہتے اور اُنکی بڑی بڑی تاویلات رکیکہ کر کے لوگوں کو خرابی میں ڈالتے ہیں یا منکر احادیث
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جیسے چکڑالوی یا مدعی نبوت کو بعد رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سچا جانتے ہیں یا باوجود ثابت ہوجانے دعوئے نبوت کے اُس مدعی نبوت
کو مسلمان سمجھتے ہیں یا اُسکی تصدیق کرنیوالوں کو مسلمان جانتے ہیں۔ مثل
متعدد فرقوں مرزائیوں کے۔

دلیل ششم۔ اور نیز تعظیم وقت تشریف آوری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
ثابت ہے ساتھ اشارۃ النص کے کتاب سے بتصریح ملا علی قاری بھی۔

كَمَا قَالَ فِي رِسَالَتِهِ مَوْرِدُ الرَّوِيِّ فِي مَوْلِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي قَوْلِهِ تَعَالٰى لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ

چنانچہ رسالہ مورد الروی فی مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے اور فرمان خداوندی میں کہ۔ البتہ آچکے تمہارے پاس ایک رسول مطلق تمہاری جنس سے گراں ہے اُسپر

مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَؤُفٌ رَّحِيْمٌ ۔ اشارۃٌ اِلَى التَّعْظِيْمِ وَقْتَ مَجِيْئِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔

وہ بات جو تجکو رنج میں ڈالے حریص ہیں تمہاری بہتری کے اور مومنوں پر بہت شفقت اور مہربان یعنی لقد جاءکم میں اشارہ اور آگاہی ہے

طرف تعظیم وقت تشریف آوری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس دار ناپائدار دنیا میں اگر کوئی کہے کہ یہ تعظیم مثبتہ بقول ملا علی قاری علیہ الرحمۃ مستدلہ بآیۃ کریمہ اسی وقت کے ساتھ خاص تھی کہ جس وقت آپ رونق افروز اس دار ناپائدار میں ہوئے تھے اور اب ہر سال تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نہیں پیدا ہوتے بلکہ بعضہم بعد ازیں گستاخانہ بے ادبانہ لفظ جنم اشٹمی زبان پر لاکر یہ حدیث شریف پڑھتے ہیں مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ تو جواب اسکا یہ ہے کہ التزام تمام لوازمات تعظیم و سرور کا ہر سال بروز معینہ بجنس نزول وظہور اس شئے موجب تعظیم وانشراح کے مثل لوازمات تعظیم و سرور روز نزول وظہور اس شئے باعث فرحت و تعظیم کے کرنا ثابت ہے۔ صراحۃً نص قرآن مجید اور احادیث رسول حمید صلی اللہ علیہ وسلم و اقوال مجتہدین و سلف صالحین سے۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى حِكَايَةً عَنْ عِيْسٰى عَلٰى نَبِيِّنَا وَعَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ ۔ رَبَّنَا اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَائِدَةً مِّنَ السَّمَاءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰيَةً مِّنْكَ وَفِي تَفْسِيْرِ الْجَلَالَيْنِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا الخ اَيْ يَوْمَ نُزُوْلِهَا عِيْدًا نُعَظِّمُهٗ وَنُشَرِّفُهٗ ۔ انتہی ۔ وَفِي الْمَدَارِكِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا الخ اَيْ تَكُوْنُ لَنَا سُرُوْرًا وَّفَرَحًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا انتہی ۔ وَاَخْرَجَ الْبُخَارِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ فَرَاَى الْيَهُوْدَ تَصُوْمُ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ فَقَالَ

فرمایا اللہ تعالی نے عیسے علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام سے حکایت کرتے ہوئے اے رب ہمارے اتار تو ہمپر دسترخوان رزق کا آسمان سے کہ ہو وہ دن عید ہمارے پہلوں اور پچھلوں کے حق میں اور باقی رہے تیری رزاقیت کی نشانی۔ اسکی تفسیر میں صاحب جلالین تحریر فرماتے ہیں۔ قولہ تکون عیدا سے مراد یہ ہے کہ اس دسترخوان کے اترنے کا دن بسبب عظمت اور شرف کے عید بنالیا جاوے اور یہی مضمون تفسیر مدارک کا ہے اور بخاری شریف میں ہے حضرت عبداللہ بن عباس

ما هذا قالوا هذا يوم صالح هذا يوم نجى
الله بني إسرائيل من عدوهم فصامه
موسى عليه السلام قال صلى الله عليه
وسلم فأنا أحق بموسى منكم فصامه
وأمر بصيامه. انتهى. وأخرج المسلم
قال سئل رسول الله صلى الله
عليه وسلم عن صوم الاثنين
فقال فيه ولدت وفيه أنزل علي انتهى

رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں رونق افروز
ہوکر یہود کو دیکھا کہ دسویں تاریخ محرم کو روزہ
رکھتے ہیں آپ نے فرمایا یہ کیسا روزہ
ہے یہود نے عرض کیا کہ یہ نیک دن ہے
اس دن اللہ نے بنی اسرائیل کو انکے دشمن
فرعون سے نجات عطا فرمائی تھی یہ اسکے
شکریہ میں موسی علیہ السلام نے روزہ رکھا
تھا۔ آپ نے فرمایا مجھ پر تمسے زیادہ موسی علیہ السلام کا حق ہے لہذا آپنے خود روزہ
رکھا اور سب کو روزہ کا حکم فرمایا۔ اور مسلم شریف میں ہے کہ جب آپ سے سوال کیا گیا
کہ آپ پیر کے دن کیوں روزہ رکھتے ہیں تو آپ نے فرمایا یہ دن میری ولادت کا
اور شروع ہونے نزول قرآن کا ہے۔

اور نجات بنی اسرائیل اور موسی علی نبینا علیہ الصلوۃ والسلام اور نزول قرآن
فرقان بین الحق والبطلان اور ولادت باسعادت سید دوجہان صلی اللہ علیہ وسلم تو ہر سال نہیں
ہوتی تھی پھر باوجود اسکے روزہ رکھنا آپکا ہر سال بروز عاشورہ فقط بدیں جہت بمقتضائے
سیاق حدیث اور علی ہذا روزہ آپکا ہر ہفتہ میں بروز پیر بجہت ولادت سعید و نزول قرآن حمید
صاف دال ہے تجدید تعظیم وسرور ہر یوم ہمجنس یوم تعظیم وسرور پر

كما قال حافظ ابن حجر العسقلاني قد
ظهر لي تخريجه على أصل ثابت
وهو ما ثبت في الصحيحين أن رسول الله
صلى الله عليه وسلم قدم المدينة
فوجد اليهود يصومون يوم عاشوراء
فيستفاد منه فعل ذلك أي المولد الشريف

چنانچہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ اپنی مولد
کبیر میں تحریر فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک
تعیین روز میلاد شریف کی یہ دلیل ہے جو
حدیث شریف صحیحین میں ہے
کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب
مدینہ طیبہ میں تشریف لائے اور یہود کو عاشورہ

شکرًا للّٰہ تعالیٰ بما منّ بہٖ فی یوم معیّن
من اسداء نعمۃ ودفع نقمۃ ویعاد ذالک
فی نظیر ذالک الیوم من کل سنۃ
والشکر یحصل بانواع العبادات
من السجود والصیام والصدقۃ
وای نعمۃ اعظم من نعمۃ بروز النبی
الکریم نبی الرحمۃ فی ذالک الیوم
وعلی ھذا ینبغی ان تحین ذالک
الیوم حتی یطابق قصۃ موسٰی علیہ
السلام فی یوم عاشوراء۔ انتھی کلامہ
من مولدہ الکبیر۔ وفی رد المحتار
قال بعض الشافعیۃ ان افضل اللیالی
لیلۃ مولدہ صلی اللہ علیہ وسلم
ثم لیلۃ القدر ثم لیلۃ الاسراء انتھی۔

کے دن موسیٰ علیہ السلام کی خوشی میں نجات
ظلم فرعون سے روزہ رکھتے دیکھا آپ نے
بھی روزہ رکھا۔ اس حدیث سے مستفاد
ہوتا ہے کہ خوشی مولود شریف کی بھی
ولادت کے دن اسی قسم کی خوشی ہے
جسمیں شکر ادا کیا جاتا ہے مختلف عبادتوں
کے ساتھ اس نعمت پر کہ اللہ نے ہمارے
درمیان اپنے رسول کو پیدا کیا اور انکے
ساتھ ظلمت کفر و شرک سے ہمکو نجات
عطا فرمائی۔ اور ردمحتار میں ہے
بعض شافعیہ کا قول ہے کہ تمام
راتوں میں افضل آپ کی ولادت
کی رات ہے۔ پھر لیلۃ القدر پھر
معراج کی رات"۔

اور مدارج النبوۃ میں ہے۔ "بدانکہ استقرار نطفہ زکیہ مصطفویہ در صدف رحم آمنہ رضی اللہ عنہا در ایام حج بر قول اصح بود در وسط ایام تشریق شب جمعہ بود وازیں جہت امام احمد حنبل رحمہ اللہ لیلۃ الجمعہ را افاضل تر از لیلۃ القدر دانستہ کہ خیرات و برکات و سعادات کہ در جنس این شب بر عالمیان و مومنان منفاز شدہ در ہیچ شبے نشدہ تا روز قیامت بلکہ تا ابد و اگر ہمیں جہت شب میلاد را افضل از شب قدر دارند نیز مے سزد و قد صرح بہ العلماء رحمہم اللہ"

اور اسی میں ہے "و عمل اہل مکہ معظمہ در زیارت کردن ایشاں موضع ولادت شریف را در آنچہ از آداب و اوضاع آن است در شب دوازدہم ربیع الاول روز دوشنبہ بودہ" انتہی

پس باینہمہ ثبوت تام انکار کرنے تجدید تعظیم و سرور میان ایام ہمجنس یوم تعظیم و سرور کو بجز کتمان حق یا عدم وقوف دلائل موثقہ کے اور کیا کہا جاوے۔ حالانکہ باینہمہ

تعیین یوم کو عاملین محفل ہذا سے کوئی ایسا نہ ہوگا کہ جو تعیین یوم وغیرہ کو فرض یا واجب جانتا ہو تا کہ مورد قباحت ہو بلکہ بلا تعیین یوم بھی یہ عمل شریف اکثر ہوتا رہتا ہے اور علی ہذا ایسے فعل مستحسنہ علماء و محدثین سلف و خلف کو مشابہ افعال قبیحہ کفار نابکار ٹھہرا کر حدیث مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ پڑھنے کو بجز تعصب کس بات پر محمول کیا جاوے۔ کسواسطے کہ اگر بنظر انصاف معنی تشابہ ممنوعہ کتب فقہ و اقوال محدثین سے بغور تمام سمجھ لئے جاتے تو پھر انشاء اللہ تعالیٰ یہ الفاظ کبھی زبان پر نہ آتے اور وہ یہ ہیں جو در مختار میں مذکور ہیں۔

قَالَ فِي دُرِّ الْمُخْتَارِ فِي جَوَابِ مَنْ قَالَ اِنَّ الْاِشَارَةَ بِالسَّبَّابَةِ بَيْنَ التَّشَهُّدِ يُتْرَكُ لِاَنَّ فِيْهَا تَشْبِيْهًا بِالرَّفَضَةِ الْفَجَرَةِ بِاَنَّ التَّشَبُّهَ بِاَهْلِ الْبِدَعِ عَلَى الْمَمْنُوْعِ اِنَّمَا يَكُوْنُ بِشَيْءٍ اِبْتَدَعُوْهُ اَوْ يَكُوْنُ مُخْتَصًّا بِهِمْ وَشِعَارِهِمْ اَمَّا غَيْرُهُ مَا يَكُوْنُ مَسْنُوْنًا اَوْ مَنْدُوْبًا اَوْ مُسْتَحْسَنًا شَرْعًا فَلَا اِعْتِبَارَ لِلتَّشَبُّهِ بِهِمْ وَلَوْ اُعْتُبِرَ ذٰلِكَ لَلَزِمَ تَرْكُ كَثِيْرٍ مِنَ السُّنَنِ وَالْمَنْدُوْبَاتِ لِاَنَّهُمْ يُشَارِكُوْنَ اَهْلَ السُّنَّةِ فِي كَثِيْرٍ مِنْ اَعْمَالِ الْعِبَادَاتِ وَكَذَا الْعَادَاتِ وَهٰذَا لَا يَقُوْلُهُ اَحَدٌ قَالَ وَالشَّيْءُ اِنْ كَانَ مَحْمُوْدًا فِي نَفْسِهِ لَا يَصِيْرُ مَذْمُوْمًا لِكَوْنِهِ سِمَةً لِاَهْلِ الْبِدَعِ وَيُؤَيِّدُ ذٰلِكَ مَا ذَكَرَهُ الشَّيْخُ الْاِمَامُ التُّوْرِبِشْتِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ فِي شَرْحِ الْمَصَابِيْحِ عِنْدَ شَرْحِ حَدِيْثٍ اُخْرِجَ

در مختار میں اُس شخص کے جواب میں ہے جو کہتا ہے کہ التحیات میں کلمہ کی انگلی کے ساتھ اشارہ نہ کرنا چاہئے اسواسطے کہ اشارہ میں رافضیوں کے ساتھ مشابہت ہوتی ہے۔ صاحب در مختار فرماتے ہیں کہ اہل بدعت کے ساتھ مشابہت حاصل کرنے سے ایسے امور میں منع کیا گیا ہے جسکو خاص انہوں نے نکالا ہو اور وہ اُنکی علامت اور شعار ہو گیا ہو۔ نہ اُن امور میں جو فی نفسہ سنت یا مستحب یا مستحسن ہوں ورنہ بہت سی سنت جسمیں ہمارے اُنکی شرکت ہے چھوڑنی پڑیگی جسکا کوئی بھی اہل علم سے قائل نہیں اور اسی قول کی تائید کرتا ہے وہ قول جو علامہ توربشتی سے شرح مصابیح میں شرح حدیث بیان اہل بدعت میں منقول ہے۔ کہ جب صحابہ کرام نے خارجیوں کی علامت دریافت فرمائی

قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ وَسَلَّمَ
مَا سِیْمَاھُمْ قَالَ الْحَلْقُ اَیْ بِھٰذَا الْبِنَاءِ
اِمَّا لِتَعْرِیْفِ مُبَالَغَتِھِمْ فِی الْحَلْقِ اَوْ لِاَنَّ
ھُمْ مِنْہُ قَدْ حَدَثَ بِہٖ تَنْبِیْھًا عَلٰی
اِمَارَتِھِمْ وَتَوْفِیْقًا عَلٰی شِعَارِھِمُ الظَّاھِرِ
وَلَیْسَ فِیْ ذٰلِکَ مَا یَدُلُّ عَلَی الْوَضْعِ مِمَّنْ
یَتَّخِذُ الْحَلْقَ وَاِلٰی فَقْدِ وَضْعِھِمْ بِکَثْرَۃِ
الصَّلٰوۃِ وَالصِّیَامِ کَمَا وَضْعُھُمْ بِالْحَلْقِ
وَالشَّیْءُ اِذَا کَانَ مَحْمُوْدًا فِیْ نَفْسِہٖ لَا
یَصِیْرُ مَذْمُوْمًا لِاسْتِنَانِ مَنْ یَسْتَنُّ بِہٖ
مِنْ اَھْلِ الزَّیْغِ فِیْ حَقِّ الْعُمُوْمِ وَاِنَّمَا یُذَمُّ
بِالتَّشَبُّہِ اِلَیْھِمُ الْعِوَجُ فِیْ قَصْدِھِمْ
وَفَسَادِ نِیَّتِھِمْ۔ انتھٰی۔ وَاَیْضًا فِیْہِ
فِیْ بَابِ مَا یُفْسِدُ الصَّلٰوۃَ اَلتَّشَبُّہُ
بِھِمْ لَا یُکْرَہُ فِیْ کُلِّ شَیْءٍ بَلْ فِی الْمَذْمُوْمِ
وَفِیْمَا یَقْصُدُ بِہِ التَّشَبُّہَ کَمَا فِی الْبَحْرِ۔ اھ
وَفِیْ شَرْحِہٖ رَدُّ الْمُحْتَارِ قَوْلُہٗ لِاَنَّ التَّشَبُّہَ
بِھِمْ لَا یُکْرَہُ فِیْ کُلِّ شَیْءٍ فَاِنَّا نَاْکُلُ وَ
نَشْرَبُ کَمَا یَفْعَلُوْنَ بَحْرٌ عَنْ شَرْحِ الْجَامِعِ
الصَّغِیْرِ لِقَاضِیْ خَانْ۔ انتھٰی۔ وَفِی
الذَّخِیْرَۃِ قُبَیْلَ کِتَابِ التَّحَرِّیْ قَالَ ھِشَامٌ
رَاَیْتُ عَلٰی اَبِیْ یُوْسُفَ رَحِمَہُ اللّٰہُ نَعْلَیْنِ
مَخْصُوْفَیْنِ بِمَسَامِیْرَ فَقُلْتُ اَتَرٰی

آپ نے فرمایا سر منڈوانا ہے یہ فرمانا آپ کا
اس بنا پر ہے کہ وہ سر منڈوانے میں مبالغہ
کرینگے اور انکے زمانہ امارت میں سر منڈوانا
انکا شعار ہوجاویگا نہ یہ کہ جو سر منڈوائے
وہ ہی خارجی قرار دیا جاۓ اور گمراہ کہا جاوے
حالانکہ انکی ایک علامت یہ بھی بیان کیگئی
ہے کہ وہ نماز روزہ کا اہتمام تمسے زیادہ
اور بہتر کرینگے. خلاصہ یہ ہے کہ اچھی بات
کسی بدعتی کے اختیار کر لینے سے بُری
نہیں ہوجاتی۔ بُری وہ ہی باتیں ہوتی ہیں
کہ جنسے وہ کجرو اور بدعتی کہلاۓ جاویں۔
اور اسی کتاب کے باب "مایفسد الصلوۃ" میں ہے
کہ بیشک تشبہ اہل کتاب کے ساتھ ہر بات
میں مکروہ نہیں ہے بلکہ انہیں باتوں میں
مکروہ ہے جو شرعاً فی الواقع مکروہ ہیں۔ یا
جب مکروہ ہے جب مقصود انکی صورت
بنانا ہو۔ ایسے ہی بحر الرائق میں ہے۔ درمختار کی
شرح ردالمحتار میں ہے کہ یہ جو درمختار
میں ہے کہ ہر بات میں انکے ساتھ مشابہت
مکروہ نہیں ہے اسواسطے فرمایا کہ جیسے
وہ کھاتے اور پیتے ہیں ہم بھی کھاتے پیتے
ہیں (البتہ انکے کھانے پینے کا طریق مکروہ ہے)
ایسا ہی بحر الرائق میں ہے شرح جامع صغیر قاضی خاں سے

بِهٰذَا الْحَدِیْدِ بَأْسًا قَالَ لَا قُلْتُ سُفْیَانُ وَثَوْرُ بْنُ یَزِیْدَ کَرِهَا ذٰلِكَ لِاَنَّ فِیْهِمَا تَشْبِیْهًا بِالرُّهْبَانِ فَقَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ یَلْبَسُ النِّعَالَ الَّتِیْ بِهَا شَعْرٌ وَاِنَّهَا مِنْ لِبَاسِ الرُّهْبَانِ فَقَدْ اَشَارَ اِلٰی اَنَّ صُوْرَةَ الْمُشَابَهَةِ فِیْمَا یَتَعَلَّقُ بِهٖ صَلَاحُ الْعِبَادِ لَا یَضُرُّ فَاِنَّ الْاَرْضَ مِمَّا لَا یُمْکِنُ قَطْعُ الْمَسَافَةِ الْبَعِیْدَةِ فِیْهَا اِلَّا بِهٰذَا النَّوْعِ اھ۔

اور کتاب النخری سے پہلے ذخیرہ میں ہے حضرت ہشام فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ آپ جوتیں کوکوں سے سلی ہوئی پہنے ہوئے ہیں۔ میں نے عرض کیا آپ کے نزدیک کیا ایسی جوتیوں کے پہننے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ فرمایا نہیں۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت سفیان ثوری اور ثور ابن یزید رحمہما اللہ تو مکروہ سمجھتے تھے اسواسطے کہ ایسی جوتیوں میں مشابہت لازم آتی ہے راہبوں کے ساتھ۔ آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالدار جوتی پہنتے تھے حالانکہ وہ بھی راہبوں کے لباس سے ہے۔ حضرت ہشام فرماتے ہیں کہ حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے اس فرمانے میں اشارہ ہے اس امر کیطرف کہ جن امور میں آدمیوں کی بہتری ہو اور بغیر ایسی جوتیوں کے سفر بعید طے کرنا مشکل ہو تو تا مشابہت لازم آنے میں کوئی حرج نہیں"۔

پس جبکہ روایات ہذا سے مضمون پر باحسن وجوہ واضح ہو چکا کہ تشبہ ممنوع افعال مختصہ کفار اور شعار فرق ضالہ بدعتیان نابکار میں ہے اور افعال مستحسنہ اور امور مندوبہ فی نفسہ لزوم مشابہت کسی فرقہ ضالہ سے زنہار مذموم نہیں ہو سکتی بلکہ مشابہت ممنوع اسوقت تک نہیں ہوتی جبتک کفار یا بدعتیوں سے مشابہت مقصود نہ ہو۔ تو اب جان لینا چاہئے کہ محفل تجدید تعظیم و سرور ولادت باسعادت سید الانبیاء کو مشابہ فعل ناشائستہ کفار شرار بمشابہت مذموم و ممنوع خیال کرنا محض خیال خام ہے کسواسطے کہ کسیکا اہل اسلام سے محفل ہذا میں ذرا بھی خیال نیت و قصد مشابہت فعل قبیحہ کفار نہیں ہوتا (نعوذ باللہ من ذالک) علاوہ بریں لزوم مشابہت کو شرکت بعض افعال قبیحہ میں ضرور ہے حالانکہ یہاں ایک امر میں بھی مشارکت نہیں پائی جاتی کسواسطیکہ

فعل کفار لا اعتبار سراسر مشتمل ہوتا ہے افعال کفر و شرک پر بخلاف فعل تقریر بزم ہذا سید الانبیاءؐ کے کہ استحباب ہر ایک امر کا امور متعاملہ بزم ہذا سے ثابت ہے بموجب احادیث و اقوال فقہاء و محدثین کے اور برتقدیر ثبوت استحباب ہر یک امور مذکور اگر مشابہت بھی لازم آجاتی تو بھی ممنوع و مذموم نہیں ہو سکتا تھا۔ کسواسطے کہ روایات مذکورہ میں گذر چکا ہے کہ امور مستحسنہ و مستحبہ فی نفسہ نفس مشابہت کیسکی فرق ضالہ سے بلانیت مشابہت ہرگز مذموم نہیں ہو سکتی بلکہ بعض افعال کفار کا تو بعض اوقات بجہت کسی عمدگی خاص کے خود شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مطلوب ہونا ثابت ہے مثل امر روزہ یوم عاشورہ کے بجہت روزہ رکھنے یہود کے اس دن میں بسبب نجات موسیٰ علیہ السلام کے اور مانند سیدھے رکھنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بالوں کو مثل اہل کتاب کی قبل نزول حکم مانگ کرنے کے ہاں البتہ یہ فعل تعظیم وغیرہ فرحت و نشاط مشابہ فعل ملائکہ تو ہے کسواسطے کہ ملائکہ باستماع خبر ولادت شریف کھڑے تھے اور یہاں صورت ہم بھی بوقت ذکر خیر ولادت حضرت رحمۃ للعالمین قبل از ولادت باسعادت مع ظہور نور نبوت بادشاہ انام بجہت اظہار تعظیم سید الانام و ذکر ظہور نور رسالت دست بستہ کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اور دیگر لوازم محفل شریف مثل عود سوزی و اہتمام فرش وغیرہ مشابہ ہیں ساتھ افعال امام مالک علیہ الرحمۃ کے چنانچہ روایت شاہد بریں مدعا گذر ہی چکی بریں تقدیر اب حدیث مذکور بدین طور پڑھنا لازم ہوا کہ بجہت قیام ملائکہ ہم بھی کھڑے ہوتے ہیں اور حصول مشابہت امام مالک علیہ الرحمۃ کو یہ جملہ تسلیم کیا جاتا ہے ومن تشبہ بقوم فھو منھم فقط بانہمہ اگر کوئی کہے کہ بموجب روایات ہذا تجدید تعظیم و سرور کا ہر سال تو کچھ مضائقہ نہیں بلکہ مستحب ہے مگر مراد تعظیم سے قول مذکورہ ملا علی قاری مستدلہ بآیۃ کریمہ میں فقط ذکر ولادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ساتھ کمال خشوع و خضوع معہ تقسیم شیرینی وغیرہ اسباب مسرت و نشاط ہے نہ بہ قیام متعارف اہل اسلام تو سنئے کہ علاوہ بر آنکہ مراد لفظ تعظیم مذکورہ قول ملا علی قاری علیہ الرحمۃ سے ہی قیام تعظیمی ہونا ثابت ہے بمقتضائے مقام ہذا بجہت تعارف قیام مذکور کے زمان قدیم سے پیش از زمانہ ملا علی قاری نیز ثابت ہے بدیں دلیل کہ تعظیم ہر وقت و ہر شئے کی جداگانہ

ہوتی ہے جیسی کہ عادت صحابہ کرام کی آپ کی حین حیات کرامت سماتیں تہی اور بعد وفات و نیز جملہ سلف صالح کی تعظیم ہر وقت و ہر شئے متعلقہ بآنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں مختلف تھی جیسا کہ شفاء قاضی عیاض میں مروی و ماثور ہے اور اسکے مطالعہ کرنیوالے پر اظہر الظہور ہے۔ اور نیز دیگر کتب سیر میں۔ چنانچہ اولاً مختصراً بعض روایات مبالغہ فی التعظیم صحابہ مختلف بحین حیات کہ جسکا سابق میں وعدہ بھی کیا گیا تھا شفاء قاضی عیاض سے بطور نمونہ بیان ہوتی ہیں۔

بیان تعظیم صحابہ کا بوقت حضوری حضور اور محبت صحابہ کا آپ کے کھنکار۔ تھوک اور غسالہ کے ساتھ

رَوٰی اُسَامَۃُ ابْنُ شَرِیْکٍ قَالَ اَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابُہٗ حَوْلَہٗ کَاَنَّمَا عَلٰی رُؤُسِہِمُ الطَّیْرُ وَقَالَ عُرْوَۃُ بْنُ مَسْعُوْدٍ حِیْنَ وَجَّھَہٗ قُرَیْشٌ عَامَ الْقَضِیَّۃِ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَرَاٰی مِنْ تَعْظِیْمِ اَصْحَابِہٖ لَہٗ مَا رَاٰی وَاَنَّہٗ لَایَتَوَضَّاُ اِلَّا ابْتَدَرُوْا وَضُوْءَہٗ وَکَادُوْا یَقْتَتِلُوْنَ عَلَیْہِ وَلَا یَبْصُقُ بُصَاقًا وَلَا یَتَنَخَّمُ نُخَامَۃً اِلَّا تَلَقَّوْھَا بِاَکُفِّھِمْ فَدَلَکُوْا بِھَا وُجُوْھَھُمْ وَاَجْسَادَھُمْ وَلَا تَسْقُطُ مِنْہُ شَعْرَۃٌ اِلَّا ابْتَدَرُوْھَا وَاِذَا اَمَرَھُمْ بِاَمْرٍ ابْتَدَرُوْا اَمْرَہٗ وَاِذَا تَکَلَّمَ خَفَضُوْا اَصْوَاتَھُمْ عِنْدَہٗ وَمَا یُحِدُّوْنَ اِلَیْہِ النَّظَرَ تَعْظِیْمًا لَہٗ فَلَمَّا رَجَعَ اِلٰی قُرَیْشٍ قَالَ یَا مَعْشَرَ قُرَیْشٍ

حضرت اسامہ فرماتے ہیں کہ میں جب جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں حاضر ہوا میں نے آپ کے اصحاب کو بتقاضائے ادب آپ کے گرد گردن جھکائے اسطرح بیٹھا دیکھا کہ گویا انکے سروں پر پرند جانور بیٹھے ہیں (اور وہ ڈرتے ہیں کہ حرکت کرنے سے اڑ نہ جاویں) اور فرماتے ہیں عروۃ بن مسعود کو حدیبیہ میں جب قریش نے آپ کی خدمت میں بھیجا اور اس نے آپکے اصحاب کو آپکی بیحد تعظیم کرتے دیکھا اور دیکھا کہ آپکا وضوء کا پانی زمین پر نہیں گرنے پاتا اور نہ تھوک اور نہ سنک مگر اسکے لینے کو اتنا جھپٹتے تھیں کہ آپس میں ایک دوسرے پر گرا پڑتا ہے اور آپکے کھنکار تھوک سنک آب وضوء کو

إِنِّي جِئْتُ كِسْرٰى فِي مُلْكِهٖ وَقَيْصَرَ فِي مُلْكِهٖ وَالنَّجَاشِيَّ فِي مُلْكِهٖ وَإِنِّي وَاللّٰهِ مَا رَأَيْتُ مَلِكًا فِي قَوْمِهٖ قَطُّ مِثْلَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَصْحَابِهٖ وَفِي رِوَايَةٍ وَإِنْ رَأَيْتُ مَلِكًا قَطُّ يُعَظِّمُهٗ أَصْحَابُهٗ كَمَا يُعَظِّمُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصْحَابُهٗ

ہاتھوں میں لیکر اپنے مونھ اور جسموں پر ملتے ہیں اور جب کوئی آپکا موئے مبارک گرتا ہے تو آپسمیں لینے کو جھپٹتے ہیں اور جب آپ کوئی امر فرماتے ہیں اسکی اطاعت میں ایک پر ایک گرتا ہے۔ اور جب آپ سے بات کرتے ہیں نہایت پست آواز سے بات کرتے ہیں اور بوجہ تعظیم آپ کیطرف تیز نگاہ سے نہیں دیکھتے تھے عروہ نے آپ کی خدمت سے لوٹ کر قریش سے جا کر کہا کہ میں کسریٰ کے ملک میں کسریٰ کے پاس اور قیصر کے ملک میں قیصر کے پاس اور نجاشی کے ملک میں نجاشی کے پاس گیا ہوں مگر میں نے خدا کی قسم کسی بادشاہ کو اپنی قوم میں اس شان و عظمت کے ساتھ نہیں دیکھا جس شان کے ساتھ میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے اصحاب کے درمیان میں دیکھا اور کسی بادشاہ کی اتنی تعظیم ہوتے نہیں دیکھی جتنی آپ کی تعظیم آپ کے اصحاب کرتے تھے۔"

دیکھو اس روایت سے مبالغہ فی تعظیم النبی صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کا کسقدر ظاہر و باہر ہے۔

بیان تعظیم صحابہ کا وقت تشریف بری حضور صلی اللہ علیہ وسلم و نیز تعظیم کیخانہ

رَوَى أَبُو دَاوٗدَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَدِّثُنَا فَإِذَا قَامَ قُمْنَا قِيَامًا حَتّٰى نَرَاهُ قَدْ دَخَلَ بَعْضَ بُيُوْتِ أَزْوَاجِهٖ

اور ابو داؤد میں ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان میں نصیحت فرماتے رہتے جب آپ بارادہ تشریف بری کھڑے ہوتے تو ہم سب کھڑے ہو جاتے اور جبتک آپ اپنے بعض ازواج مطہرات کے گھر میں داخل نہ ہو جاتے اور ہمکو نظر آتے رہتے اسوقت تک ہم کھڑے رہتے۔"

اور قسطلانی شرح بخاری کی جلد نہم میں ہے اسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ سے بسند قوی کہ کھڑے ہوئے ہم واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور بوسہ دیا ہمنے

آپ کے ہاتھ کو۔ اور فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا جب آپ انکے ہاں تشریف لیجاتے تو قیام کیا کرتی تھیں۔ اور بموجب آیۂ کریمہ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ جسکے معنے تبالغوا فی تعظیمہ ہیں۔ انصار نعت سے خبر تشریف آوری حضور سنتے ہی بقدر مبالغہ قیام تعظیمی میں منقول ہے کہ خبر تشریف آوری رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مدینہ طیبہ کیطرف سنکر محض امید آمد آمد پر بلاناغہ صبح سے دوپہر ڈھلنے تک حضور کے انتظار میں بمقتضاء محبت و تعظیم جسطرف سے مکہ کے قافلے آیا کرتے تھے مدینہ طیبہ سے باہر کھڑے رہتے تھے جسکی تفصیل عنقریب آئیگی۔ یہ روایت مشکوۃ شریف میں موجود ہے۔

بیان بے ایمان ہو جانیکا آپکے سامنے بلند کرنے آواز سے یا آپکے احکام میں دخل دینے سے

وَفِی الشِّفَاءِ فِی الْبَابِ الثَّالِثِ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی۔ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰہِ وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰہَ اِنَّ اللّٰہَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ۝ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ کَجَهْرِ بَعْضِکُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُکُمْ۔ قَالَ فِی تَفْسِیْرِ الْاٰیَةِ الْاُوْلٰی وَنَهْیٌ عَنِ التَّقَدُّمِ بَیْنَ یَدَیْهِ بِالْقَوْلِ وَسُوْءِ الْاَدَبِ بِسَبْقِهٖ بِالْکَلَامِ عَلٰی قَوْلِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَغَیْرِهٖ قَالَ السُّلَمِیُّ اِتَّقُوا اللّٰہَ فِیْ اِهْمَالِ حَقِّهٖ وَتَضْیِیْعِ حُرْمَتِهٖ اِنَّهٗ سَمِیْعٌ لِقَوْلِکُمْ عَلِیْمٌ بِفِعْلِکُمْ ثُمَّ نَهَاهُمْ عَنْ رَفْعِ الصَّوْتِ فَوْقَ صَوْتِهٖ وَالْجَهْرِ لَهٗ بِالْقَوْلِ کَمَا یَجْهَرُ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ وَیَرْفَعُ صَوْتَهٗ قَالَ اَبُوْ مُحَمَّدٍ مَکِّیٌّ اَیْ لَا تُسَ

وقال الماوردی [illegible]

باب سوئم شفا میں ہے فرمایا اللہ جلشانہ نے اے ایمان والو مت آگے بڑھو تم اللہ و رسول سے اور ڈرو اللہ سے بیشک اللہ سننے والا جاننے والا ہے۔ اور اے ایمان والو مت بلند کرو تم اپنی آوازوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز پر اور نام لیکر مت پکارو آپ کو جیسے آپسمیں ایک دوسرے کو پکارتے ہو ورنہ تمہارے تمام عمل نیست و نابود اور حبط ہو جاوینگے۔ حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما وغیرہ مفسرین فرماتے ہیں کہ آیۂ اول میں آپ کے آگے چلنے سے ممانعت ہے اور آپ کے کلام میں دخل دینے سے اور یہی قول ماوردی علیہ الرحمۃ کا ہے۔ علامہ سلمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بعد آیۃ لا تقدموا کے جو فرمایا اِتَّقُوا اللّٰہَ اسکے معنے

بالکلام ولا تغلظوا له بالخطاب ولا
تنادوه باسمه نداء بعضکم لبعض
ولکن عظموه ووقروه ونادوه باشرف
ما ینادی یا رسول اللہ صلی اللہ
علیه وسلم یا نبی اللہ صلی اللہ علیه
وسلم وروی ان ابا بکر لما نزلت
هذه الایة قال واللہ یا رسول اللہ
صلی اللہ علیک وسلم لا اکلمک
بعدها ابدا الا کاخی السرار وان
عمر رضی اللہ عنه کان اذا حدثه
حدثه کاخی السرار ما کان یسمع
رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم بعد
هذه الایة حتی یستفهمه ۔ انتهی ملخصا

یہ ہیں کہ ڈرو اللہ سے سستی سے آپ کے
حق ادا کرنے میں اور آپ کی تعظیم اور حرمت
میں کوتاہی کرنے سے بیشک اللہ سننے
والا ہے تمہارے اقوال کو اور جاننے والا
ہے تمہارے افعال کو بعد اسکے تفصیلا
بیان فرمادیا کہ آپ کے حضور میں تمہاری
آواز تک بلند نہ ہونے پاوے ایسا ہی
علامہ ابو محمد مکی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں اور
مروی ہے کہ اس آیت کو سنکر حضرت
ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ
قسم ہے اللہ کی یا رسول اللہ صلی اللہ
علیک اب میں کبھی حضور کے سامنے
ذرا بھی اونچی آواز سے بات نہ کرونگا
اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی حضور میں ایسی پوشیدہ طور پر بات کرتے کہ بعض
اوقات دوبارہ پوچھنے کی ضرورت پڑتی ۔

اور جس کسیکو زیادہ توضیح منظور ہو تو چاہئے کہ رجوع کرے طرف شفاء وغیرہ دیگر
کتب سیر و حدیث کی جب تعظیم صحابہ بحین حیات بیان ہو چکی تو اب سنئے بیان تعظیم
صحابہ و سلف صالح اہل زمانہ مشہود بالخیر کا اور اقوال انکے درباره تعظیم بعد وفات
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت ذکر اسم مبارک اور وقت بیان کلمات معجز
سمات اور وقت حضوری مسجد شریف اور ساتھ اماکن قیام و قعود آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے۔ اور کیوں نہ ہو حالانکہ تمام اہلسنت والجماعت متفق ہیں اثبات
پر حرمت و توقیر و تعظیم آپ کی بعد وفات بعینہٖ مثل تعظیم حین حیات ہی ہے
چنانچہ شفاء میں ہے۔

وَاعْلَمْ اَنَّ حُرْمَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ بَعْدَ مَوْتِهٖ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَتَوْقِيْرَهٗ وَتَعْظِيْمَهٗ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لَازِمٌ كَمَا كَانَ حَالَ حَيٰوتِهٖ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ وَذَالِكَ عِنْدَ ذِكْرِهٖ اَوْ ذِكْرِ حَدِيْثِهٖ
وَسُنَّتِهٖ وَسِمَاعِ اِسْمِهٖ وَسِيْرَتِهٖ
وَمُعَامَلَةِ اٰلِهٖ وَعِتْرَتِهٖ ۔ انتهى ۔
وَفِي الشِّفَاءِ قَالَ اَبُوْ اِبْرَاهِيْمَ التُّجِيْبِيُّ
رَحِمَهُ اللهُ وَاجِبٌ عَلٰى كُلِّ مُؤْمِنٍ مَتٰى ذَكَرَهٗ
اَوْ ذُكِرَ اِسْمُهٗ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَخْضَعَ
وَيَخْشَعَ وَيَتَوَقَّرَ وَيَسْكُنَ مِنْ حَرَكَتِهٖ وَ
يَاْخُذَ فِيْ هَيْبَتِهٖ وَاِجْلَالِهٖ بِمَا كَانَ يَاْخُذُ
بِهٖ نَفْسَهٗ لَوْ كَانَ بَيْنَ يَدَيْهِ وَيَتَاَدَّبَ
بِمَا اَدَّبَنَا اللهُ بِهٖ قَالَ الْقَاضِيْ اَبُو الْفَضْلِ
رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَهٰذِهٖ كَانَتْ سِيْرَةَ
سَلَفِنَا الصَّالِحِ وَاَئِمَّتِنَا الْمَاضِيْيِنَ
رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ وَفِيْهِ بَعْدَ ذِكْرِ السَّنَدِ
الطَّوِيْلِ ثَنَا حُمَيْدٌ قَالَ نَاظَرَ اَبُوْ جَعْفَرٍ
اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ مَالِكًا فِيْ مَسْجِدِ رَسُوْلِ
اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهٗ
مَالِكٌ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَا تَرْفَعْ صَوْتَكَ
فِيْ هٰذَا الْمَسْجِدِ قَالَ اللهُ تَعَالٰى
اَدَّبَ قَوْمًا فَقَالَ تَعَالٰى لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَكُمْ

جان لینا چاہئے کہ بعد وفات کے بھی
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت اور
توقیر و تعظیم ویسی ہی لازم ہے جیسی وقت
ظاہری حیات کے لازم تھی۔ آپکا نام آپکی
حدیث آپکا ذکر آپکی خصلتیں آپکے معاملات
آپ کی آل و اولاد ذکر سننے کے وقت"۔
جیسے کہ شفاء وغیرہ کتب سیر میں منقول ہے۔
اور نیز شفاء میں ہے حضرت ابو ابراہیم
تجیبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ہر مومن پر واجب ہے
کہ جب آپکا نام یا آپکا ذکر سنے بے حس
و حرکت ہو کر اسقدر ہیبت اور عظمت
آپ کی ظاہر کرے جیسی آپکی حضوری
میں ظاہر کرنا واجب تھا قاضی ابو الفضل
رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہی خصلت تھی ہمارے
سلف صالح اور ہمارے ائمہ کرام کی اور
شفاء ہی میں بعد ذکر کرنے لمبی سند کے ہے
فرماتے ہیں کہ حضرت حمید سے روایت ہے
کہ ابو جعفر امیر المؤمنین نے مسجد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم میں جب کسی امر میں مناظرہ
کیا اور ابو جعفر بلند آواز سے بات کرنے لگے
امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا کہ امیر المؤمنین
کو مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آواز
بلند کرنا روا نہیں اللہ جلشانہ مومنین کو ادب

فوق صوت النبي صلى الله عليه
وسلم ومدح قوما فقال تعالى
ان الذين يغضون اصواتهم عند
رسول الله صلى الله عليه وسلم الآية
وذم قوما فقال ان الذين ينادونك
من وراء الحجرات الآية وان حرمته
ميتا كحرمته حيا فاستكان لها ابو
جعفر وقال يا ابا عبد الله استقبل
القبلة ام استقبل رسول الله صلى
الله عليه وسلم فقال ولم تصرف
وجهك عنه وهو وسيلتك ووسيلة
ابيك آدم عليه السلام عند الله
يوم القيامة بل استقبله واستشفع
به فيشفعك الله فيه وقال مصعب
ابن عبد الله وكان مالك اذا ذكر
النبي صلى الله عليه وسلم يتغير
لونه وينحني حتى يصعب ذالك على
جلسائه فقيل له يوما في ذالك
فقال لو رأيتم ما رأيت لما انكرتم
على ما ترونه لقد كنت ارى محمد
ابن المنكدر وكان سيد القراء
لا نسأله عن حديث ابدا الا يبكي
حتى يرحمه الناس وقال مالك

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سکھلاتا ہے اور فرماتا
ہے مت بلند کرو تم اپنی آوازوں کو ہمارے نبی
کی آواز پر اور جو لوگ آپ کے حضور میں
پست آواز سے باتیں کرتے تھے انکی اسطرح
تعریف فرماتا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ
اَصْوَاتَھُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ الآیۃ اور
آپ کو بلند آواز سے پکارنیوالوں کی شان
میں بطریق مذمت فرماتا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ
یُنَادُوْنَکَ مِنْ وَّرَاءِ الْحُجُرَاتِ الآیۃ اور خبردار
رہو کہ آپ کی حرمت و تعظیم ویسی ہی لازم
ہے جیسی حین حیات میں تھی۔ یہ سنکر
امیر المومنین ابوجعفر نے نہایت عجز ونیاز
سے گردن جھکا لی اور عرض کیا کہ اے امام
مدینہ ابو عبداللہ امام مالکؒ میں قبلہ کی
طرف منہ کر کے بیٹھوں یا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کیطرف۔ فرمایا آپکیطرف سے
منہ کیوں پھیرتے ہو حالانکہ آپ تمہارے
اور تمہارے باپ آدم علیہ السلام کے
وسیلہ ہیں اللہ کے نزدیک قیامت کے
دن۔ لہذا آپ کیطرف منہ کرو اور آپ
ہی سے شفاعت طلب کرو اللہ آپ کی
شفاعت تمہارے حق میں قبول کرتا ہے
مصعب بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ وقت

جاء رجل الی ابن المسیب فسألہ عن
حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
وھو مضطجع فجلس وحدثہ فقال لہ
الرجل وددت انک لم تتعب فقال
انی کرھت ان احدثک عن رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم وانا مضطجع قال
ابو مصعب بن عبد اللہ کان مالک
ابن انس اذا حدث عن رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم توضأ وتھیأ ولبس
ثیابہ ثم یحدث قال ابو مصعب
فسئل عن ذالک فقال انہ حدیث
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال
مطرف کان اذا اتی الناس مالکا خرجت
الیھم الجاریۃ فتقول لھم یقول لکم
الشیخ تریدون الحدیث او المسائل
فان قالوا المسائل خرج الیھم وان
قالوا الحدیث دخل مغتسلہ واغتسل
وتطیب ولبس ثیابا جددا وتعمم
ووضع علی راسہ ردائہ وتلقی
منصتہ فیخرج فیجلس علیھا وعلیہ
الخشوع ولا یزال یتبخر بالعود حتی یفرغ
من حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم قال غیرہ ولم یکن یجلس

سننے ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
امام مالک رحمہ اللہ کا رنگ بدلجاتا تھا۔
اور اتنا جھکتے تھے کہ اہل مجلس پر شاق
گذرتا تھا جب اس معاملہ میں آپ سے
عرض کیا گیا فرمایا اگر تم ان لوگوں کو دیکھتے
جنکو مینے دیکھا ہے تو تم پر میرا یہ فعل شاق
نہ گزرتا۔ میں نے حضرت حمید بن منکدر
کو جو عالموں اور قاریوں کے سردار تھے
دیکھاہے کہ کبھی انسے کوئی حدیث نہیں
پوچھی گئی مگر آپکا نام سنتے ہی اسقدر
روتے تھے کہ جو دیکھتا انپر رحم کرتا امام
مالک فرماتے ہیں کہ حضرت ابن المصعب
رضی اللہ عنہ لیٹے ہوئے تھے کسی نے
آپ سے آکر حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم پوچھی۔ آپ فوراً ادب سے بیٹھ گئے اور
حدیث بیان کی۔ سایل نے عرض کیا کہ
آپ نے اتنی تکلیف کیوں فرمائی کہ بیٹھ
گئے آپ نے فرمایا میں مکروہ سمجھتا ہوں کہ
حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیٹے
لیٹے بیان کروں۔ حضرت ابو مصعب
ابن عبد اللہ فرماتے ہیں کہ امام مالک رحمۃ
اللہ علیہ جب حدیث رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم بیان فرماتے تو اول وضو کرتے

عَلٰی تِلْكَ الْمِنَصَّةِ اِلَّا اِذَا حَدَّثَ عَنْ
رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ
سَأَلَهٗ جَرِيْرُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ
الْقَاضِيْ عَنْ حَدِيْثٍ وَهُوَ قَائِمٌ فَأَمَرَ
بِحَبْسِهٖ فَقِيْلَ لَهٗ اِنَّهٗ قَاضٍ فَقَالَ
الْقَاضِيْ اَحَقُّ مَنْ اُدِّبَ وَذُكِرَ اَنَّ هِشَامَ
ابْنَ الْغَازِيْ سَأَلَ مَالِكًا عَنْ حَدِيْثٍ
وَهُوَ وَاقِفٌ فَضَرَبَهٗ عِشْرِيْنَ سَوْطًا
ثُمَّ اَشْفَقَ لَهٗ فَحَدَّثَهٗ عِشْرِيْنَ حَدِيْثًا
فَقَالَ هِشَامٌ وَدِدْتُ لَوْ زَادَنِيْ سِيَاطًا
وَيَزِيْدُنِيْ حَدِيْثًا وَفِي الشِّفَاءِ قَالَ
نَافِعٌ كَانَ ابْنُ عُمَرَ يُسَلِّمُ عَلَى الْقَبْرِ
رَأَيْتُهٗ مِائَةَ مَرَّةٍ اَوْ اَكْثَرَ يَجِيْءُ اِلَى
الْقَبْرِ فَيَقُوْلُ اَلسَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالسَّلَامُ عَلٰی اَبِيْ بَكْرٍ
وَالسَّلَامُ عَلٰی اَبِيْ حَفْصٍ وَرَأَيْتُ وَاضِعًا
يَدَهٗ عَلٰی مَقْعَدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ مِنَ الْمِنْبَرِ ثُمَّ وَضَعَهَا عَلٰی وَجْهِهٖ

پھر حاضری دربار کا سامان کرکے کپڑے پہنتے
پھر حدیث بیان فرماتے جب آپ سے اس
اہتمام کا سوال کیا گیا تو فرمایا حدیث بیان
کرنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بات
کرنا ہے۔ حضرت مطرف فرماتے ہیں کہ
جب امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت
میں لوگ آتے آپ لونڈی کی معرفت
دریافت فرماتے کہ حدیث سننے آئے
ہو یا مسئلہ دریافت کرنے۔ اگر وہ کہتے
مسئلہ دریافت کرنے تو آپ باہر تشریف
لاکر مسئلہ کا جواب دیدیتے اور اگر وہ کہتے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سننے کو تو آپ
غسل فرماتے خوشبو لگاتے نئے کپڑے
پہنتے عمامہ زیب سر فرماتے اسکے اوپر
چادر اوڑھتے پھر خاص چوکی پر نہایت خشوع
وخضوع کے ساتھ جلوہ افروز ہوتے اور
جبتک حدیث بیان فرماتے عود وغیرہ
خوشبو کی چیز جلاتے رہتے۔ بعض کا قول ہے

کہ یہ چوکی خاص بیان کرنے احادیث ہی کے واسطے تھی۔ جریر ابن عبد الحمید ابن عبد اللہ
قاضی نے کھڑے کھڑے جو آپ سے ایک بار حدیث پوچھی آپ نے فرمایا اس بے ادب
کو قید کردو۔ لوگوں نے عرض کیا یہ قاضی ہے فرمایا قاضی ادب دئے جانے کا زیادہ
حقدار ہے۔ اسیطرح ہشام ابن غازی نے جو کھڑے کھڑے ایک دن آپ سے حدیث
دریافت کی اُسکے بیس درے لگوائے اور پھر رحم کرکر بیس ہی حدیث اُسکو ادب سے سنائیں

بعد سننے احادیث کے حضرت ہشام نے عرض کیا کہ کاش آپ اس سے زیادہ چابک لگاتے اور اس سے زیادہ احادیث سنا دیتے تو بہتر ہوتا۔ اور شفا رہی میں ہے کہ حضرت نافع فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سو بار بلکہ اس سے زیادہ قبر مبارک پر حاضر ہوتے تھے اور اسطرح عرض کیا کرتے تھے۔ اَلسَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالسَّلَامُ عَلٰى اَبِيْ بَكْرٍ وَالسَّلَامُ عَلٰى اَبِيْ حَفْصٍ۔ اور ایک دن آپ کو دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹھنے کی جگہ پر ہاتھ رکھ کر اپنے منہ پر پھیرتے تھے"۔ سبحان اللہ صحابہ کا تو یہ حال تھا مگر آجکل اگر کوئی ایسا کرے تو نزد وہابیہ تو بالکل مشرک یا بدعتی ہو جاوے۔ استغفر اللہ من ذالک۔ اور ابو عبداللہ بوصری رضی اللہ عنہ آپکی تعریف میں فرماتے ہیں۔ شعر

يَا اَكْرَمَ الْخَلْقِ مَالِيْ مَنْ اَلُوْذُ بِهٖ	کیوں نہ پکڑوں پناہ میں تم سے
سِوَاكَ عِنْدَ حُلُوْلِ الْحَادِثِ الْعَمَمِ	وقت آنے بلا کے اے شاہا

اور حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ شاعر النبی صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں بعد وفات آپکی کے۔ شعر

مَا بَالُ عَيْنِيْ لَا تَنَامُ كَاَنَّمَا	اڑ گیا کیوں میری آنکھوں سے ہے خواب راحت
كُحِلَتْ مَاٰقِيْهَا بِكُحْلِ الْاَرْمَدِ	کیوں ہیں بیخوابی کے سرمے سے مکحل آنکھیں
جَزَعًا عَلَى الْمَهْدِيِّ اَصْبَحَ ثَاوِيًا	ہے فراق شہ بطحا میں یہ میری حالت
يَا خَيْرَ مَنْ وَطِئَ الْحَصَا لَا تَبْعُدِ	کاش ہر لحظہ تمہیں دیکھتی رہتی آنکھیں

اور نیز جذب القلوب میں قصہ بلال رضی اللہ عنہ میں ہے۔ "چوں بقبر شریف رسید گریہ کرد و روئے بخاک نیاز مالید"۔ پس جب روایات گذشتہ سے ثابت ہو چکا کہ تعظیم کلام اور ہے اور تکریم سماع اسم ذوی الاکرام اور تو قیر حضوری مسجد ملائک قیام اور ہے اور تعظیم اماکن متبرکہ متعلقہ سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام اور۔ پس علی ہذا القیاس جان لینا چاہئے کہ تعظیم وقت تشریف آوری کے قیام متعاملہ متعارفہ اہل اسلام ہے کہ واسطے کہ تعظیم سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی وقت رونق افروزی کے من اختراعی ہیں

مسلمین و مؤمنین حاضرین اُسوقت سے کہ بجز ملائکہ کرام کے اُسوقت فیض و برکت میں اور کوئی نہ تھا ہمیں یہ ثابت ہے کہ ملائکہ و طائفہ حوران بہشت و حضرت آسیہ و مریم قبل از ولادت تا ظہور نور حضور کھڑے تھے۔ کما مر ؛

دلیل خامس۔ جملہ اہل بصیرت پر ظاہر ہے کہ متبوع تابع سے افضل ہوتا ہے اور حقوق متبوع حقوق تابع پر مقدم اور یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ تعظیم ذکر احادیث اور اسم مبارک و دیگر اشیاء متعلقہ بآنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام بعد وفات حضوری و غیبت میں مثل تعظیم احادیث بوقت حضور حین حیات میں ہے اور حدیث وغیرہ تابع ذات ہیں۔ جب ذکر تابع کی تعظیم وہی بلکہ زیادہ تر اُس سے جو کہ حین حیات میں تھی ثابت ہو چکی تو ذکر متبوع یعنے ظہور نور ذات اقدس کے تعظیم بدرجہ اولی ثابت ہو گئی اور وہ یہی قیام ہے جو بغرض اظہار فرحت صحابہ ہے اور کھڑے رہنے ملائکہ سے پے تعظیم ذکر ولادت سید الانام اُسوقت میں ثابت ہے پھر اب بھی باوصف انہیہ دلائل واضح اگر کسی صاحب کو یہ شک مشکوک وہم میں ڈالے کہ مطلق تجدید قیام میں تو بدیں مناسبت مذکورہ کچھ حرج نہیں بلکہ اسعد مستحسنہ ہے لیکن منع تو ہم بدیں جہت کرتے ہیں کہ فی زماننا ہذا عامۃ الناس اُسوقت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر ناظر سمجھکر کھڑے ہوتے ہیں اور حاضر ناظر سمجھنا غیر خدا کو شرک ہے تو جواب اسکا یہ ہے کہ لفظ حاضر ناظر سے اگر حضور و نظور بالذات حضور و نظور باریتعالی ہر وقت و لحظہ مراد ہے تو یہ عقیدہ محض غلط و مفضی الی الشرک ہے الا اہل اسلام میں یہ عقیدہ کسی جاہل اجہل کا بھی نہ ہوگا۔ استغفر اللہ من ذالک۔ اور اگر معنے حاضر و ناظر یہی ہیں کہ روح پر فتوح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بوقت ذکر ولادت شریف رونق افروز محفل ہوتی ہے یا اُسوقت خاص میں بسبب کثرت درود و سلام آپکو اس محفل مقدس کیطرف ایک توجہ خاص کہ موجب کشف جملہ احوال قائمین ہو ہو جاتی ہے تو عامۃ الناس نہیں بلکہ خاصۃ الناس بعض علماء اولیاء سلف سے بھی خاص یہ عقیدہ ثابت ہے چنانچہ ذیل میں بعض علماء اہل حرمین شریفین مندرجہ رسالہ احسن الکلام فی جواز المولد والقیام میں کہ انشاء اللہ تعالی آخر میں بطور سند نقل کیا جاویگا یہ عقیدہ علماء سلف کا ہونا فتوی محمد بن یحیی مفتی الحنابلہ فی المکۃ المعظمہ

یہی ثابت ہے مگر اولاً از روئے تفاسیر و کتب عقائد معنی شرک سمجھ لینا چاہئے تاکہ پھر ایراد
شبہہ لزوم شرک کا وہم بھی خاطر منصفین میں خطور نہ کرے اور وہ غیر اللہ کو شریک ٹھہرانا ہے
ساتھ اللہ جل مجدہٗ کے وجوب وجود یا مستحق عبادت ہونے میں۔

كَمَا فِي شَرْحِ الْعَقَائِدِ النَّسَفِيِّ اَلْاِشْرَاكُ وَهُوَ اِثْبَاتُ الشَّرِيْكِ فِي الْاُلُوْهِيَّةِ بِمَعْنَى وُجُوْبِ الْوُجُوْدِ كَمَا لِلْمَجُوْسِ اَوْ بِمَعْنَى اِسْتِحْقَاقِ الْعِبَادَةِ كَمَا لِعَبَدَةِ الْاَصْنَامِ وَكَذَا فِي تَفْسِيْرِ الْمَظْهَرِيْ لِلْقَاضِيْ ثَنَاءُ اللّٰهِ پَانِيْ پَتِيْ عَلَيْهِ الرَّحْمَةُ تَحْتَ قَوْلِهٖ تَعَالٰى اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ فِيْ وُجُوْبِ الْوُجُوْدِ اَوِ الْعِبَادَةِ اِذَا مَاتَ وَهُوَ مُشْرِكٌ انتہی۔

چنانچہ شرح عقائد نسفی میں ہے شرک اللہ کے واسطے ساجی بنانا ہے کسی غیر کو مثل اللہ کی واجب الوجود سمجھکر جیسے مجوسیوں کا عقیدہ ہے کہ (بھلائیوں کے پیدا کرنیوالے کو واجب الوجود اور یزداں کہتے ہیں اور برائیوں کے پیدا کرنیوالے کو واجب الوجود اور اہرمن) یا شرک نام غیر اللہ کو مستحق عبادت سمجھ لینے کا نام ہے (یعنے غیر اللہ کے سامنے عجز و نیاز اور سر جھکانے کے
ساتھ اس عقیدہ سے پیش آوے کہ میرے جسم و جان اور موت و زندگی کا غیر خدا ایسا
ہی مالک ہے جیسا اللہ مثل بت پرستوں کے) اور ایسا ہی تفسیر مظہری میں قاضی ثناء اللہ پانی
پتی علیہ الرحمۃ آیۃ کریمہ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ کے تحت میں تحریر فرماتے ہیں۔

اور یا معنے شرک یہ ہیں کہ اللہ کی صفات ہیں کہ جملہ صفات اُسکی قدیم ہیں یعنی ہمیشہ سے
ہیں اور ہمیشہ رہینگی اور ہر وقت اور ہر لحظہ میں وہ متصف ہے ساتھ اُن صفات مقدسہ
کے اور معدوم ہونا ایک صفت کا بھی اس ذات پاک سے یک آن ہیں بھی محال ہے

كَمَا فِي شَرْحِ الْعَقَائِدِ النَّسَفِيِّ وَلَهُ صِفَاتٌ اَزَلِيَّةٌ قَائِمَةٌ بِذَاتِهٖ وَفِي قَصِيْدَةِ اللَّامِيَّةِ

شعر
صِفَاتُ الذَّاتِ وَالْاَفْعَالِ طُرًّا
قَدِيْمَاتٌ مَصُوْنَاتُ الزَّوَالِ

چنانچہ شرح عقائد نسفی میں ہے کہ اللہ کی صفتیں سب ازلی ہیں جو بغیر حاصل کئے ہمیشہ سے اُسکی ذات کیساتھ قائم ہیں۔ اور قصیدہ لامیہ میں ہے۔ شعر
سب اُسکے فعل اور سب اسکی صفات پاک
ساری قدیم ہیں کہ زوال اُنکا ہے محال"

غیر اللہ کو شریک کرنا اور مثل صفات قدیم باریتعالیٰ غیر اللہ کے واسطے صفات قدیمہ ثابت کرنا

كَمَا فِي تَفْسِيْرِ اَبُوْ سَعُوْد تَحْتَ قَوْلِهٖ تَعَالٰى سُبْحَانَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ تَنْزِيْهًا لَّهٗ تَعَالٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ بِهٖ تَعَالٰى اَوْعَنْ مَا اَشْرَكُوْهُ عَلٰى اَنَّهٗ وَصِفَاتِهِ الَّتِيْ لَا يُمْكِنُ التَّشْرِيْكُ لَهٗ تَعَالٰى فِيْ شَيْءٍ مِنْهَا شَيْءٌ مَا اَصْلًا۔

چنانچہ تفسیر ابو سعود میں تحت آیۂ کریمہ سبحان اللہ عما یشرکون کے ہے یہ بیان پاکی اللہ جل شانہ کا ہے شرک سے اور غیر اللہ کے واسطے جو انہوں نے اللہ کی صفات ثابت کی تھیں اپنے جنمیں کوئی اُسکا شریک (یعنے ساجھی) نہیں ہو سکتا۔

اور یہ سمجھنا قائمین بوقت ذکر ولادت شریف کا کہ اُسوقت خاص میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم وعلی آلہ وصحبہ رونق افروز محفل شریف ہوتے ہیں یا آپ کو اُسوقت خاص میں بسبب کثرت درود وسلام کے اس محفل مقدس کیطرف ایک توجہ خاص کہ موجب کشف جملہ احوال قائمین درود خوان ہو ہوتی ہے۔ زنہار زنہار شرک نہیں ہو سکتا کسواسطے کہ اُسوقت کوئی نہ آپ کی ذات مقدس کو واجب الوجود سمجھتا ہے نہ مستحق عبادت اور نہ کوئی کسی صفت قدیمہ واجب تعالیٰ کو ثابت کرتا ہے ذات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے اسواسطے کہ یہ قول قائل کہ اُسوقت خاص میں ذات محمدی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وصحبہ وسلم کو بسبب کثرت درود وسلام حاضر یا ناظر سمجھتے ہیں نہ دیگر اوقات میں صراحۃً دلالت حدوث پر کرتا ہے اور صفات حادثہ بندہ کو ثابت کرنا کسیکے نزدیک شرک نہیں ہے ص پس درینصورت بلا تحقیق لفظ شرک زبان پر لاکر اکثر مسلمین ومومنین خاصہ علماء حرمین محترمین کو کہ انکا یہ عقیدہ ہونا ثابت ہے بموجب فتوی محمد بن یحیی مفتی الحنابلہ فی المکۃ المعظمہ کے کہ عنقریب انشاء اللہ نقل کیا جاویگا مشرک وکافر ٹھہرا کر مورد اس حدیث صحیح مرویہ صحیح مسلم کا بننا ہے۔

مَنْ قَالَ لِاَخِيْهِ الْمُسْلِمِ يَا كَافِرُ فَقَدْ بَاءَ بِهَا اَحَدُهُمَا اِنْ كَانَ كَمَا قَالَ وَاِلَّا رَجَعَتْ عَلَيْهِ۔

جس نے کہا اپنے بھائی مسلمان کو اے کافر تو دونوں میں سے اُس کفر کے ساتھ ایک ضرور ٹھکانا پکڑیگا۔ اگر فی الواقع جسکو کافر کہا ہے وہ کافر ہے جب تو وہ ورنہ کہنے والا۔

ص بلکہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ تو شرح شفا میں تحریر فرماتے ہیں کہ روح پُر فتوح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت مومنوں کے گھروں میں مثل آفتاب کے جلوہ گر رہتی ہے خدا کی دی ہوئی قوت کے ساتھ نہ کہ بالذات یا مستقل [illegible] عقیدہ ہے

باآنکہ بوقت قیام ہذا توجہ خاص فرمانا آپکا بجانب قائمین مصلین محفل ہذا ایسی توجہ کہ موجب کشف احوال مصلین قائمین ہو بسبب کثرت درود وسلام کے ثابت ہے بموجب احادیث صحیحہ اور اخبار قویہ کے مثل توجہ خاص دیگر اوقات درودخوانی اور سلام رسانی کے۔

كَمَا فِي الشِّفَاءِ لِلْقَاضِي عِيَاضٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ بَلَغَنَا اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ اَكْثِرُوْا عَلَيَّ مِنَ الصَّلٰوةِ وَمَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصَلِّيْ عَلَيَّ اِلَّا حَمَلَهَا مَلَكٌ حَتّٰى يُؤَدِّيَهَا اِلَيَّ وَيُسَمِّيَهٗ حَتّٰى اَنَّهٗ يَقُوْلُ اَنَّ فُلَانًا يَقُوْلُ كَذَا وَكَذَا وَفِي الدُّرِّ الْمَنْثُوْرِ لِلسُّيُوْطِيِّ عَلَيْهِ الرَّحْمَةُ تَحْتَ قَوْلِهٖ تَعَالٰى صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۔

شفاء میں ہے ابن شہاب زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہم تک یہ بات پہونچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے اوپر کثرت سے درود بھیجو کوئی مسلمان ایسا نہیں ہے جو میرے اوپر درود بھیجے مگر اُسکے درود کو فرشتہ میرے سامنے لاکر پیش کرتا ہے اور نام لیکر کہتاہے کہ فلاں فلاں کا بیٹا آپ پر اسطرح درود بھیج رہا ہے اور تفسیر آیۂ کریمہ صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا

درمنثور میں ہے بسند صحیح کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ میرے اوپر درود بہترین صیغوں کے ساتھ بھیجاکرو اسواسطے کہ تمہارے درود میرے اوپر مع تمہارے ناموں اور جسم اور صورتوں کے پیش کیئے جاتے ہیں۔"

اور نیز بدیں عنوان کہ فلاں ابن فلاں مثل کمترین بندگان ابومحمد سید احمد المعروف بہ دیدار علی بن سید نجف علی علیہ السلام علیک یارسول اللہ صلی اللہ علیک پہونچانا ملائکہ کا درود کو حضور اقدس میں ثابت ہے بموجب روایت ہذا۔ جذب القلوب مذکورہ باب فضائل و آداب صلوٰۃ بر سرور کائنات کے کہ از اتم و اعظم رغائب صلوٰۃ عرض اسم مصلی است در حضور فائض النور سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم۔ انتہی

لك البشارة فاخلع ما عليك لقد	مژدہ باد اے دل کہ تیرا ذکر ہو دربار پاک
ذكرت ثم على ما فيك من عوج	کجروی سے پاک ہوجا اور خودی سے صاف پاک

بیت۔ جاں میدہم در آرزو اے قاصد آخر باز گو | در مجلس آں نازنین حرفے کہ از ما میرود

وتبلیغ ملائکہ سیاحین صلوٰۃ او بحضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم بایں عنوان کہ فلان بن فلان مثل کمترین بندگان عبدالحق بن سیف الدین یسلم علیک یا رسول اللہ انتہی مختصراً بقدر الحاجۃ۔ اور نیز بموجب ان احادیث کے۔

اَخْرَجَ الدَّیْلَمِیُّ وَالْقَاضِیْ عِیَاضٌ رَحِمَہُمَا اللّٰہُ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ مَرْفُوْعًا اِذَا صَلَّیْتُمْ عَلَیَّ فَاَحْسِنُوا الصَّلٰوۃَ فَاِنَّکُمْ لَاتَدْرُوْنَ لَعَلَّ ذٰلِکَ تُعْرَضُ عَلَیَّ اِلٰخ فَقُوْلُوا اللّٰہُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِکَ وَبَرَکَاتِکَ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَاِمَامِ الْمُتَّقِیْنَ وَخَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ۔ وَفِیْ سِیْرَۃِ الْمُحَمَّدِیَّۃِ رَوَی ابْنُ مَاجَۃَ بِاِسْنَادٍ جَیِّدٍ عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَکْثِرُوْا مِنَ الصَّلٰوۃِ عَلَیَّ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ فَاِنَّہٗ یَوْمٌ مَشْہُوْدٌ تَشْہَدُہُ الْمَلٰئِکَۃُ وَاِنَّ اَحَدًا لَنْ یُّصَلِّیَ عَلَیَّ اِلَّا عُرِضَتْ عَلَیَّ صَلٰوتُہٗ حَتّٰی یَفْرَغَ مِنْہَا قَالَ قُلْتُ وَبَعْدَ الْمَوْتِ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَاْکُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَاءِ قَالَ ابْنُ مَاجَۃَ فَنَبِیُّ اللّٰہِ حَیٌّ یُرْزَقُ فِیْ قَبْرِہٖ۔ وَرَوَاہُ الطَّبْرَانِیُّ بِلَفْظِ لَیْسَ مِنْ عَبْدٍ یُّصَلِّیْ عَلَیَّ اِلَّا بَلَغَنِیْ صَوْتُہٗ

چنانچہ دیلمی اور شفاء قاضی عیاض میں ہے بسند مرفوع حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب درود بھیجو تم اوپر میرے پس اچھے لفظوں سے درود بھیجو اسواسطے کہ تم نہیں جانتے کہ وہ میرے اوپر پیش کیجاتی ہے۔ لہذا اسطرح کہا کرو۔ اَللّٰہُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِکَ وَبَرَکَاتِکَ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَاِمَامِ الْمُتَّقِیْنَ وَخَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ اور سیرۃ احمدیہ طریقہ محمدیہ میں ہے ابن ماجہ سے ساتھ سند جید کے حضرت ابوالدرداء فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تم جمعہ کے دن بہت کثرت سے میرے اوپر درود بھیجا کرو اسواسطے کہ جمعہ وہ دن ہے کہ جس میں خاص ملائکہ مقربین حاضر ہوتے ہیں اور بیشک کوئی میرے اوپر درود نہیں بھیجتا مگر جبتک وہ درود سے فارغ ہو مجھپر اُسکی درود پیش ہوتی رہتی ہے حضرت ابو الدرداء فرماتے ہیں میں نے عرض کیا کہ حضور بعد وفات کے درود پیش ہوسکی کیا

حَیْثُ کَانَ وَرِجَالُهُمَا ثِقَاتٌ لٰکِنَّهٗ مُنْقَطِعٌ
وَفِیْ مُقَدَّمَۃِ الشَّیْخِ الْمِشْکٰوۃِ الْمُرْسَلُ وَ
الْمُنْقَطِعُ بِمَعْنًی وَعِنْدَ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ وَمَالِكٍ
الْمُرْسَلُ مَقْبُوْلٌ مُطْلَقًا انْتَهٰی مُخْتَصَرًا۔
وَفِیْ دَلَائِلِ الْخَیْرَاتِ وَقِیْلَ لِرَسُوْلِ
اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَرَاَیْتَ
صَلٰوۃَ الْمُصَلِّیْنَ عَلَیْكَ مِمَّنْ غَابَ
عَنْكَ وَمَنْ یَّاْتِیْ بَعْدَكَ مَا حَالُهُمَا
عِنْدَكَ فَقَالَ اَسْمَعُ صَلٰوۃَ اَهْلِ
مَحَبَّتِیْ وَاَعْرِفُهُمْ وَتُعْرَضُ عَلَیَّ صَلٰوۃُ
غَیْرِهِمْ عَرْضًا۔

صورت ہوگی فرمایا بیشک اللہ نے حرام کر دیا ہے
زمین پر یہ کہ پیغمبروں کے جسموں کو کھائے
بعد نقل حدیث ابن ماجہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں
کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ
ہیں اپنی قبر میں رزق دئے جاتے ہیں۔ اور
طبرانی کے لفظوں کے یہ معنے ہیں کہ کوئی بندہ
میرے اوپر درود نہیں بھیجتا مگر اسکی آواز
مجھ تک پہونچ جاتی ہے جہاں کہیں بھی ہو
راوی ان دونوں حدیثوں کے ثقہ ہیں مگر منقطع
ہے اور مقدمہ شیخ میں ہے کہ منقطع جسکو مرسل
بھی کہتے ہیں نزدیک امام مالک اور امام ابو
حنیفہ رحمہما اللہ کے مطلقاً مقبول ہے۔ اور دیباچہ دلائل الخیرات میں ہے کہ جب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ خبر دیجئے اُن درود پڑھنے والوں کے درود
سے جو آپ سے غائب ہیں اور اُنکے درود سے جو آپ کے بعد پیدا ہونگے انکے درود کا آپکے
حضور میں کیا حال ہے اور ہوگا۔ فرمایا میں اہل محبت کے درود تو خود سنتا ہوں اور سنتا رہونگا
اور انکو پہچانتا ہوں اُنکے علاوہ دوسروں کے درود میرے اوپر پیش کئے جاتے ہیں اور
پیش ہوتے رہینگے"۔

اگر کوئی کہے کہ ان احادیث مذکورہ سے اثبات توجہ خاص محمدی صلی اللہ علیہ وسلم
کا بنہج جمیع اوقات درود خوانی کے ہے پھر قیام بجہت توجہ احمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام
وقت درود خوانی ذکر ولادت شریف ہی مخصوص رکھنا تحکم ہے۔ تو جواب اسکا یہ ہے کہ
مقصود ہمارا نقل روایات ہذا سے تو فقط اتنا ہی تھا کہ اُسوقت خاص میں بھی آپکو بوجہ کثرت
صلوٰۃ وسلام بجانب حاضرین بزم شریف چونکہ ایک نہج کی توجہ خاص ہوتی ہے اگر معہ دیگر
وجوہات مذکورہ مؤید تخصیص قیام بوقت خاص درود خوانی ذکر ولادت سید الانام بوجہ

دلیل سادس ونوں نور وزہونا حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا بوقت ذکر ولادت شریف ہر اُس محفل ذکر ولادت شریف میں کہ بموجب کثرت محبت جیبنا صلے اللہ علیہ وسلم کہ وہ نشانی ہے ایمان کی منعقد کیجاوے مظنون ہے۔

كَمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهٖ لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

فرمایا بانبی صلے اللہ علیہ وسلم نے قسم ہے اُس ذات پاک کی جسکے ہاتھوں میں میری جان ہے کبھی تم میں سے کوئی مومن کامل نہیں ہوسکتا جبتک اُسکو مجھسے محبت ماں باپ اور اولاد سے زیادہ نہ ہو۔ یہ حدیث بخاری کی ہے۔

لہذا برائے استقبال بانتظاری تشریف آوری حضور صلے علیہ رب الغفور بجسب امکان معہ اشتمال نیت تعظیم قدوم میمنت لزوم قیام ہذا کرتے ہیں تو بہی زنہار خالی استحباب سے نہ ہوگا بجہت صحت ظن مذکور اور اباحت نیت مسطور کے اسواسطے کہ اس قسم کا قیام برائے استقبال و تعظیم سید الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام جب آپ جہاد سے تشریف لاتے تھے اور نیز برائے تعظیم قدوم بانتظار التشریف آوری سید الانبیاء باوصف مظنون ہونے تشریف آوری حضور کے صحابہ کرام اُٹھاکرتے تھے اور ثنیۃ الوداع تک صحابہ کا بانتظار رسول اکرم بیرون حد مدینہ منورہ جاجاکر واپس پھر پھر آنا صاف دال بریں مدعا بطور ثابت ہے صحابہ کرام سے معہ تقریر رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بحسب اشارۃ النص کہ وہ قطعی الدلالت ہے ز یجاب حکم میں مثل عبارۃ النص کی

كَمَا فِي نُوْرِ الْاَنْوَارِ اَنَّ كُلًّا مِنَ الْعِبَارَةِ وَالْاِشَارَةِ قَطْعِيُّ الدَّلَالَةِ عَلَى الْمُرَادِ انتهى

لما اخرج البخاري رحمه الله في بَابِ اسْتِقْبَالِ الْغُزَاةِ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ قَالَ سَائِبُ ابْنُ يَزِيْدَ ذَهَبْنَا نَتَلَقّٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ الصِّبْيَانِ

نور الانوار میں ہے کہ بیشک عبارت اور اشارۃ ثبات مدعا میں قطعی الدلالت ہوتی ہے اسواسطے کہ باب استقبال الغزاۃ بخاری شریف میں زہری فرماتے ہیں کہ حضرت سائب ابن یزید فرماتے تھے کہ وقت تشریف آوری رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے کسی سفر سے

اگر کوئی صاحب یہ خیال کریں کہ یہ تقریر تمہاری مورد چند شکوک ہے کہ ارتفاع انکا ضرور ہے۔ اوّل یہ کہ قیام صحابہ کرام برائے تعظیم و استقبال بظن تشریف آوری حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بسبب سننے خبر رونق افروزی آپ کی کے زبانی مردمان آئندہ مدینہ منورہ کے تھا اور رونق افروزی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام محفل ہذا میں مظنون ہے باستماع رویائے مومنین اور الہام علمار ربانی و قدوۂ فضلار حقانی کے کہ وہ شرع شریف میں قابل اعتماد نہیں۔

كَمَا قَالَ مُلَّا عَلِي رَحِمَهُ اللهُ فِي رِسَالَتِهِ الْمُسَمّٰى بِمُقَدَّمَةِ السَّالِمَةِ فِي خَوْفِ الْخَاتِمَةِ لَا اعْتِمَادَ عَلٰى رُؤْيَةِ الْمَنَامِ فِي حَقِّ غَيْرِ الْاَنْبِيَاءِ فَلَوْ فُرِضَ اَنَّ اَحَدًا رَاٰى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَمَرَهُ بِفِعْلِ شَيْءٍ اَوْ بِتَرْكِهِ عَلٰى خِلَافِ قَوَاعِدِ الْاِسْلَامِ فَلَيْسَ لَهُ الْقِيَامُ بِذٰلِكَ الْاَمْرِ بِاِجْمَاعِ الْعُلَمَاءِ الْاَعْلَامِ وَفِي حِرْزِ الثَّمِيْنِ اَنَّ الْاَحْكَامَ الْمَنَامِيَّةَ وَالْاَحْكَامَ الْكَشْفِيَّةَ لَا اِعْتِبَارَ لَهَا فِي الْاُمُوْرِ الشَّرْعِيَّةِ۔ انتہی۔

چنانچہ ملا علی قاری رسالہ مقدمۃ السالمہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ سوائے پیغمبروں کے خواب کے کسیکے خواب پر اعتماد نہیں ہو سکتا مثلاً اگر کسی شخص نے خواب میں دیکھا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم اسکو کسی امر کے کرنیکو یا نہ کرنے کو مخالف قواعد اسلام فرماتے ہیں تو باجماع علمار اسکو اسپر عمل کرنا جائز نہیں۔ اور حرز الثمین میں ہے کہ خواب کے حکم اور کشفی باتوں پر شرعی احکام میں اعتبار نہیں کیا جاتا۔"

شک دویم۔ یہ کہ قیام ہذا بحسب احادیث مذکورہ ثابت ہے بدلالۃ النص یا اقتضار النص اور خروج برائے استقبال ثابت ہے بعبارۃ النص۔ پھر اسکی کیا وجہ کہ امر ثابت بدلالۃ یا اقتضار النص کو عمل میں لاتے ہو اور امر ثابت بعبارۃ النص پر کہ وہ خروج برائے استقبال ہے عمل نہیں کرتے۔ شک سوم۔ یہ کہ قیام تعظیمی صحابہ بعزم استقبال حین حیات آنسرور علیہ افضل الصلوٰۃ میں تھا کہ آنکھوں سے دیکھکر تعظیم آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام قرین قیاس تھی اور بغیر آنکھوں سے دیکھنے کے کسی شخص معظم کی تعظیم شرع میں نہیں آئی اور نہ قرین قیاس۔ شک چہارم

یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو باوصف آنکھوں سے دیکھنے کے بھی کھڑے ہونے کو برائے تعظیم کہ جو قرین قیاس ہے منع فرمادیا تھا اور بسبب مکروہ جاننے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے قیام تعظیمی کو کوئی برائے تعظیم ہائیں کھڑا ہوتا تھا۔

کَمَا اَخْرَجَ اَبُوْدَاؤُدَ عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُتَکِئًا عَلٰی عَصًی فَقُمْنَا لَہٗ فَقَالَ لَا تَقُوْمُوْا کَمَا یَقُوْمُ الْاَعَاجِمُ یُعَظِّمُ بَعْضُھَا بَعْضًا اِنْتَھٰی۔ وَاَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنْ اَنَسٍ قَالَ لَمْ یَکُنْ شَخْصٌ اَحَبَّ اِلَیْھِمْ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ وَکَانُوْا اِذَا رَاَوْہُ لَمْ یَقُوْمُوْا لِمَا یَعْلَمُوْنَ مِنْ کَرَاھَتِہٖ لِذٰلِکَ۔ انتھی۔

چنانچہ ابوداؤد میں ہے حضرت ابوامامہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک بار عصائے مبارک پر تکیہ لگائے ہوئے باہر تشریف لائے ہم آپ کے واسطے کھڑے ہوگئے آپ نے فرمایا ایسے مت کھڑے رہو جیسے عجمی کھڑے ہوتے ہیں اور انکا بعض بعض کی تعظیم کرتا ہے اور ترمذی شریف میں ہے حضرت انس فرماتے ہیں کوئی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ صحابہ کرام کو پیارا نہ تھا۔ مگر باوجود اسکے جب آپ کو دیکھتے کھڑے نہوتے کسواسطے کہ جانتے تھے کہ آپ کو اسطرح کھڑے ہونے سے کراہیت ہے۔"

شک پنجم۔ یہ کہ چونکہ قیام ہذا بدون دیکھنے شخص معظم کے دست بستہ وقوع میں آتا ہے لاریب مشابہ ہے ساتھ قیام مخصوصہ نماز کے کہ وہ مخصوص عبادۃ سے ہے لہٰذا بدیں جہت بیشک موہم شرک ہے۔ **شک ششم** یہ کہ قیام ہذا بظن رونق افروزی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر یک بزم ذکر ولادت شریف میں ہوتا ہے اور رونق افروزی حضور علیہ الصلوٰۃ والصلوٰۃ ہر یک بزم ذکر ولادت شریف میں ممنوع ہے بجہت منعقد ہونے لاکھوں محافل متبرکہ ذکر ولادت شریف کے یک وقت خاص میں کہ بیکذات مقدس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یک وقت خاص میں درمیان جملہ محافل ہذا کے رونق افروز ہونا بھی محال ہے عند العقل والنقل

باآنکہ اطراف زمین سے یک جگہہ بھی سیر کرنا اعمال مخصوصہ حیات ہیں چہ جائیکہ لاکھوں جگہ لہذا بلا شبہ قیام بدا بھی ممنوع۔ اور ہفتم یہ کہ اتنے بول بعید سے آپ کو ہر یک محفل کی خبر ہونا محال ہے کہ لَا یَعْلَمُ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰہُ[1] پھر بغیر حصول خبر آپ رونق افروز ہر یک محفل کیونکر ہو سکتے ہیں۔ تو امید کہ اَجْوِبَہ جملہ شکوک بنظر انصاف بغور تمام ملاحظہ فرماکر ہرگز انصاف کو ہاتھ سے نہ دیں تعصب کو کام نفرماویں کہ اَلدِّیْنُ نَصِیْحَۃٌ لِکُلِّ مُؤْمِنٍ وَّمُؤْمِنَۃٍ[2] اور وہ یہ ہیں۔

جواب شک اول۔ بیشک الہام اولیاء اللہ اور امر آنحضرت سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم درمیان رویائے صالحہ مومنین اثبات کسی حکم میں احکام حلت وحرمت سے اگروہ حکم مخالف ہو ساتھ قواعد اسلام کے زنہار زنہار قابل اعتبار نہیں چنانچہ قول مذکورہ ملا علی قاری رحمہ اللہ جو اثبات شک اول میں ذکر کیا گیا ہے صاف دال برین مدعا ہے لیکن الہام اولیاء اللہ اور امر سید الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم درمیان رویائے علماء وصلحا اگر موافق شرع شریف ہو تو بیشک سزاوار ہے ہمکو عمل کرنا اسپر اور جائے ہے اخذ کرنا ساتھ اسکے۔

كَمَا فِيْ نُوْرِ الْاَنْوَارِ شَرْحِ الْمَنَارِ۔ وَاِلْهَامُ الْاَوْلِيَاءِ حُجَّةٌ فِيْ حَقِّ اَنْفُسِهِمْ اِنْ وَافَقَ الشَّرِيْعَةَ وَلَمْ يَتَعَدَّ اِلٰى غَيْرِهِمْ اِلَّا اِذَا اَخَذْنَا بِقَوْلِهِمْ بِطَرِيْقِ الْاَدَبِ۔ وَقَالَ الْعَارِفُ ابْنُ جَمْرَةَ الْاَنْدَلُسِيُّ فِيْ بَهْجَةِ النُّفُوْسِ شَرْحِ مُخْتَصَرِ الْبُخَارِيِّ مَنْ رَاٰهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فِيْ صُوْرَةٍ

چنانچہ نور الانوار میں ہے الہام اولیاء اللہ کا اگر شریعت کے موافق ہو انکے حق میں حجت ہے اور دوسرونکو اسپر عمل کرنا واجب نہیں ہوتا۔ لیکن بطریق ادب دوسرے اسپر عمل کریں تو کوئی حرج نہیں اور عارف ابن جمرہ اندلسی بہجۃ النفوس شرح مختصر بخاری میں فرماتے ہیں کہ جو شخص آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خوبصورت شکل میں

---

[1] نہیں جانتا غیب کی باتوں کو سوا اللہ کے کوئی۔

[2] دین خیر خواہی کرنا ہے ہر ایک مرد اور عورت مومن کی۔

الحسنة فذالك حسن في دين الرائي وان كان في جوارحه شين او نقص فذالك خلل في الرائي من جهة الدين وكذالك يقال في كلامه في النوم انه يعرض على سنته فما وافقها فهو حق وما خالفها فالخلل في سمع الرائي فرؤيا الذات الكريمة حق والخلل انما هو في سمع الرائي وبصره وهذا خير ما سمعته في ذالك۔ انتهى۔

وفي نسيم الرياض من شرح الشفاء لقاضي عياض للشهاب احمد الخفاجي الحنفي سئل النووي عمن راٰه في منامه يامره هل يجب عليه ام لا فاجاب بانه ان لم يخالف الشرع وكان حقية في نفسه ينبغي العمل به وانما لم يجب لان النائم لا يضبط ما قيل له وربما لم يفهمه او يكون اشارة تحتاج الى التاويل۔ انتهى۔

زیارت کرے وہ دلیل اُسکے دین کی خوبی کی ہے۔ اور اگر آپ کے کسی اعضاء میں عیب یا نقصان پاوے تو وہ دلیل ہے اسکے دین کے نقصان کی ایسے ہی اگر خواب میں آپ کچھ فرماویں اُسکو آپ کی سنت پر پیش کر کے دیکھنا چاہیئے پھر اگر وہ موافق سنت ہے تو حق ہے اور اگر مخالف سنت تو دیکھنے والے کی سماعت کا قصور ہے اور حضور کی زیارت بلاشبہ حق ہے۔ بعدہٗ حضرت عارف فرماتے ہیں کہ جو کچھ میں نے آپ کی زیارت کے متعلق سنا اُن سب قولوں میں بہتر یہی قول ہے۔

اور نسیم الریاض شرح شفاء میں ہے کہ حضرت امام نووی سے جب سوال کیا گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خواب میں جو کچھ حکم فرما دیں اسکی اطاعت واجب ہے کہ نہیں۔ جواب دیا کہ اگر مخالف شریعت کے نہ ہو اور اپنے دل میں اسکا اثر پاوے تو ضرور اسپر عمل کرے اور واجب العمل اسواسطے نہیں کہا جاتا کہ سونیوالے کو پوری بات یاد نہیں رہتی۔ اور کبھی خواب میں اشارہ قابل تاویل ہوتا ہے۔ اور بعض اوقات مضمون خواب یاد نہیں رہتا۔“

خاصتہ الہام اولیاء اللہ وامر شریف سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ المہتدی

دربیان رویائے صلحادربارہ کسی ایسی چیز کے کہ وہ بھی مطابق ہو ساتھ روایات معتبرہ علمائے دین اور مضامین احادیث رحمۃ للعالمین صلے اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ المہدیین کے اور عمل کرنا موافق اسکے کوئی عمل مستحب کہ وہ نہ مستلزم حلت حرام ہو نہ مستوجب حرمت حلال بیشک قابل الاعتماد اور واجب الیقین ہوگا اور عمل کرنا موافق اسکے کوئی عمل مستحب لاریب موجب اجر عظیم اور رضائے رسول رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم اسواسطے کہ واجب الیقین اور حق ہونا زیارت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب میں اور نہ متمثل ہونا شیطان کا ساتھ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تا کہ نہ جھوٹ بول سکے مشابہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہو کر کہ موجب غوایت اہل اسلام ہو ثابت ہے ساتھ روایات قویہ اور احادیث صحیحہ کے تا آنکہ غیر معتمد ہونا امور رویائے زیارت نبوی صلے اللہ علیہ وسلم کا اثبات احکام حلت اور حرمت میں بھی بجہت احتمال بھول چوک خواب دیکھنے والے کے ہے اسواسطے کہ احادیث خواب اکثر کم یاد رہتی ہیں اور کبھی امورات خواب اشارات محتاجہ الی التاویل ہوتی ہیں نہ کہ بجہت عدم حقیقت زیارت کے خواب میں چنانچہ روایات بہجۃ النفوس ونسیم الریاض مصرح مدعا ہذا گذر ہی چکیں اور احادیث صحیحہ اور روایات قویہ دالہ حقیت خواب زیارت رسول صلے اللہ علیہ وسلم اور عدم تکذیب شیطان کے زبان حق ترجمان صلی علیہ الرحمٰن پر یہ ہیں ۔

اَخْرَجَ الْمُسْلِمُ عَنْ اَبِیْ قَتَادَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاَی الْحَقَّ وَکَذَا اَخْرَجَہُ الْبُخَارِیُّ وَاَخْرَجَ الْمُسْلِمُ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ رَاٰنِیْ فِی الْمَنَامِ فَقَدْ رَاٰنِیْ

بخاری ومسلم شریف میں ہے حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس نے خواب میں مجھکو دیکھا بلاشبہ سچ ہی دیکھا۔ اور فقط مسلم میں ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جس نے خواب میں مجھکو دیکھا بلاشبہ مجھی کو دیکھا

فَاِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَمَثَّلُ بِيْ وَاَخْرَجَ الْبُخَارِيُّ
عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ رَاٰنِيْ
فِي الْمَنَامِ فَقَدْ رَاٰنِيْ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ
لَا يَتَخَيَّلُ بِيْ وَرُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِّنْ
سِتَّةٍ وَّاَرْبَعِيْنَ جُزْءً مِّنَ النُّبُوَّةِ
وَفِي النَّوَوِيِّ شَرْحِ الْمُسْلِمِ اِخْتَلَفَ
الْعُلَمَاءُ فِيْ مَعْنٰى قَوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَقَدْ رَاٰنِيْ فَقَالَ ابْنُ
الْبَاقِلَانِيْ مَعْنَاهُ اَنَّ رُؤْيَاهُ صَحِيْحَةٌ
لَيْسَتْ بِاَضْغَاثٍ وَّلَا مِنْ تَشَبُّهِ
الشَّيْطَانِ وَيُؤَيِّدُهٗ قَوْلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدْ رَاَى الْحَقَّ اَيِ
الرُّؤْيَةَ الصَّحِيْحَةَ قَالَ وَقَدْ يَرَاهُ
الرَّائِيْ خِلَافَ صِفَتِهِ الْمَعْرُوْفَةِ
كَمَنْ رَاٰهُ اَبْيَضَ اللِّحْيَةِ وَقَدْ يَرَاهُ
شَخْصَانِ فِيْ زَمَنٍ وَّاحِدٍ اَحَدُهُمَا
فِي الْمَشْرِقِ وَالْاٰخَرُ فِي الْمَغْرِبِ وَيَرَاهُ
كُلٌّ مِّنْهُمَا فِيْ مَكَانِهٖ وَحَكَى الْمَازِرِيُّ
هٰذَا عَنِ ابْنِ الْبَاقِلَانِيِّ ثُمَّ قَالَ وَ
قَالَ اٰخَرُوْنَ بَلِ الْحَدِيْثُ عَلٰى ظَاهِرِهٖ
وَالْمُرَادُ اَنَّ مَنْ رَاٰهُ فَقَدْ اَدْرَكَهٗ وَلَا
مَانِعَ يَمْنَعُ مِنْ ذٰلِكَ وَالْعَقْلُ لَا يُحِيْلُهٗ

اسواسطے کہ شیطان خواب میں بھی میری
شکل بنا کر نہیں دکھا سکتا اور بخاری
شریف میں ہے حضرت انس فرماتے
ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
جس نے مجھکو خواب میں دیکھا بلاشبہہ
مجکو ہی دیکھا اسواسطے کہ شیطان
میری شکل میں وہم وخیال میں بھی نہیں
آسکتا اور مومن کی خواب ایک جزو
ہے چھیالیس جزوں نبوت کی سے۔
اور نووی شرح مسلم میں ہے کہ فقد
رانی کے معنے میں علماء کا اختلاف ہے،
علامہ باقلانی فرماتے ہیں کہ معنی یہ ہیں
کہ مجھکو خواب میں دیکھنا صحیح ہوتا ہے
نہ کہ شیطانی خیال۔ اور اسی کی تائید کرتی
ہے وہ حدیث مذکور جسمیں فقد رای الحق
کا لفظ ہے۔ اور کبھی دیکھنے والا آپ کی
زیارت مختلف حلیہ میں کرتا ہے
اور کبھی دو شخص ایک آن میں مختلف
جگہ مشرق اور مغرب میں حضور کی
زیارت سے مشرف ہوتے ہیں۔
باوجودیکہ ہر شخص اپنے مکان ہی پر
موجود ہوتا ہے۔ اور مازری رحمہ اللہ
باقلانی سے قول مذکور نقل کرکے

حَتّٰی یَضطرُّ اِلٰی صَرفِہٖ عَن ظَاھِرِہٖ
فَاَمَّا قَولُہٗ بِاَنَّہٗ قَد یُرٰی عَلٰی خِلَافِ
صِفَتِہٖ اَوفِی مَکَانَینِ مَعاً فَاِنَّ ذٰلِکَ
غَلَطٌ فِی صِفَاتِہٖ وَتَخَیُّلٌ لَّھَا عَلٰی خِلَافِ
مَا ھِیَ عَلَیہِ وَقَد یَظُنُّ الظَّانُّ بَعضَ
الخَیَالَاتِ مَرئِیَّاتٍ لِکَونِ مَا یَتَخَیَّلُ
مُرتَبِطًا بِمَا یُرٰی فِی العَادَۃِ فَیَکُونُ
ذَاتُہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ مَرئِیَّۃً
وَصِفَاتُہٗ مُتَخَیَّلَۃً غَیرَ مَرئِیَّۃٍ وَالاِدرَاکُ
لَا یُشتَرَطُ فِیہِ تَحدِیقُ الاَبصَارِ
وَلَا قُربُ المَسَافَۃِ وَلَا کَونُ المَرئِیِّ
مَدفُونًا فِی الاَرضِ وَلَا ظَاھِرًا عَلَیھَا
وَاِنَّمَا یُشتَرَطُ کَونُہٗ مَوجُودًا وَلَم یَقُم
دَلِیلٌ عَلٰی فَنَاءِ جِسمِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ
وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ بَل جَاءَ فِی الاَحَادِیثِ
مَا یَقتَضِی بَقَاءَہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ
قَالَ وَلَو رَاٰہُ یَامُرُ بِقَتلِ مَن یَحرُمُ
قَتلُہٗ کَانَ ھٰذَا مِنَ الصِّفَاتِ المُتَخَیَّلَۃِ
لَا المَرئِیَّۃِ۔ ھٰذَا کَلَامُ المَازِرِیِّ
قَالَ القَاضِی وَیَحتَمِلُ اَن یَکُونَ
[illegible]
قولہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
فَقَد رَاٰنِی اَوفَقَد رَاَی الحَقَّ فَاِنَّ
الشَّیطَانَ لَا یَتَمَثَّلُ فِی صُورَتِی۔ المُرَادُ بِہٖ

بعد میں فرماتے ہیں کہ بعض اہل حدیث
ظاہر معنے حدیث پر عمل کر گئے فرماتے ہیں
کہ مراد آپکو صحیح طور پر دیکھنے کی یہ ہے
کہ فی الواقع ذات مقدس رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے ہی ملاقات ہوتی ہے
نہ کہ صورت مثالی سے اور یہ امر مخالف
عقل نہیں تاکہ ظاہر معنے سے پھیر کر
اور صورت مثالی مراد لیں اور بعض اوقات
ذات مقدس کی زیارت فی الواقع ہوتی
ہے۔ اور صفات میں تغیر دیکھنے والے
کے خیالات منتشرہ سے ہو جاتا ہے
اور خواب میں نہ ان آنکھوں کے سامنے
ہونا ضروری ہوتا ہے نہ باعتبار مسافت کے
نزدیک ہونا اور نہ اس امر کی ضرورت ہے
کہ جسکی زیارت ہو وہ مدفون زمین میں
ہو یا نہ ہو بلکہ جسکو خواب میں دیکھے اُسکا
موجود فی الواقع ہونا ضروری ہے اور آپکا
جسم مبارک فنا ہونے پر تو کوئی دلیل پائی
ہی نہیں جاتی البتہ باقی رہنے جسم مطہر
پر بہت سی حدیثیں موجود ہیں۔ اور
قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے جو لکھا ہے
کہ اگر زیارت حلیہ کے مطابق ہو تو بعینہٖ
آپ ہی کی زیارت ہے ورنہ وہ خیالی تاویل ہوتا ہے

إِذَا رَآهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ عَلٰى صِفَتِهِ الْمَعْرُوفَةِ لَهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَيٰوتِهٖ فَإِنْ رَاٰهُ عَلٰى خِلَافِهَا كَانَتْ رُؤْيَا تَاْوِيْلٍ لَا رُؤْيَا حَقِيْقَةٍ وَهٰذَا الَّذِيْ قَالَهُ الْقَاضِيْ ضَعِيْفٌ بَلِ الصَّحِيْحُ أَنَّهٗ يَرَاهُ حَقِيْقَةً سَوَاءٌ كَانَ عَلٰى صِفَتِهِ الْمَعْرُوفَةِ أَوْ غَيْرِهَا لِمَا ذَكَرَهُ الْمَازِرِيُّ ۔

یہ قول نہایت ضعیف ہے۔ قول صحیح یہی ہے کہ دونوں صورتوں میں بموجب تحقیق مذکورۂ مازری رحمہ اللہ حقیقۃً حضور ہی کی زیارت ہوتی ہے۔ صفت معروفہ مشہورہ پر ہوں یا کسی اور صورت پر۔"

اور مدارج النبوۃ میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس اللہ سرہٗ فرماتے ہیں۔ تنبیہ۔ "اگرچہ رویت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم درخواب حق وثابت است بے شک وشبہہ ولیکن گفتہ اند کہ آنچہ رای بشنود از احکام عمل بآں نکنند نہ از برائے شک در رویت بلکہ از برائے آنکہ از برائے ضبط مفقود است در حالت نوم کذا قالوا۔ و مراد آں احکام شرعیہ است کہ خلاف قرار داد دین است والا بحصے علوم کہ نہ ازیں قبیل باشد در قبول آں وعمل بداں خلافی نخواہد بود و بسیارے از محدثین تصحیح احادیث کہ مروی است از حضرت وے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نمودہ وعرض کردہ کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیک فلاں این حدیث از حضرت تو روایت کردہ است پس فرمود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نعم۔ والا در رویت کہ در یقظہ است بعض مشائخ نیز ہمچنیں استفادہ علوم نمودہ اند۔ واللہ اعلم"۔ اور علی ہٰذا حقیت الہام اولیاء اللہ اور نیز خواب صالح پر ناطق ہے قرآن اور روایات علما حق تبیان۔

كَمَا قَالَ الْبَيْضَاوِيُّ فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا۔ وَهُوَ مَا يُرِيْهِمْ فِي الرُّؤْيَا الصَّالِحَةِ وَيَسْنَحُ لَهُمْ مِنَ الْمُكَاشَفَاتِ۔ انتھٰی مختصرا

چنانچہ بیضاوی میں ہے کہ آیۂ کریمہ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا میں بشارت سے مراد نیک خواب ہیں، جنکو مومن دیکھتے رہتے ہیں اور مکاشفات اولیا

زندہ ہیں اور خوش ہوتے ہیں امت کی عبادات سے اور غمگین ہوتے ہیں انکی
نافرمانیوں سے۔ اور انبیا کا مرجانا صرف اتنا ہی ہے کہ وہ ہماری نظر سے چھپ گئے
اور واقع میں زندہ موجود ہیں مثل فرشتوں کی مگر جس ولی اللہ کو بطور کرامت خداوند کریم
دکھلادے وہ دیکھ لیتے ہیں۔ انتہیٰ۔ چنانچہ مدارج النبوۃ مصنفہ شیخ الشیوخ شیخ عبدالحق
محدث دہلوی علیہ الرحمۃ والغفران میں ہے۔ "وعلماء را در رؤیت آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم در یقظہ بعد از موت خلاف است وصاحب مواہب لدنیہ از شیخ خود نقل
کردہ است کہ گفت نرسیدہ است بما ازیں از ہیچ یکے از صحابہ ومن بعدہم وتحقیق سخت
شد اندوہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بر فوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تا مرد وے
رضی اللہ عنہا باندوہ وتنہائی بعد از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بشش ماہ بقول صحیح
وخانہ وے ہمسایہ قبر شریف بود ونقل کردہ نشدہ از وے رؤیت آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم دریں مدت فراق لیکن از بعضے صالحین حکایات از نفس خود منقول است
چنانکہ در تعشیق عیری الایمان مازری وبہجۃ النفوس ابن ابی حمیرہ وروض الریاحین
عفیف یافعی ودیگر تصنیفات ویست وشیخ صفی الدین بن منصور در رسالہ خود وہم در مواہب
عبارت ابن حمیرہ را نقل کردہ است کہ گفت بتحقیق ذکر کردہ است از سلف وخلف
از جماعہ کہ تصدیق کردہ اند باین حدیث یعنی قولہ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ رَّاٰنِیْ فِی الْمَنَامِ
فَسَیَرَانِیْ فِی الْیَقْظَۃِ کہ دیدند آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم را در منام پس از آں دیدند در
یقظہ وپرسیدند از حضرت وے صلی اللہ علیہ وسلم از اشیا کہ مشوش بودند پس خبر داد آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم ایشاں را بکشادہ شدن آں وبنمود طریقہا را کہ از آں کشادہ حاصل شد وہمچنیں آمد
بے زیادۃ ونقصان وگفت کہ منکر اما تصدیق دارد بکرامات اولیا یانہ اگر ندارد باوے
بحث نتواند کرد بہر چہ اثبات کنند وے تکذیب خواہد کرد واگر تصدیق دارد باید گفت
ایں از انجملہ است زیرا کہ کشف کردہ میشود مر اولیا را بخرق عادت از اشیاء عدید
وغریب در عالم علوی وسفلی کہ سائر ناس را بآں راہ نیست وہم صاحب مواہب گفتہ
کہ شیخ ابو منصور در رسالہ خود گفتہ کہ میگویند کہ شیخ ابو العباس قسطلانی در آمد یکبار بے

برحضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پس فرسود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مرا ورا اَخَذَ اللّٰہُ بِیَدَیْكَ یَا اَحْمَدُ "دستگیری فرمائی اللہ نے تیری اے احمد"۔ واز شیخ ابی السعود آوردہ کہ گفت زیارت میکردم شیخ مرا کہ ابو العباس است ومشائخ دیگر را از صلحاء عصر پس مشغول شدم ومنقطع گشتم از ہمہ ہ فتح کردہ شد برمن پس نبود مرا شیخ مگر حضرت پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام ومصافحہ میکردم آنحضرت بعد از ہر کاہ۔ وامام حجۃ الاسلام درکتاب خود المنقذ من الضلال میگوید کہ ارباب قلوب مشاہدہ میکنند دربیداری ملائکہ را وارواح انبیاء را ومے شنوند از ایشان آوازہا واقتباس میکنند از ایشاں انوار واستفادہ میکنند فوائد وبدانکہ صاحب مواہب بعد از نقل اقوال مشائخ در رؤیت شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دریقظہ برقاعدۂ علم واقوال علماء رفتہ از شیخ بدر الدین حسن بن الاہدل نقل کردہ کہ وقوع رؤیت شریف دریقظہ مراد را متواتر شدہ بداں اخبار وحاصل بآں علم قوی است ومنتفی است ازاں شک وشبہہ" انتہی مختصراً۔

اور در الثمین فی مبشرات سید الامین مولانا شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ میں ہے

اَخْبَرَنِیْ سَیِّدِیْ الْوَالِدُ قَالَ اَخْبَرَنِیْ شَیْخِیْ السَّیِّدُ عَبْدُ اللّٰہِ الْقَارِیْ حَفِظْتُ الْقُرْاٰنَ عَلٰی قَارِی الزَّاهِدِ کَانَ یَسْکُنُ فِی الْبَرِیَّةِ فَبَیْنَا نَحْنُ نَتَدَارَسُ الْقُرْاٰنَ اِذْ جَاءَ قَوْمٌ مِّنَ الْعَرَبِ یَقْدُمُهُمْ سَیِّدُهُمْ فَاسْتَمَعَ قِرَاءَةَ الْقَارِیْ وَقَالَ بَارَكَ اللّٰهُ اَدَّیْتَ حَقَّ الْقُرْاٰنِ ثُمَّ رَجَعَ وَجَاءَ رَجُلٌ اٰخَرُ بَعْدَ ذٰلِكَ الزَّمَنِ فَاَخْبَرَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَخْبَرَهُمُ الْبَارِحَةَ اَنَّهٗ سَیَذْهَبُ اِلَی الْبَرِیَّةِ الْفُلَانِیَّةِ لِاسْتِمَاعِ قِرَاءَةِ الْقَا

خبر دی مجھکو میرے والد ماجد نے فرماتے تھے کہ میرے شیخ سید عبد اللہ قاری فرماتے تھے کہ میں نے قاری زاہد سے جو جنگل میں رہا کرتے تھے قرآن حفظ کیا ایک دن ہم اُستاد شاگرد قرآن مجید کا دور کر رہے تھے کہ ناگاہ ایک جماعت عرب کی آئی جنکے آگے آگے اُنکے سردار تھے اُنہوں نے ہمارا قرآن سنکر فرمایا اللہ تمکو قرآن میں برکت دیجیو تمنے قرآن کا حق ادا کردیا یہ فرما کر وہ روانہ ہوگئے اُنکے بعد ایک اور شخص آیا جو ہر شب عالم مکاشفہ میں آنحضرت

هُنَاكَ فَعَلِمْنَا اَنَّ السَّيِّدَ الَّذِىْ كَانَ يَقْدُمُهُمْ هُوَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ قَدْ رَاَيْتُهٗ بِعَيْنِىْ هَاتَيْنِ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔ انتهى۔

صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونیوالے تھے نمودار ہوئے اور انہوں نے فرمایا کہ آج رات کو آپ نے فرمایا تھا کہ کل فلاں جنگل میں فلاں قاری کی قرأن سے ہم جائینگے

جب ہمکو معلوم ہوا کہ پہلے جماعت عرب کی جو آئی تھی اُنکے سردار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی تھے۔ یہ واقعہ بیان کرکے سید عبداللہ فرمانے لگے کہ میں نے اپنی ان دونوں آنکھوں سے زیارت کی"۔

اور نیز قول اور خواب مذکور مطابق ہے ساتھ مضمون احادیث صحیحہ کے۔ بدیں جہت کہ چلنا پھرنا آپکا اطراف زمیں میں کہ مقتضی ہے اُسکو خواب مذکور بداہتہً خواص زندگی اور عادات زندوں سے ہے اور آپکا زندہ رہنا مثل زندگی دنیا کے بلکہ بافضل حیات۔ حیاتِ دنیوی سے معہ ترتیب بعض احکام حیات مثل عدم جواز نکاح بہ ازواج مطہرات اور عدم تقسیم ورثہ ثابت ہے ساتھ احادیث قویہ اور روایات واضحہ کے چنانچہ جذب القلوب میں ہے۔

وابو یعلی بنقل ثقات از انس بن مالک رضی اللہ عنہما آورد قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْاَنْبِيَاءُ اَحْيَاءٌ فِيْ قُبُوْرِهِمْ يُصَلُّوْنَ۔

اور ابو یعلی ثقہ راویوں سے روایت کرتے ہیں کہ انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام پیغمبر زندہ ہیں اپنی اپنی قبروں میں۔ نماز پڑھتے ہیں"۔ اور نیز جذب القلوب میں ہے۔

و فرمودہ است صلی اللہ علیہ وسلم عِلْمِىْ بَعْدَ وَفَاتِىْ كَعِلْمِىْ فِىْ حَيَاتِىْ رَوَاهُ الْحَافِظُ الْمُنْذِرِىُّ وَابْنُ عَدِيٍّ فِى الْكَامِلِ۔

اور فرمایا صلی اللہ علیہ وسلم نے جیسے میرے علم کی حالت زندگی میں ہے ویسی ہی بعد وفات باقی رہیگی۔ روایت کیا اسکو حافظ منذری نے اور ابن عدی نے کامل میں"۔

اور بھی اُسی میں ہے وبیہقی در کتاب الاعتقاد میگوید کہ ارواح انبیاء علیہم السلام

بعد از قبض باز فرستادہ میشود بر ایشاں و ایشاں زندہ اند پیش خدا مثل شہدا ازیراکہ پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ المرتضیٰ با جماعتے از ایشاں در شب معراج اجتماع نمودہ و ملاقات کرد
صاحب تلخیص از شافعیہ گفتہ است مالی کہ از آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ماندہ است
ہم بر ملک وے صلی اللہ علیہ وسلم باقی است چنانکہ در حالتِ حیات بود و انتقال
نمیکند بملک ورثہ چنانکہ اموات را باشد و سبیل او آنست کہ بر اہل و عیال او
انفاق نمودہ شود بے اعتبار قسمتے کہ میراث را کنند و ایں را از خصائص آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شمردہ و امام الحرمین ایں قول را تصحیح نمودہ و فرمودہ کہ موافق
سیرت صدیق است رضی اللہ تعالیٰ عنہ در آنچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم از اموال
گذاشتہ بود۔ انتہیٰ۔ و کلامِ ایں ائمہ اعلام مقتضائے اثبات در احکام دنیا نیز میکند
پس حیاتِ ایشاں علیہم السلام اخص و اکمل و اتم از حیاتِ شہدا باشد چنانچہ مذہب مختار
و منصور است و ظاہر کلام بیہقی در بعضی مواضع ناظر دراں است کہ آں حیات مثل حیات
شہدا است بلکہ مراد وے تشبیہ است در اصل حیات و در رفع استبعاد نہ در جمیع خصوصیات
پس وارد نشود آنچہ بعضے علما در ینجا نزاع کردہ و گفتہ اند کہ اگر مراد بایں حیات آنحالت
است کہ حق سبحانہ تعالیٰ شہدا را اثبات نمودہ است بَلْ اَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ
صحیح است ولیکن خلاف نیست در آنکہ بر شہدا احکامِ موت از انقطاع ملک و غیرہ جاری گشتہ
و گفتہ کہ عجب است از امام کہ خود میگوید مَاتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
عَنْ كَذَا اَوْسُقٍ وَمَاتَ وَهُوَ رَاضٍ عَنِ الْعَشَرَةِ نسبت موت با آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم میکند باز اثبات حیات چگونہ باشد و زرکشی میگوید کہ ہیچ محل تعجب نیست
مَاتَ فَاَحْيَاهُ اللّٰهُ تَعَالٰى جَلَّ جَلَالُهٗ وَعَمَّ نَوَالُهٗ چنانچہ سابق ازیں کتاب ہذا میں
اس باب میں حدیث بھی گذر چکی ہے اور وہ یہ ہے۔

و ابو یعلی بنقل ثقات از انس بن مالک می آرد
قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اَلْاَنْبِيَاءُ اَحْيَاءٌ فِيْ قُبُوْرِهِمْ يُصَلُّوْنَ۔

اور ابو یعلی ثقہ راویوں سے روایت کرتے ہیں کہ
انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
تمام پیغمبر زندہ ہیں اپنی اپنی قبروں میں نماز پڑھتے ہیں

وبیہقی از روایت انس مے آرد و تصحیح میکند کہ
اَلْاَنْبِيَاءُ لَا يُتْرَكُوْنَ فِيْ قُبُوْرِهِمْ بَعْدَ
اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً وَلٰكِنَّهُمْ يُصَلُّوْنَ بَيْنَ
يَدَيِ اللّٰهِ حَتّٰى يُنْفَخَ فِي الصُّوْرِ۔
یہاں تک کہ صور پھونکا جاوے۔

تمام انبیاء چالیس روز کے بعد اپنی قبروں میں نہیں چھوڑے جاتے مگر وہ نماز پڑھتے رہتے ہیں اللہ کے حضور میں

بیہقی گوید کہ اگر بصحت رسد کہ لفظ حدیث ہمیں است مراد آں بود کہ حیاتِ ایشاں در قبر دائم و مستمر است ولیکن در مدت اربعین مجال نماز و عبادت ظاہر نبود

وَفِيْ سِيْرَةِ الْمُحَمَّدِيَّةِ وَقَالَ الشَّيْخُ عَفِيْفُ الدِّيْنِ الْيَافِعِيُّ الْاَنْبِيَاءُ اَحْيَاءٌ غَيْرُ اَمْوَاتٍ تَرِدُ عَلَيْهِمْ اَحْوَالُ يُنَاهِدُوْنَ فِيْهَا اَحْوَالَ مَلَكُوْتِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَيَنْظُرُوْنَ كَمَا يَنْظُرُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ قَبْرِهٖ قَالَ وَقَدْ تَقَرَّرَ اَنَّ مَا جَازَ لِلْاَنْبِيَاءِ مُعْجِزَةً جَازَ لِلْاَوْلِيَاءِ كَرَامَةً بِشَرْطِ عَدَمِ التَّحَدِّيْ وَلَا يُنْكِرُ ذَالِكَ اِلَّا جَاهِلٌ وَنُصُوْصُ الْعُلَمَاءِ فِيْ حَيٰوةِ الْاَنْبِيَاءِ كَثِيْرَةٌ۔ وَاَيْضًا فِيْ سِيْرَةِ الْمُحَمَّدِيَّةِ قَالَ الْقُرْطُبِيُّ فِي التَّذْكِرَةِ نَقْلًا عَنْ شَيْخِهِ اَلْمَوْتُ لَيْسَ بِعَدَمٍ مَحْضٍ وَاِنَّمَا هُوَ اِنْتِقَالٌ مِنْ حَالٍ وَيَدُلُّ عَلَيْهِ اَنَّ الشُّهَدَاءَ بَعْدَ قَتْلِهِمْ وَمَوْتِهِمْ اَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ

اور سیرۃ محمدیہ میں ہے علامہ شیخ عفیف الدین یافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ تمام پیغمبر اپنی قبروں میں زندہ ہیں ایسی حالت میں کہ تمام حالات آسمانوں اور زمینوں کے دیکھتے رہتے ہیں جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام عالم کو اپنی قبر مبارک سے دیکھتے رہتے ہیں۔ اور یہ ثابت ہو چکا کہ جو امور بطریق معجزہ کے پیغمبروں سے ممکن ہیں بطریق کرامت اولیاء اللہ سے انکا ظہور ممکن بغیر دعویٰ نبوت کے اور اسکا انکار بجز جاہل کے کوئی نہیں کرسکتا اور زندگی انبیاء علیہم السلام میں بہت علماء کے اقوال صریح موجود ہیں۔ اور سیرۃ محمدیہ میں ہے قرطبی تذکرہ میں اپنے شیخ سے نقل فرماتے ہیں کہ موت عدم محض کو نہیں کہتے بلکہ وہ حالت کے بدلنے کا نام ہے

يُرْزَقُونَ فَرِحِيْنَ مُسْتَبْشِرِيْنَ وَهٰذِهٖ صِفَةُ الْاَحْيَاءِ فِي الدُّنْيَا وَاِذَا كَانَ هٰذَا فِي الشُّهَدَاءِ فَالْاَنْبِيَاءُ اَحَقُّ بِذٰلِكَ وَاَوْلٰى وَقَدْ صَحَّ اَنَّ الْاَرْضَ لَا تَاْكُلُ اَجْسَادَ الْاَنْبِيَاءِ وَاَنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِجْتَمَعَ بِالْاَنْبِيَاءِ لَيْلَةَ اُسْرِيَ بِهٖ فِي بَيْتِ الْمُقَدَّسِ وَفِي السَّمَاءِ وَرَاٰى مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ قَائِمًا يُصَلِّي فِي قَبْرِهٖ وَاَخْبَرَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاَنَّهٗ يَرُدُّ السَّلَامَ عَلٰى كُلِّ مَنْ يُّسَلِّمُ عَلَيْهِ اِلٰى غَيْرِ ذٰلِكَ فَمَا يَحْصُلُ مِنْ جُمْلَةِ الرِّوَايَاتِ الْقَطْعُ بِاَنَّ مَوْتَ الْاَنْبِيَاءِ اِنَّمَا هُوَ رَاجِعٌ اِلٰى اَنْ غُيِّبُوْا عَنَّا بِحَيْثُ لَا نُدْرِكُهُمْ وَاِنْ كَانُوْا مَوْجُوْدِيْنَ اَحْيَاءَ وَذٰلِكَ كَالْحَالِ فِي الْمَلَائِكَةِ فَاِنَّهُمْ مَوْجُوْدُوْنَ اَحْيَاءُ وَلَا يَرَاهُمْ اَحَدٌ مِنْ نَوْعِنَا اِلَّا مَنْ خَصَّهُ اللّٰهُ بِكَرَامَةٍ مِنْ اَوْلِيَائِهٖ۔

اور دلیل اس امر کی یہ ہے کہ شہید بعد قتل اور موت کے نزدیک اللہ کے زندہ رہتے ہیں رزق دیئے جاتے ہیں خوش ہوتے ہیں خوشخبریاں سنتے ہیں اور یہ صفتیں زندگی دنیا کی ہیں۔ جب شہیدوں کی یہ حالت ہو تو انبیا علیہم السلام تو اُنسے بہت کچھ اعلیٰ و بالا ہیں اور یہ حدیث صحت کو پہنچ چکی ہے کہ پیغمبروں کے جسموں کو زمین نہیں کھاتی۔ اور معراج کی رات بیت المقدس میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تمام پیغمبروں سے ملاقات کی۔ اور انکی امامت کی اور پھر آسمانوں پر اکثر پیغمبروں سے کلام اور سلام ہوا۔ اور موسیٰ علیہ السلام کو تو آپ نے اپنی قبر مبارک میں نماز پڑھتا بھی دیکھا اور آپ نے یہ بھی خبر دی کہ جو کوئی موسےٰ علیہ السلام پر سلام کرتا ہے موسےٰ علیہ السلام اسکا جواب بھی دیتے ہیں۔ ان ساری روایتوں سے یہ امر یقیناً ثابت ہوتا ہے کہ موت پیغمبروں کی فقط اتنی ہے کہ ہم انکو نہیں دیکھ سکتے مگر فی الواقعہ وہ زندہ موجود ہیں جیسے فرشتے فی الواقعہ زندہ موجود ہیں۔ اور بنی نوع انسان سے انکو کوئی نہیں دیکھ سکتا۔ مگر جسکو اللہ اپنے کرم کے ساتھ انکے دیکھنے کی خصوصیت عطا فرمائے گا۔

اور تفسیر قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمۃ میں بھی تحت تفسیر قولہ تعالیٰ بَلْ اَحْیَاءٌ وَّلٰکِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ میں بعد تھوڑی عبارت کے ہے۔

فَذَهَبَ جَمَاعَةٌ مِّنَ الْعُلَمَاءِ اِلٰى اَنَّ هٰذِهِ الْحَيٰوةَ مُخْتَصٌّ بِالشُّهَدَاءِ وَ الْحَقُّ عِنْدِيْ عَدَمُ اِخْتِصَاصِهَا بِهِمْ بَلْ حَيَاةُ الْاَنْبِيَاءِ اَقْوٰى مِنْهُمْ وَاَشَدُّ ظُهُوْرًا آثَارُهَا فِي الْخَارِجِ حَتّٰى لَا يَجُوْزُ النِّكَاحُ بِاَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ بَعْدَ وَفَاتِهٖ بِخِلَافِ الشُّهَدَاءِ وَالصِّدِّيْقُوْنَ اَيْضًا اَعْلٰى دَرَجَةً مِّنَ الشُّهَدَاءِ وَ الصَّالِحِيْنَ يَعْنِي الْاَوْلِيَاءَ مُلْحَقُوْنَ بِهِمْ كَمَا يَدُلُّ عَلَيْهِ التَّرْتِيْبُ فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى مِنَ النَّبِيِّيْنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِيْنَ وَلِذٰلِكَ قَالَتِ الصُّوْفِيَّةُ الْعَلِيَّةُ اَرْوَاحُنَا اَجْسَادُنَا اَجْسَادُنَا اَرْوَاحُنَا وَقَدْ تَوَاتَرَ عَنْ كَثِيْرٍ مِّنَ الْاَوْلِيَاءِ اَنَّهُمْ يَنْصُرُوْنَ اَوْلِيَاءَهُمْ وَيُدَمِّرُوْنَ اَعْدَاءَهُمْ وَيَهْدُوْنَ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى مَنْ يَّشَاءُ اللّٰهُ تَعَالٰى وَقَدْ ذَكَرَ الْمُجَدِّدُ رَحِمَهُ اللّٰهُ اَنَّ اَرْبَابَ كَمَالَاتِ النُّبُوَّةِ بِالْوِرَاثَةِ وَقُلْتُ وَهُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ الْمُقَرَّبُوْنَ

ایک جماعت علماء کی اسطرف گئی ہے کہ ایسی زندگی جس میں رزق بھی دئے جائیں اور خوش بھی ہوں۔ اور خوشخبری اور بشارت بھی سنتے رہیں فقط شہیدوں کے ساتھ خاص ہے۔ مگر میرے نزدیک حق یہ ہے کہ انکی زندگی سے پیغمبروں کی زندگی زیادہ قوی ہے یہانتک کہ پیغمبروں کی زندگی کے آثار دنیا میں بھی ظاہر ہیں چنانچہ انکی بیویوں سے بعد وفات پیغمبروں کے کسیکو نکاح جائز نہیں ہوتا۔ اور صدیق بھی درجے میں شہیدوں سے افضل ہوتے ہیں اور اولیاء اللہ انکے ہم پایہ۔ چنانچہ اس آیت کی ترتیب سے یہ امر نہایت ظاہر ہے۔ پارہ پنجم میں اللہ جلشانہ فرماتا ہے "اور جو لوگ تابعداری کریں اللہ اور اللہ کے رسول کی وہ ہوں گے ان لوگوں کے ساتھ جنپر اللہ نے انعام کیا ہے کہ وہ نبی ہیں اور صدیق اور شہید اور نیکو کار اسیواسطے صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ ہماری روحیں ہمارے جسم کا کام دیتی ہیں اور جسم ہمارے روح کا

فِی لِسَانِ الشَّرْعِ فَیُعْطِی لَهُمُ اللّٰهُ وُجُوْ
مَوْهُوْبًا وَیَدُلُّ عَلٰی هٰذَا اَنَّ اَجْسَادَ
الْاَنْبِیَاءِ وَالشُّهَدَآءِ وَبَعْضِ الصُّلَحَآءِ
رَحِمَهُمُ اللّٰهُ لَا یَاْکُلُهَا الْاَرْضُ مَا
اَخْرَجَهُ الْحَاکِمُ وَاَبُوْدَاوُدَ عَنْ اَوْسِ
بْنِ اَوْسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی
اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَی
الْاَرْضِ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَاءِ ۔ وَاَخْرَجَ
اِبْنُ مَاجَةَ عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ نَحْوَهُ انتهٰی

اور بہت سے اولیاء اللہ سے یہ خبر تواتر
کو پہونچ چکی ہے کہ وہ اپنے دوستوں کی مدد
کرتے ہیں اور دشمنوں کو ہلاک اور جسکو اللہ
چاہے اسکی راہنمائی فرماتے ہیں۔ انہی
کی شان میں مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ
فرماتے ہیں کہ بیشک یہ لوگ بواسطے پیروی
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے صاحب
کمالات نبوۃ ہوتے ہیں انہی کو اصطلاح
شریعت میں صدیق اور مقرب کہتے ہیں۔

اور اللہ انکو وجود خاص بخشش فرماتا ہے اور دلیل اس امر پر یہ ہے کہ انبیاء اللہ
اور شہداء اور بعض صالحین کے جسم کو زمین نہیں کھاتی۔ چنانچہ صحیح حاکم اور سنن
ابو داؤد میں ہے حضرت اوس بن اوس فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے بیشک اللہ نے حرام کردیا زمین پر پیغمبروں کے جسموں کو اور ابن ماجہ
میں حضرت ابو الدرداء سے مثل اسکی کے مروی ہے۔

اور نیز منجملہ احادیث دالہ سے حیات صلحا پر یہ حدیث ہے

اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ فِیْ اَبْوَابِ فَضَائِلِ
الْقُرْاٰنِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ
قَالَ ضَرَبَ بَعْضُ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی
اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خِبَائَهُ عَلٰی قَبْرٍ
وَهُوَ لَا یَحْسَبُ اَنَّهُ قَبْرٌ فَاِذَا فِیْهِ
قَبْرُ اِنْسَانٍ یَقْرَءُ سُوْرَةَ الْمُلْکِ
حَتّٰی خَتَمَهَا فَاَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ
وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ

اور ابواب فضائل قرآن ترمذی شریف میں
ہے حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ
فرماتے ہیں کہ بعض اصحاب رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے ناواقفی سے
ایک مقام پر جنگل میں اپنا خیمہ قائم
کرلیا۔ حالانکہ فی الواقعہ وہاں زمین دوز
ایک قبر تھی ناگاہ اس قبر سے سورۃ تبارک
الذی بیدہ پڑھنے کی آواز آنے لگی صحابہ کرام نے

اور معنی مراد بہا الفاظ کنایہ سے نہیں مفہوم ہوتے مگر بقرینہ۔

كَمَا فِي الْمَنَارِ مَتْنِ نُوْرِ الْاَنْوَارِ اَمَّا الْكِنَايَةُ فَمَا اسْتَتَرَ الْمُرَادُ بِهٖ وَلَا يُفْهَمُ اِلَّا بِقَرِيْنَةٍ حَقِيْقَةً كَانَ اَوْ مَجَازًا مِثْلُ اَلْفَاظِ الضَّمِيْرِ خَاصَّةً۔

چنانچہ منار میں ہے کہ کنایہ اسکو کہتے ہیں کہ جو بغیر قرینہ کے مراد متکلم کو نہ سمجھا سکے۔ مثل الفاظ ضمیر کے خاصکر"۔ جس وقت کہ مرجع بھی ضمیر کا نہ مذکور ہو جیسا کہ یہاں ہے۔ لہذا بقرینہ حال راوی حدیث ہذا عنی انس رضی اللہ عنہ کے مرجع الیہم کا بجز اُن اصحاب کے کہ جو ہر وقت ملازم خدمت شریف رہتے تھے مثل راوی حدیث ہذا کی کہ دس برس تک یہاں تک ملازم خدمت والا ہے کہ خادم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مشہور ہو گئے۔

كَمَا فِي تَقْرِيْبِ التَّهْذِيْبِ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ خَادِمُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ خَدَمَهٗ عَشْرَ سِنِيْنَ صَحَابِيٌّ مَشْهُوْرٌ۔

چنانچہ تقریب التہذیب میں ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ مشہور صحابی ہیں جو دس برس تک حضور کی خدمت میں رہے"۔ جملہ صحابہ اور عامئہ مومنین نہیں ہو سکتے بدلالت دیگر احادیث آئندہ مثبتہ قیام۔ اور یا مخصوص ہے ساتھ اُن اوقات کے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رونق افروز محفل صحابہ ہو کر حدیث فرماتے۔ اگر کسی حاجت ضروری کے واسطے اُٹھتے تو صحابہ ہر بار نہیں کھڑے ہوتے تھے چنانچہ مشیر ہے طرف اس معنی کے مضمون حدیث دیگر مرویہ مشکوٰۃ۔

عَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا جَلَسَ وَجَلَسْنَا حَوْلَهٗ فَقَامَ فَاَرَادَ الرُّجُوْعَ نَزَعَ نَعْلَهٗ اَوْ بَعْضَ مَا يَكُوْنُ عَلَيْهِ فَيَعْرِفُ ذٰلِكَ اَصْحَابُهٗ فَيَثْبُتُوْنَ

مشکوٰۃ میں ہے حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے اور بیٹھ جاتے تو ہم سب آپ کے گرد بیٹھ جاتے پھر جب آپ لوٹنے کے ارادہ سے اٹھو کنے

اور یہ قیام لاریب بدوں آنکھوں سے دیکھنے کے شخص معظم کے ہوتا ہے مگر تاہم دفع کرنا شک فنک کنندہ کا چونکہ وہ مخالف ہے ساتھ شرع شریف کے ضرور ہے اور وہ یہ ہے کہ دعوی شک کنندہ کا عدم ثبوت تعظیم شخص معظم میں بدوں آنکھوں سے دیکھنے کے گو وہ سامنے ہی آموجود ہو لاریب ممنوع اسواسطے کہ بدوں آنکھوں سے دیکھنے کے تعظیم شخص معظم کی اگر وہ وہاں موجود ہو ثابت ہے عقلا جیسے نابینا اہل بصارت کے ساتھ تعظیما بغیر آنکھوں سے دیکھنے کے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اور نیز باحادیث صحیحہ

اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَۃَ عَنْ ثَوْبَانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ جَنَازَۃٍ فَرَاٰی نَاسًا رُکْبَانًا فَقَالَ اَلَا تَسْتَحْیُوْنَ اِنَّ مَلٰئِکَۃَ اللّٰہِ عَلٰی اَقْدَامِہِمْ وَاَنْتُمْ عَلٰی ظُہُوْرِ الدَّوَابِّ وَفِی الْبَابِ عَنِ الْمُغِیْرَۃِ بْنِ شُعْبَۃَ وَجَابِرِ بْنِ سَمُرَۃَ وَفِی اللَّمْعَاتِ فَقَالَ اَلَا تَسْتَحْیُوْنَ یُفْہَمُ مِنْہُ کَرَاہَۃُ الرُّکُوْبِ وَھٰذَا الْحَدِیْثُ یَدُلُّ عَلٰی اَنَّ الْمَلٰئِکَۃَ تَحْضُرُ الْجَنَازَۃَ وَالظَّاہِرُ اَنَّ ذٰلِکَ عَامٌّ مَعَ الْمُسْلِمِیْنَ بِالرَّحْمَۃِ وَمَعَ الْکُفَّارِ بِاللَّعْنَۃِ قَالَ اَنَسٌ مَرَّتْ جَنَازَۃٌ بِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَامَ فَقِیْلَ اِنَّہَا جَنَازَۃُ یَہُوْدِیٍّ فَقَالَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا قُمْنَا لِلْمَلٰئِکَۃِ رَوَاہُ النَّسَائِیُّ انتہی۔ وَفِیْہِ اِیْمَاءٌ

ترمذی ابوداؤد ابن ماجہ میں ہے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک جنازہ لیجارہے تھے آپ نے جنازے کے ہمراہ چند آدمیوں کو سوار دیکھکر فرمایا کیا تم نہیں شرماتے اس امر سے کہ تم سوار ہو اور اللہ کے فرشتے پیدل چل رہے ہیں ایسا ہی حضرت مغیرہ بن شعبہ اور جابر بن سمرہ سے منقول ہے۔ لمعات میں ہے اس حدیث سے جنازے کے ساتھ تعظیم فرشتوں کے لحاظ سے سوار ہو کر چلنا مکروہ معلوم ہوتا ہے اور مرقاۃ میں ہے اسی حدیث کی شرح میں ازہار کے حوالہ سے کہ یہ حدیث دلالت کرتی ہے اس امر پر کہ فرشتے جنازے کے ساتھ حاضر ہوتے ہیں۔ مسلمانوں کے جنازے میں شان رحمت کے ساتھ اور کافروں کے جنازے کے ہمراہ ساتھ لعنت کے

إِلَى نَدْبِ الْقِيَامِ لِتَعْظِيمِ الْفُضَلَاءِ وَالْكُبَرَاءِ۔ انتهى عبارة المرقاة۔ اَقُوْلُ وَفِي مِشْكٰوةِ الْمَصَابِيْحِ عَنْ اَبِي مُوْسٰى اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا مَرَّتْ بِكَ جَنَازَةُ يَهُوْدِيٍّ اَوْ نَصْرَانِيٍّ فَقُوْمُوْا لَهَا فَلَسْتُمْ لَهَا تَقُوْمُوْنَ اِنَّمَا تَقُوْمُوْنَ لِمَنْ مَعَهَا مِنَ الْمَلٰئِكَةِ رَوَاهُ اَحْمَدُ۔

چنانچہ نسائی میں ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسالتمآب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک جگہ تشریف فرما تھے کہ ایک جنازے کو دیکھکر آپ کھڑے ہو گئے۔ عرض کیا گیا یہ تو یہودی کا جنازہ ہے آپ نے فرمایا ہم تو ان فرشتوں کے واسطے کھڑے ہوتے ہیں جو اس جنازے کے ہمراہ ہیں۔ اس حدیث میں اسطرف بھی اشارہ ہے کہ کھڑے ہو جانا واسطے تعظیم اہل فضل و کمال کے مستحب ہے۔ انتہی عبارۃ المرقاۃ۔ میں کہتا ہوں کہ تعظیم ملائکہ کی نسبت جو جنازے کے ساتھ ہوتے ہیں امر بھی وارد ہوا ہے چنانچہ مشکوٰۃ شریف میں ہے حضرت ابو موسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تمہارے قریب سے جنازہ یہودی یا نصرانی کا نکلے تو تم اسکے واسطے کھڑے ہو جایا کرو۔ اسواسطے کہ تم اس جنازے کیواسطے نہیں کھڑے ہوتے بلکہ ان فرشتوں کے واسطے کھڑے ہوتے ہو جو جنازے کے ساتھ ہیں۔ اس حدیث کو احمد بن حنبل اپنی مسند میں نقل فرماتے ہیں" ہوگر چہ عند الحنفیہ یہ حدیث منسوخ ہے

جواب شک چہارم۔

چونکہ بجواب شک سوم دفع شک کر دیا گیا کہ مراد قیام مذکورہ سے وہ قیام نہیں ہے کہ کسیکو اہل فضل وکمال سے دیکھکر تعظیماً کھڑے ہو جایا کرتے ہیں لہذا کلام مذکور مورد شک ہذا بھی مطلقاً نہیں رہا مگر چونکہ یہ شک بھی مخالف تھا ساتھ احادیث صحیحہ اور روایات قویہ فقہیہ کے اور دونوں حدیثیں مذکورہ شک قابل حجت نہیں ہیں اسواسطے کہ اول تو انہیں سے حدیث مرویہ ابوداؤد۔

عَنْ اَبِي بَكْرِ ابْنِ اَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ نُمَيْرٍ عَنْ مِسْعَرٍ عَنْ اَبِي الْاَنْبَسِ عَنْ اَبِي الْعَدَبَّسِ عَنْ اَبِي مَرْزُوْقٍ

روایت ہے ابی بکر بن ابی شیبہ سے کہا حدیث بیان کی ہمسے عبد اللہ بن نمیر نے مسعر سے انہوں نے ابی الانبس سے

عَنْ اَبِیْ غَالِبٍ عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ قَالَ خَرَجَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُتَّکِئًا عَلٰی عَصًا الخ ضعیف ہے اور مضطرب السند اور بعض رجال [illegible]

اُنہوں نے ابی العدبس سے اُنہوں نے ابی مرزوق سے اُنہوں نے ابی غالب سے اُنہوں نے ابی امامہ رضی اللہ عنہم سے کہا کہ نکلے ہمارے اوپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم در آنحالیکہ آپ تکیہ لگائے ہوئے تھے عصا پر۔

كَمَا فِیْ مِرْقَاةِ الصَّعُوْدِ قَالَ الطَّبْرَانِیْ هٰذَا الْحَدِیْثُ ضَعِیْفٌ مُضْطَرِبُ السَّنَدِ فِیْهِ مَنْ لَا یُعْرَفُ۔ انتھی۔

چنانچہ مرقاۃ الصعود میں ہے کہا طبرانی نے کہ: "یہ حدیث ضعیف مضطرب السند ہے۔ اسکی سند میں غیر معروف راوی ہیں"۔

اور نیز بعض رجال اسکے لین الحدیث اور مخطی۔

كَمَا فِیْ تَقْرِیْبِ التَّهْذِیْبِ اَبُو الْعَدَبَّسِ كُوْفِیٌّ مَجْهُوْلٌ مِنَ السَّادِسَةِ وَاَبُوْ مَرْزُوْقٍ عَنْ اَبِیْ غَالِبٍ عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ لَیِّنٌ مِنَ السَّادِسَةِ وَلَا یُعْرَفُ اِسْمُهٗ وَاَبُوْ غَالِبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ صَاحِبُ اَبِیْ اُمَامَةَ بَصْرِیٌّ نَزَلَ اَصْبَهَانَ قِیْلَ اِسْمُهٗ حَزَوَّرٌ وَقِیْلَ سَعِیْدُ بْنُ الْحَزَوَّرِ وَقِیْلَ نَافِعٌ صَدُوْقٌ یُخْطِیْ مِنَ الْخَامِسَةِ۔ انتھی۔

چنانچہ تقریب التہذیب میں ہے کہ "ابو العدبس کوفی مجہول الحال ہے اور ابو مرزوق جو ابی غالب سے روایت کرتا ہے اور وہ ابی امامہ سے لین الحدیث ہے اور اسکا نام تک معلوم نہیں اور ابو غالب صاحب ابی امامہ کسی نے کہا کہ وہ بصرہ میں رہا۔ اسکا نام حزورہ ہے اور کسی نے سعید بن الحزور بتایا اور کسی نے کہا نافع اگرچہ سچے ہیں مگر بیان حدیث میں بہت خطا کرتے ہیں"۔

علاوہ بریں معنے اُسکے اور ہیں نہ وہ معنے جو معترض نے سمجھے ہیں اور وہ یہ ہیں کہ قیام منہی عنہ مذکورہ حدیث بذا وہ قیام نہیں ہے کہ کسکو اہل فضل وکمال سے دیکھکر تعظیماً ومحبتہً کھڑے ہوجایا کرتے ہیں۔ اسواسطے کہ یہ قیام تو مخصوص اہل عجم تھا

بلکہ اہل عرب ہیں بھی مروج و معمول تھا چنانچہ احادیث مثبتہ قیام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے بعض صحابہ کرام کے اور قیام صحابہ کرام کے واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور نیز احادیث متضمنہ امر کرامت اثر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیواسطے اس قسم کے قیام کے جو انشاء اللہ عنقریب نقل کیجاویگی صاف دال ہیں مدعا بلکہ قیام منہی عنہ بحدیث ہذا بدلالت لَاتَقُوْمُوْا كَمَا تَقُوْمُ الْاَعَاجِمُ کے وہ قیام ہے کہ شخص معظم آکر بیٹھ جائے اور تعظیم کنندگان دست بستہ کھڑے رہیں اسواسطے کہ قیام مخصوصہ اہل عجم یہی قیام تھا کہ بعض انکا تعظیم کرتا تھا بعض کی باہمیں نہج یعنی بعض لوگ جو مرتبہ میں چھوٹے ہوتے تھے تعظیم کرتے تھے اُن لوگوں کی جو مرتبہ میں بڑے ہوتے تھے اور چھوٹے بڑوں کے سامنے ہرگز نہیں بیٹھتے تھے لہذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بقرینہ حال قصد صحابہ کا بمقتضائے کثرت شوق اُنکے کے بمبالغہ تعظیم نبوی صلے اللہ علیہ وسلم میں کہ وہ ظاہر و باہر ہے حدیث مذکورہ عروۃ بن مسعود رضی اللہ عنہ وغیرہ سے بعد قیام تعظیم کے اس قسم کے کھڑے رہنے کی طرف دیکھا فرمادیا کہ نہ کھڑے ہو تم جیسے کہ عجمی کھڑے ہوتے ہیں۔

چنانچہ اس حدیث مذکورہ ابوداؤد کی شرح میں صاحب مرقاۃ تحریر فرماتے ہیں کہ غالباً اس حدیث کی عمدہ توجیہ یہ ہے کہ وہ لوگ کھڑے ہو کر کھڑے رہگئے ہونگے لہذا حضور نے فرمایا کہ عجمیوں کیطرح سے مت کھڑے رہو نہ یہ معنی کہ مطلقاً تعظیم کو نہ کھڑے ہو۔ ایسا ہی مولانا شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ حجۃ اللہ البالغہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک اسمیں فی الحقیقت کوئی اختلاف نہیں کیونکہ جن معانی سے کام لیا جاتا

كَمَا فِي الْمِرْقَاةِ وَلَعَلَّ الْاَوْجَهَ اَنْ يُّقَالَ اِنَّهُمْ كَانُوْا مُتَمَثِّلِيْنَ فَنَهَاهُمْ عَنْ ذَالِكَ وَعَبَّرَ عَنْهُ بِمُطْلَقِ الْقِيَامِ لِلْمُبَالَغَةِ فِي الْمَرَامِ وَالْمُرَادُ بِالْقِيَامِ الْوُقُوْفُ انتهى۔ وَقَالَ الشَّيْخُ وَلِيُّ اللّٰهِ الْمُحَدِّثُ الدِّهْلَوِيْ فِيْ حُجَّةِ اللّٰهِ الْبَالِغَةِ وَعِنْدِيْ لَا اخْتِلَافَ فِيْهَا فِي الْحَقِيْقَةِ فَاِنَّ الْمَعَانِيَ الَّتِيْ يَدُوْرُ عَلَيْهَا الْاَمْرُ وَالنَّهْيُ مُتَخَلِّفَةٌ فَاِنَّ الْعَجَمَ كَانَ مِنْ اَمْرِهِمْ اَنْ يَّقُوْمَ الْخَدَمُ بَيْنَ

اَیْدِیْ سَیَادَتِہِمْ وَھُوَمِنْ اَفْرَادِہِمْ فِی التَّعْظِیْمِ فَھٰذِیْ عَنْہُ وَاِلٰی ھٰذَا وَقَعَتِ الْاِشَارَۃُ فِیْ قَوْلِہٖ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ کَمَا یَقُوْمُ الْاَعَاجِمُ انتھی۔

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا مطلب جدا ہے اسلئے کہ عجمیونکا دستور تھا کہ خدمتگذار اپنے سرداروں کے سامنے کھڑے رہتے تھے اور یہ بدرجہ غایت تعظیم میں اُنکی ذیادتی تھی پس ہدایت فرمائی اُس سے اور اسی کی طرف اشارہ ہے فرمان حضور صلے اللہ علیہ وسلم میں کما یقوم الاعاجم۔ انتھی۔

کَمَا فِیْ حَدِیْثِ الْمَرْوِیَّۃِ التِّرْمِذِیّ وَاَبُوْدَاوٗدَ عَنْ اَبِیْ مِجْلَزٍ قَالَ خَرَجَ مُعَاوِیَۃُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فَقَامَ عَبْدُ اللّٰہِ ابْنُ الزُّبَیْرِ وَابْنُ صَفْوَانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا حِیْنَ رَاَوْہُ فَقَالَ اِجْلِسَا سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ سَرَّہٗ اَنْ یَّتَمَثَّلَ لَہُ الرِّجَالُ قِیَامًا فَلْیَتَبَوَّأْ مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِ۔

چنانچہ ترمذی اور ابوداؤد میں ہے کہ ابومجلز رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ تشریف لائے انکو دیکھکر حضرت عبداللہ بن زبیر اور ابن صفوان رضی اللہ عنہما کھڑے ہوگئے اور غالباً بعد بیٹھ جانے حضرت معاویہ کے کھڑے ہی رہے لہذا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم دونوں بیٹھ جاؤ۔ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے فرماتے تھے کہ جس شخص کو یہ بات خوش آوے کہ لوگ اُسکے سامنے تعظیماً کھڑے رہیں اسکو چاہیے کہ اپنی جگہ جہنم سے ڈھونڈ لے۔"

مضمون اسکا بھی متفق ہے ساتھ مضمون حدیث مذکور کے اسواسطے کہ جسطرح حدیث سابق میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا صحابہ کو کھڑا دیکھکر منع کرنا قیام سے ثابت ہے اسیطرح منع کرنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا قیام سے حضرت عبداللہ بن زبیر اور ابن صفوان رضی اللہ عنہما کو متابعت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم حدیث بذریعہ ثابت [illegible] قیام منہی عنہ یہی قیام مخصوص باہل عجم معلوم ہوتا ہے یا حرمت محبت قیام بتصریح شارحین معتبرین نہ وہ قیام کہ جو کسیکو اہل فضل وکمال سے

آتے ہوئے دیکھکر تعظیماً کھڑے ہوجاتے ہیں۔

كما في فتح الودود شرح ابو داود قوله ومن احب ان يتمثل الخ اى من احب ان يقوم بين يديه او على راسه احد للتعظيم وقيل ان يقوموا بين يديه او عن جانبيه كما يفعل بالامراء في مجالسهم وهو زى الاعاجم تكبرا او اذلالا للناس وعلى هذا فلعل معاوية كره القيام له خوفا من التشويه بهذا القيام المنهى عنه وكذا في المرقاة الصعود شرح ابو داود قال الطبرى هذا الخبر انما فيه نهى عن ان يقام له من السرور بذالك لا من ان يقوموا له اكراما وقال ابن قتيبة معناه من اراد ان يقوم الرجال على راسه كما يقوم بين ايدى الملوك الاعاجم وليس المراد به نهى الرجل عن القيام لاخيه اذا سلم عليه ورجح النووى مقال الطبرى فقال كالاصح والاولى بل الذى لاحاجة الى ماسواه ان معناه زجر وكف عن محبته قيام الناس اليه

چنانچہ فتح الودود شرح ابو داؤد میں ہے۔ فرمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ومن احب ان یتمثل کو سے یہ مراد ہے کہ جو شخص دوست رکھے اس بات کو کوئی اُس کے سامنے یا اُسکے پیچھے تعظیماً کھڑا رہے اور بعض فرماتے ہیں مراد یہ ہے کہ جو دوست رکھے اُسکی دونوں طرف یا اُسکے سامنے لوگ کھڑے رہیں جیساکہ امراء عجم کے ہاں مروج ہے بطریق تکبر کے دوسرے لوگوں کو ذلیل سمجھکر اور غالباً یہی معنی سمجھکر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے قیام حضرت زبیر و صفوان سے کراہت ظاہر فرمائی بخوف کراہت حاصل کرنے سے اُس قیام کے ساتھ جو شرعاً ممنوع ہے اور ایسا ہی مرقات الصعود شرح ابو داؤد میں ہے علامہ طبری فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں نہی اس امر سے ہے کہ لوگوں کے قیام سے شخص معظم اظہار مسرت کرے نہ اس سے کہ لوگ تعظیماً اُسکے واسطے کھڑے ہوں اور ابن قتیبہ فرماتے ہیں معنی حدیث کے یہ ہیں کہ مستحق وعید وہ شخص ہے جو اس امر کا خواہشمند ہو کہ میرے حضور لوگ کھڑے رہیں جیسے شاہان عجم کے سامنے کھڑے رہتے ہیں اُس قیام کی نہی نہیں ہے جو کوئی اپنے بھائی مسلمان کی تعظیم کو کھڑا ہو جاوے جب وہ اُسلام علیک کہے اور علامہ طبری ہی کے قول کو علامہ نووی نے ترجیح دی ہے اور فرمایا ہے کہ اسکے سوا اور معنے کرنیکی حاجت نہیں ہے کیونکہ

یا کسی اور کام کو) اُٹھتے اور اپنی نعلین مبارک یا اور کوئی چیز چھوڑ دیتے جس سے اصحاب کرام جان لیتے کہ آپ واپس تشریف لاوینگے اپنی حالت پر بدستور بیٹھے رہتے اور کھڑے نہوتے۔"

ورنہ بوقت قدوم تو ثابت ہے قیام صحابہ کا واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تعظیماً ومحبۃً۔ اور نیز قیام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطے بعض صحابہ کے محبۃً و اجلالاً بموجب احادیث صحیحہ صحاح کے۔

كَمَا اَخْرَجَ اَبُوْدَاؤُدَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا رَأَيْتُ رَجُلًا كَانَ اَشْبَهَ حَدِيْثًا وَكَلَامًا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ فَاطِمَةَ كَانَتْ اِذَا دَخَلَتْ عَلَيْهِ قَامَ اِلَيْهَا فَاَخَذَ بِيَدِهَا فَقَبَّلَهَا وَاَجْلَسَهَا فِيْ مَجْلِسِهٖ وَكَانَ اِذَا دَخَلَ عَلَيْهَا قَامَتْ اِلَيْهِ فَاَخَذَتْ بِيَدِهٖ فَقَبَّلَتْهُ وَاَجْلَسَتْهُ فِيْ مَجْلِسِهَا۔ وَاَخْرَجَ التِّرْمِذِيُّ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَدِمَ زَيْدُ ابْنُ حَارِثَةَ الْمَدِيْنَةَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَيْتِيْ فَقَرَعَ الْبَابَ فَقَامَ اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُرْيَانًا يَجُرُّ ثَوْبَهٗ وَاللّٰهِ مَا رَأَيْتُهٗ عُرْيَانًا قَبْلَهٗ فَاعْتَنَقَهٗ وَقَبَّلَهٗ وَفِي الْمِشْكٰوةِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ

ابوداؤد میں ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے بات چیت اور طرز انداز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ زیادہ تر مشابہ فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کسی آدمی کو نہیں دیکھا۔ جب آپ حضور کی خدمت میں حاضر ہوتیں تو حضور کھڑے ہو جاتے اور حضرت خاتون جنت کا ہاتھ پکڑ کر پیشانی پر بوسہ دیکر بمقتضائے محبت اپنی جگہ بٹھلا لیتے اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خاتون جنت کے ہاں تشریف لاتے بغرض تعظیم حضرت خاتون جنت کھڑی ہو جاتیں اور آپکا دست مبارک پکڑ کر حضور کی پیشانی کو بوسہ دیکر آپکو اپنی جگہ پر بٹھلا لیتیں۔

اور ترمذی شریف میں ہے حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ مدینہ طیبہ میں تشریف لائے

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَجْلِسُ مَعَنَا فِی الْمَسْجِدِ یُحَدِّثُنَا فَاِذَا قَامَ قُمْنَا قِیَامًا حَتّٰی نَرَاہُ قَدْ دَخَلَ بَعْضَ بُیُوْتِ اَزْوَاجِہٖ۔

جناب رسالتماٰب صلی اللہ علیہ وسلم اسوقت میرے گھر میں تھے۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے جب دروازہ کھٹکھٹایا آپ بمقتضائے محبت چادر کھینچتے ہوئے برہنہ کھڑے ہو گئے قسم ہے اللہ کی اس سے پہلے میں نے آپکو ایسا برہنہ کبھی نہیں دیکھا تھا۔ اور حضور حضرت زید سے بغلگیر ہوئے اور انکی پیشانی پر بوسہ دیا۔ اور مشکوٰۃ شریف میں ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ساتھ مسجد میں بیٹھکر نصیحت آمیز باتیں فرماتے رہتے جب آپ تشریف بری کے ارادہ سے کھڑے ہوتے تو ہم سب کھڑے ہو جاتے اور اُسوقت تک کھڑے رہتے جب آپ کو دیکھ لیتے کہ بعض ازواج مطہرات کے گھر میں داخل ہو گئے"۔

اگر کوئی کہے کہ حدیث ہذا سے تو قیام صحابہ برائے تعظیم نہیں پایا جاتا بلکہ حدیث ہذا بیان حال واقعی ہے کہ جب آپ بارادۂ تشریف بری کھڑے ہوتے کہ وہ پہچان لیا جاتا تھا وقت نہ رکھنے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کوئی چیز بمقام جلوس بوقت قیام چنانچہ مضمون ہذا حدیث گذشتہ مرویہ مشکوٰۃ سے واضح ولائح ہے ہم بھی کھڑے ہو جاتے تھے تو جواب اسکا یہ ہے کہ عبارت حَتّٰی نَرَاہُ قَدْ دَخَلَ بَعْضَ بُیُوْتَ اَزْوَاجِہٖ صراحۃً دال ہے قیام صحابہ پر برائے تعظیم اسواسطے کہ اگر قیام صحابہ بلا ارادۂ تعظیم ہوتا تو صحابہ کو کھڑے رہنے کی یہانتک کہ آپ داخل بیوت ازواج مطہرات ہو جاویں۔ اور نظر نہ آویں کچھ حاجت نہ تھی۔ پس بدیںجہت کھڑا رہنا صحابہ کا مدت مذکور تک صراحۃً دال ہے قیام ہذا پر برائے تعظیم۔ اور نیز اسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بسند قوی کہ کھڑے ہوئے ہم واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور بوسہ دیا ہم نے آپ کے ہاتھ کو۔ چنانچہ روایت ہذا قسطلانی شرح بخاری کی جلد تاسع مطبوعہ مصر میں موجود ہے۔

وَفِی الشِّفَاءِ عَنْ عَمْرِ بْنِ السَّائِبِ

اور شفاء میں ہے حضرت عمر بن سائب سے فرماتے ہیں

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ جَالِسًا يَوْمًا فَأَقْبَلَ أَبُوْهُ مِنَ الرَّضَاعَةِ فَوَضَعَ لَهُ بَعْضَ ثَوْبِهِ فَقَعَدَ عَلَيْهِ ثُمَّ أَقْبَلَتْ أُمُّهُ فَوَضَعَ لَهَا ثَوْبَهُ مِنْ جَانِبِهِ الْآخَرِ ثُمَّ أَقْبَلَ أَخُوْهُ مِنَ الرَّضَاعَةِ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَجْلَسَهُ بَيْنَ يَدَيْهِ قَالَ عَلَّامَةُ الْخَفَاجِيْ فِيْ شَرْحِ الشِّفَاءِ وَفِيْهِ دَلِيْلٌ عَلٰى أَنَّهُ يَجُوْزُ الْقِيَامُ تَعْظِيْمًا لِمَنْ يَسْتَحِقُّ التَّعْظِيْمَ انتهى

کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ کے رضاعی باپ تشریف لے آئے۔ آپ نے اپنا کپڑا انکے واسطے بچھا دیا۔ پھر آپ کی رضاعی والدہ تشریف لائیں آپ نے انکے ساتھ بھی یہی برتاؤ کیا پھر جب آپ کے رضاعی بھائی آئے آپ انکے واسطے کھڑے ہوگئے اور انکو اپنے سامنے بٹھا لیا۔ علامہ خفاجی شارح شفا فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں دلیل ہے اس امر پر کہ جو مستحق تعظیم ہو اسکے واسطے تعظیماً کھڑا ہو جانا جائز ہے۔"

اور نیز ثابت ہے حکم فرمانا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا برائے قیام واسطے تعظیم قدوم اہل فضل وکمال کے بوقت قدوم باحادیث صحیحہ صحیحین۔

كَمَا أَخْرَجَ الْبُخَارِيُّ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ نَزَلَ بَنُوْ قُرَيْظَةَ عَلٰى حُكْمِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فَأَرْسَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِ فَجَاءَ فَقَالَ قُوْمُوْا إِلٰى سَيِّدِكُمْ أَوْ خَيْرِكُمْ وَفِي الْمُسْلِمِ فَأَتَاهُ عَلٰى حِمَارٍ فَلَمَّا دَنَا قَرِيْبًا مِنَ الْمَسْجِدِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْأَنْصَارِ قُوْمُوْا إِلٰى سَيِّدِكُمْ أَوْ خَيْرِكُمْ

بخاری شریف میں ہے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب بنو قریظہ حضرت سعد بن معاذ کے حکم پر راضی ہو کر حضور کی خدمت میں آکر حاضر ہو گئے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو طلب فرمایا جب حضرت سعد تشریف لائے آپ نے بنو قریظہ کو فرمایا کہ اپنے سردار کیطرف تعظیماً کھڑے ہو جاؤ

اور مسلم شریف میں ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ گدھے پر سوار جب مسجد سے قریب ہوئے آپ نے انصار کو فرمایا کہ اپنے سردار کیطرف کھڑے ہو جاؤ۔"

چنانچہ بموجب انہی احادیث مذکورہ کے مستحب رکھا ہے جمہور علماء سلف وخلف نے قیام ہذا کو۔

كَمَا قَالَ النَّوَوِيُّ فِي شَرْحِهِ لِلْمُسْلِمِ تَحْتَ هٰذَا الْحَدِيْثِ قَوْلُهُ قُوْمُوْا إِلٰى سَيِّدِكُمْ فِيْهِ إِكْرَامُ أَهْلِ الْفَضْلِ وَتَلَقِّيْهِمْ بِالْقِيَامِ لَهُمْ إِذَا أَقْبَلُوْا هٰكَذَا احْتَجَّ بِهٖ جَمَاهِيْرُ الْعُلَمَاءِ لِاسْتِحْبَابِ الْقِيَامِ قَالَ الْقَاضِيْ وَلَيْسَ هٰذَا مِنَ الْقِيَامِ الْمَنْهِيِّ عَنْهُ وَإِنَّمَا ذَالِكَ لِمَنْ يَقُوْمُوْا عَلَيْهِ وَهُوَ جَالِسٌ وَيَتَمَثَّلُوْا قِيَامًا طُوْلَ جُلُوْسِهٖ قُلْتُ الْقِيَامُ لِلْقَادِمِ مِنْ أَهْلِ الْفَضْلِ مُسْتَحَبٌّ وَقَدْ جَاءَ فِيْهِ أَحَادِيْثُ وَلَمْ يَصِحَّ فِي النَّهْيِ عَنْهُ شَيْءٌ صَرِيْحٌ وَقَدْ جَمَعْتُ كُلَّ ذَالِكَ مَعَ كَلَامِ الْعُلَمَاءِ عَلَيْهِ فِيْ جُزْءٍ وَأَجَبْتُ فِيْهِ عَمَّا تُوُهِّمَ النَّهْيُ عَنْهُ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ انْتَهٰى كَلَامُ النَّوَوِيِّ۔ وَفِيْ دُرِّ الْمُخْتَارِ وَفِي الْوَهْبَانِيَّةِ يَجُوْزُ بَلْ يُنْدَبُ الْقِيَامُ تَعْظِيْمًا لِلْقَادِمِ كَمَا يَجُوْزُ الْقِيَامُ لَوْ لِلْقَارِيْ بَيْنَ يَدَيِ الْعَالِمِ وَفِيْ رَدِّ الْمُحْتَارِ قَوْلُهُ يَجُوْزُ بَلْ يُنْدَبُ الْقِيَامُ تَعْظِيْمًا لِلْقَادِمِ أَيْ إِنْ كَانَ يَسْتَحِقُّ التَّعْظِيْمَ قَالَ فِي الْقُنْيَةِ قِيَامُ الْجَالِسِ فِي الْمَسْجِدِ

شرح مسلم میں امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ اس حدیث کی شرح میں تحریر فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں سند ہے اہل فضل اور کمال کی تعظیم کرنے پر اور جب وہ آویں کھڑے ہو کر انکی تعظیم کرنے اور ملاقات کرنے پر اسیطرح حجت پکڑی ہے ساتھ اس حدیث کے جمہور علماء نے اوپر مستحب ہونے قیام تعظیم کے۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں وہ قیام جس سے حضور نے منع فرمایا ہے وہ یہ قیام تعظیمی نہیں ہے بلکہ جس سے منع فرمایا ہے وہ وہ قیام ہے کہ صاحب فضل بادشاہ وغیرہ آکر بیٹھ جاوے اور جب تک وہ بیٹھا رہے کوئی بیٹھنے نہ پاوے بلکہ سب کھڑے رہیں۔ میں کہتا ہوں کہ قیام تعظیمی علماء اور فضلاء کے واسطے مستحب ہے اور اسکے استحباب میں بہت سی حدیثیں آئی ہیں اور ممانعت میں اس قیام سے کوئی حدیث صریح صحت کو نہیں پہونچی۔ اور میں نے اس بحث میں ایک پورا رسالہ لکھا ہے جسمیں مانعین کے

لِمَنْ دَخَلَ عَلَيْهِ تَعْظِيْمًا وَقِيَامُ قَارِی
الْقُرْاٰنِ لِمَنْ يَجِيْئُ تَعْظِيْمًا لَا يُكْرَهُ اِذَا
كَانَ مِمَّنْ يَسْتَحِقُّ التَّعْظِيْمَ وَفِيْ مُشْكِلِ
الْاٰثَارِ اَلْقِيَامُ لِغَيْرِهٖ لَيْسَ بِمَكْرُوْهٍ
لِعَيْنِهٖ اِنَّمَا الْمَكْرُوْهُ مَحَبَّتُهُ الْقِيَامَ لِمَنْ
يُقَامُ لَهٗ فَاِنْ قَامَ لِمَنْ لَا يُقَامُ لَهٗ لَا يُكْرَهُ
قَالَ ابْنُ وَهْبَانَ اَقُوْلُ وَفِيْ عَصْرِنَا
يَنْبَغِيْ اَنْ يُسْتَحَبَّ ذٰلِكَ اَيِ الْقِيَامُ
لِمَا يُوْرِثُ تَرْكُهُ مِنَ الْحِقْدِ وَالْبَغْضَاءِ
وَالْعَدَاوَةِ لَا سِيَّمَا اِذَا كَانَ فِيْ مَكَانٍ
اُعْتِيْدَ فِيْهِ الْقِيَامُ وَمَا وَرَدَ مِنَ التَّوَعُّدِ
عَلَيْهِ فِيْ حَقِّ مَنْ يُحِبُّ الْقِيَامَ بَيْنَ يَدَيْهِ
كَمَا يَفْعَلُهُ التُّرْكُ وَالْاَعَاجِمُ اھ قُلْتُ
يُؤَيِّدُهٗ مَا فِي الْعِنَايَةِ وَغَيْرِهَا
عَنِ الشَّيْخِ الْحَكِيْمِ اَبِي الْقَاسِمِ كَانَ
اِذَا دَخَلَ عَلَيْهِ غَنِيٌّ يَقُوْمُ لَهٗ وَيُعَظِّمُهٗ
وَلَا يَقُوْمُ لِلْفُقَرَاءِ وَطَلَبَةِ الْعِلْمِ فَقِيْلَ لَهٗ
فِيْ ذٰلِكَ فَقَالَ الْغَنِيُّ يَتَوَقَّعُ مِنِّي التَّعْظِيْمَ
فَلَوْ تَرَكْتُهٗ لَتَضَرَّرَ وَالْفُقَرَاءُ وَالطَّلَبَةُ
الْعِلْمِ اِنَّمَا يَطْمَعُوْنَ جَوَابَ السَّلَامِ
وَالْكَلَامَ مَعَهُمْ فِي الْعِلْمِ وَتَمَامُ ذٰلِكَ
فِيْ رِسَالَةِ الشُّرُنْبُلَالِيْ ۔ انتهى عِبَارَةُ
رَدِّ الْمُحْتَارِ الْمَشْهُوْرِ بِالشَّامِيِّ ۔ وَهٰكَذَا

وہم کا پورا جواب دیا ہے۔ اور علماء مثبتین
کے اقوال جمع کئے ہیں۔ انتہی کلام نووی۔
اور دُرِّ مختار میں ہے وہبانیہ سے۔ جائز ہے
بلکہ مستحب ہے قیام تعظیمی آنیوالے اہل
فضل وکمال کے لئے جیسے جائز ہے علماء
کے سامنے وقت پڑھنے کے کھڑا رہنا۔
ردّ المحتار میں ہے کہ بیشک مستحب ہے
اگر آنیوالا مستحق تعظیم کا ہو۔ قنیہ میں ہے
کہ اگر کوئی شخص مسجد میں بیٹھا ہے۔ یا
قرآن شریف کی تلاوت کر رہا ہے اور
کوئی عالم صاحب فضل وکمال آجاوے
اور وہ اسکے واسطے کھڑا ہو جاوے تو مکروہ
نہیں ہے۔ اور مشکل الآثار میں ہے
کہ کھڑا ہونا کسیکے واسطے بالذات مکروہ
نہیں ہے۔ مکروہ اس امر کی محبت ہے
کہ دوسروں سے دوست رکھے کہ وہ
میرے واسطے قیام کریں۔ پھر اگر غیر مستحق
کے واسطے بھی کھڑا ہو جاوے تو مکروہ نہیں
ابن وہبان فرماتے ہیں کہ ہمارے زمانہ
میں آنیوالا کے واسطے مطلقاً قیام کرنا
مستحب ہے خصوصاً جہاں عادت ہو اسواسطے
کہ اسکے ترک کرنے میں بغض اور عداوت
باہمی پیدا ہوتا ہے جو حرام ہے۔ اور

فِی الْجُزْءِ الثَّانِی مِنْ اَحْیَاءِ الْعُلُوْمِ لِلْغَزَالِی عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ

اور جو قیام ناجائز ہے وہ وہ ہے کہ شخص معظم اس امر کو دوست رکھے کہ لوگ اسکے آگے کھڑے رہیں بیٹھنے نہ پاویں جیسے ترک اور عجمی کرتے ہیں۔ اور اسکی تائید کرتی ہے وہ روایت جو عنایہ وغیرہ میں ہے شیخ حکیم ابوالقاسم رحمہ سے کہ آپ کی خدمت میں جب دولتمند حاضر ہوتے اُنکے واسطے کھڑے ہو جاتے اور اُنکی تعظیم و تکریم کرتے اور فقراء اور طالب علموں کے واسطے بطریق تعظیم قیام نہ فرماتے جب اُن سے اس امر کی وجہ دریافت کی گئی۔ فرمایا دولتمند امیدوار تعظیم کے رہتے ہیں اور اگر انکی تعظیم نہ کیجائے تو ان سے ایذارسانی کا خوف ہوتا ہے اور فقراء اور طالب علم۔ علم کی باتوں کے خواہشمند اور فقط جواب سلام کے حاجتمند رہتے ہیں۔ اور اس امر کی پوری بحث رسالہ شرنبلالی میں ہے۔ یہانتک عبارت شامی کی ختم ہوئی۔ اور اسی قسم کا مضمون جلد ثانی احیاء العلوم میں ہے۔

اور جلد خامس فتاوئے عالمگیری میں ہے۔

وَعَنْ عَلَّامَۃِ الْاُمَّۃِ الْحَضَامِی قَالَ مَشَائِخُنَا الْاَبُ یُقَدَّمُ عَلَی الْاُمِّ فِی الْاِحْتِرَامِ وَالْاُمُّ فِی الْخِدْمَۃِ حَتّٰی اِنْ دَخَلَا عَلَیْہِ فِی الْبَیْتِ یَقُوْمُ لِلْاَبِ انتہٰی۔

اور علامہ امت حضامی فرماتے ہیں کہ ہمارے مشائخ نے فرمایا ہے کہ باعتبار تعظیم کے باپ کا مرتبہ ماں سے مقدم ہے اور باعتبار خدمت کے ماں کا مرتبہ مقدم ہے یہانتک کہ اگر ماں باپ دونوں گھر میں آویں باپ کی تعظیم کی نیت سے کھڑا ہونا چاہیئے گا۔

اور اُسی کے اٹھائیسویں باب میں ہے۔

تَجُوْزُ الْخِدْمَۃُ لِغَیْرِ اللّٰہِ تَعَالٰی بِالْقِیَامِ وَاَخْذِ الْیَدَیْنِ وَالْاِنْحِنَاءِ وَلَا تَجُوْزُ السُّجُوْدُ اِلَّا لِلّٰہِ تَعَالٰی کَذَا فِی الْغَرَائِبِ انتہٰی۔ وَفِیْہِ قَوْمٌ یَقْرَؤُنَ الْقُرْاٰنَ مِنَ الْمَصَاحِفِ

غیر اللہ کی خدمت قیام اور دست بوسی اور جھکنے کے ساتھ جائز ہے نہ سجدہ کے ساتھ جو مخصوص ذات باری ہے۔ ایسا ہی فتاویٰ غرائب میں ہے۔ اور اسی میں ہے ایک

اَوْ يَقْرَأُ رَجُلٌ وَاحِدٌ فَدَخَلَ عَلَيْهِ وَاحِدٌ مِنَ الْاَجِلَّةِ وَالْاَشْرَافِ فَقَامَ الْقَارِئُ لِاَجْلِهِ قَالُوْا اِنْ دَخَلَ عَالِمًا اَوْ اَبُوْهُ اَوْ اُسْتَاذُهُ الَّذِيْ عَلَّمَهُ الْعِلْمَ جَازَ اَنْ يَّقُوْمَ لِاَجْلِهِ۔ انتهى۔ وَقَالَ الْبَغْوِيُّ وَالْخَطَّابِيُّ اَنَّ قِيَامَ الْمَرْءُوْسِ لِلرَّئِيْسِ الْفَاضِلِ وَالْوَالِي الْعَادِلِ وَقِيَامَ الْمُتَعَلِّمِ لِلْعَالِمِ مُسْتَحَبٌّ غَيْرُ مَكْرُوْهٍ عَمَلًا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ۔ انتهى۔ وَقَالَ الْكِرْمَانِيُّ فِيْ شَرْحِ الْبُخَارِيِّ الْمُسَمّٰى بِالْكَوَاكِبِ الدَّرَارِيِّ۔ وَفِيْهِ اَيْ فِيْ قَوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُوْمُوْا اِلٰى سَيِّدِكُمْ اِسْتِحْبَابُ الْقِيَامِ عِنْدَ دُخُوْلِ الْاَفْضَلِ وَهُوَ غَيْرُ الْقِيَامِ الْمَنْهِيِّ لِاَنَّ ذٰلِكَ بِمَعْنَى الْوُقُوْفِ وَهٰذَا بِمَعْنَى النُّهُوْضِ اِنْتَهٰى۔

جماعت قرآن مجید دیکھکر پڑھ رہی تھی یا تنہا کوئی پڑھ رہا تھا۔ اس حالت میں اگر کوئی بزرگ مثلاً اسکا باپ یا ماں یا استاد علوم دینی آجاوے تو انکو انکی تعظیم کے واسطے کھڑا ہونا جائز ہے علامہ بغوی اور علامہ خطابی رحمہما اللہ فرماتے ہیں کہ قیام تعظیمی رعیت کو اور شاگردوں کو بادشاہ عالم اور حاکم عادل یا استاد علوم دینی کے واسطے تعظیماً و تکریماً مستحب ہے نہ کہ مکروہ بموجب حدیث سعد رضی اللہ عنہ کے علامہ کرمانی شرح بخاری شریف میں تحریر فرماتے ہیں کہ حدیث قوموا الیٰ سیدکم سے بزرگوں اور اہل فضل و کمال کے واسطے تعظیماً کھڑا ہونا مستحب ثابت ہوتا ہے اور یہ قیام تعظیمی وہ قیام نہیں ہے جسکی ممانعت احادیث صحیحہ سے ثابت ہے اسواسطے کہ وہ قیام بمعنے وقوف ہے جسکے معنے کھڑے رہنے کے ہیں جب تک کوئی صاحب فضل و کمال یا بادشاہ وغیرہ بیٹھا رہے۔"

اور قول تورپشتی کہ معنے قوموا الیٰ سیدکم کے یہ ہیں کہ کھڑے ہو تم مدد کر نیکو اور اتارنے کو اپنے سردار کے نہ کہ واسطے تعظیم کے۔ مردود ہے بقول طیبی۔

كَمَا قَالَ اَبُوْ مُحَمَّدِ بْنُ اَحْمَدَ فِيْ شَرْحِهٖ لِلْبُخَارِيِّ

علامہ عینی شرح بخاری شریف میں تحریر فرماتے ہیں

اَلْمُسَمّٰی بِعُمْدَۃِ الْقَارِیْ الْمَعْرُوْفُ بِعَیْنِیْ قَالَ التُّوْرِبِشْتِیْ فِیْ شَرْحِ الْمَصَابِیْحِ مَعْنَاہُ قُوْمُوْا اِلٰی اِعَانَتِہٖ وَاِنْزَالِہٖ مِنْ دَابَّتِہٖ وَلَوْ کَانَ الْمُرَادُ التَّعْظِیْمُ لَقَالَ قُوْمُوْا لِسَیِّدِکُمْ وَاعْتَرَضَ عَلَیْہِ الطِّیْبِیُّ بِاَنَّہٗ لَا یَلْزِمُ مِنْ کَوْنِہٖ لِلْاِنْزَالِ اَنْ لَّا یَکُوْنَ لِلْاِکْرَامِ وَمَا اَعَلَّ بِہٖ مِنَ الْفَرْقِ بَیْنَ اِلٰی وَاللَّامِ ضَعِیْفٌ لِاَنَّ اِلٰی فِیْ ھٰذَا الْمَقَامِ اَفْخَمُ مِنَ اللَّامِ کَاَنَّہٗ قِیْلَ قُوْمُوْا اَوِامْشُوْا اِلَیْہِ تَلَقِّیًا وَاِکْرَامًا وَھٰذَا مَاخُوْذٌ مِنْ تَرَتُّبِ الْحُکْمِ عَلَی الْوَصْفِ الْمُنَاسِبِ الْمُشْعِرِ بِالْعِلِّیَّۃِ فَاِنَّ قَوْلَہٗ سَیِّدِکُمْ عِلَّۃٌ لِلْقِیَامِ لَہٗ وَذَالِکَ لِکَوْنِہٖ ذَوِی الْقَدْرِ وَالْمَرَاتِبِ۔ انتھٰی۔

کہ توربشتی کا یہ قول شرح مصابیح میں کہ حدیث قوموا الٰی سیدکم میں حکم قیام تعظیمی کے واسطے نہ تھا بلکہ انکو جو زخمی ہونیکے سواری سے اُتارنیکے واسطے حضور نے فرمایا تھا کہ کھڑے ہو جاؤ اگر تعظیماً کھڑے ہونے کو ارشاد ہوتا تو یوں فرماتے قوموا لسیدکم۔ علامہ طیبی جواب قول مذکورہ توربشتی میں فرماتے ہیں کہ اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ اُتارنے ہی کو فرمایا تھا تو اس سے نفی تعظیماً کھڑے ہونے کی لازم نہیں آتی اسواسطے کہ جو لام اور اِلٰی کا توربشتی نے فرق بیان کیا ہے وہ ضعیف ہے بلکہ بہ نسبت لام کے اس مقام پر اِلٰی سے زیادہ ظہور تعظیم کا ہے اسواسطے کہ ہو وقت یہ معنے ہوں گے کہ کھڑے ہو جاؤ اور نہایت تعظیم کے ساتھ انکو جا کر اُتارو۔ اسواسطے کہ وہ تمہارے سردار ہیں اور سردار کا واجب التعظیم ہونا ظاہر ہے"۔

چنانچہ صاحب قدر عظیم المرتبہ ہونا حضرت سعد کا ان احادیث صحیحہ صحاح سے ظاہر ہے

کَمَا اَخْرَجَ الْبُخَارِیُّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِھْتَزَّ عَرْشُ الرَّحْمٰنِ لِمَوْتِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ۔

چنانچہ بخاری شریف میں ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سنا میں نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو کہ فرماتے تھے حضرت سعد کی موت سے اللہ کا عرش ہل گیا"۔

اور نیز مجمع البحار میں بھی شرح حدیث ہذا میں یہی مضمون مرقوم ہے۔

حَیثُ قَالَ :۔ اِحتَجَّ بِہِ الجَمَاھِیرُ لِاِکرَامِ اَھلِ الفَضلِ بِالقِیَامِ اِذَا اَقبَلُوا وَاَمَّا القِیَامُ المَنھِیُّ عَنہُ فَاِنَّمَا ھُوَ فِیمَن یَقُومُوا عَلَیہِ وَھُوَ جَالِسٌ وَیَمثُلُونَ قِیَامًا طُولَ جُلُوسِہٖ انتھی مختصرا۔

چنانچہ مجمع البحار میں ہے کہ جمہور علماء نے اس حدیث کے ساتھ قیام تعظیمی کو مستحب سمجھا ہے البتہ وہ قیام جسکی ممانعت ہے وہ وہ قیام ہے کہ مخدوم آکر بیٹھ جائے اور خادم کھڑے ہی رہیں اور بیٹھنے نہ پائیں"۔

جواب شک پنجم۔ قول قائل ہذا کہ قیام ہذا بجہت مشابہت کے ساتھ قیام نماز کے موہم شرک ہے محض غلط ہے اور نا سزا اسواسطے کہ قیام برائے تعظیم بدو رویت شخص معظم بوجہ احسن ثابت ہے بموجب شرع شریف کے چنانچہ علماء دین نے آداب زیارت سید المرسلین خاتم النبیین علیہ افضل صلوۃ رب العلمین میں لکھا ہے کما فی جذب القلوب الی دیار المحبوب للشیخ عبد الحق محدث الدھلوی "ودروقت سلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وقوف در انجناب با عظمت دست راست را بر دست چپ بنہد چنانکہ در حالت نماز کنند"۔

وَھٰکَذَا ذَکَرَ الکِرمَانِی اَنَّہٗ یَضَعُ یَمِینَہٗ عَلٰی شِمَالِہٖ کَالصَّلٰوۃِ وَکَذٰلِکَ قَالَ مُلَّا عَلِیُّ القَارِیُّ فِی دُرِّ المُضِیَّۃِ وَفِی فَتَاوَی العَالَمگِیرِیَّۃِ وَیَقِفُ کَمَا یَقِفُ فِی الصَّلٰوۃِ۔

اور ایسا ہی کرمانی میں ہے کہ وقت کھڑے ہونے کے حضور کے مواجہ میں دہنے ہاتھ کو بائیں پر مثل حالت نماز کی رکھکر درود پڑھے۔ ایسا ہی ملا علی قاری نے در المضیہ میں لکھا ہے اور ایسا ہی فتاوی عالمگیریہ میں ہے۔

اور نیز نہ ہونا اس قیام کا عبادت سے بموجب روایات فقہیہ ثابت ہے۔

کَمَا فِی الکَبِیرِیِ شَرحِ مُنیَۃِ المُصَلِّی فِی بَابِ تَحقِیقِ فَرضِ القِیَامِ لِلصَّلٰوۃِ اَنَّ القِیَامَ وَسِیلَۃٌ اِلَی السُّجُودِ وَالخُرُورِ وَالسُّجُودُ اَصلٌ بِدَلِیلِ اَنَّ السُّجُودَ شَرعًا

باب تحقیق فرضیت قیام کبیری میں ہے کہ بلاشبہ قیام وسیلہ ہے سجدہ میں جانے کا اور اصل مقصود سجدہ ہے اسواسطے کہ شرعًا سجدہ عبادت ہے

عِبَادَةٌ بِدُوْنِ الْقِيَامِ كَمَا فِي سَجْدَةِ التِّلَاوَةِ وَالْقِيَامُ لَمْ يُشْرَعْ عِبَادَةً وَحْدَهُ وَذٰلِكَ لِاَنَّ السُّجُوْدَ غَايَةُ الْخُضُوْعِ حَتّٰى لَوْ سَجَدَ لِغَيْرِ اللّٰهِ يَكْفُرُ بِخِلَافِ الْقِيَامِ۔ انتهى۔

نہ کہ قیام جیسا کہ سجدہ تلاوت میں مقصود سجدہ ہوتا ہے اگرچہ کھڑے ہو کر کرے اور تنہا قیام کسی کے نزدیک شرعاً عبادت نہیں۔ اسواسطے کہ سجدہ عبادت میں بے حد عجز و نیاز کا ظہور ہوتا ہے اسیواسطے اللہ کے سوا غیر کو سجدہ کرنا کفر ہے بخلاف قیام۔"

جواب شک ششم۔ جملہ اہل بصیرت پر واضح ہو گا کہ کلام کور فقیر حقیر سراپا تقصیر مورد شک شاک کہ ایک وقت میں ہزار جگہ محفل مولد شریف منعقد ہوتی ہے پھر ایک ذات مقدس سرور کائنات علیہ افضل الصلوات والتسلیمات کا ہزار جگہ موجود ہونا محال ہے۔ ہرگز نہیں ہو سکتا اسواسطے کہ کلام مذکور متضمن اثبات اس امر کا ہے کہ رونق افروزی حضور صلے اللہ علیہ وسلم بعد حصول توجہ خاص بجہت کثرت صلوۃ وسلام حاضرین محبت اساس کے ہر ایک محفل مولد شریف میں مظنون ہے لہذا جملہ حاضرین محفل ہر ایک بزم سعادت نظم میں بمناسبت قیام ملائکہ بامید حصول اسی سعادت عظمیٰ اور کرامت کبرے کے بصورت عشاق شیدا بہ نیت استقبال کھڑے ہو جاتے ہیں۔ مگر نہیں معلوم کہ اس سعادت عظمیٰ سے کونسے سعید ازل کونسی محفل میں مشرف ہوں اور دریں صورت لازم نہیں ہے کہ آپ ہر ایک محفل میں بلا ریب رونق افروز ہوتے ہی ہیں۔ بلکہ ہر بزم میں رونق افزا ہونا مظنون ہے۔ ہاں البتہ اگر یوں کہا جاتا کہ رونق افروز ہونا آپکا ہر ایک محفل میں متیقن ہے تو بلا ریب دریں صورت یہ بات لازم آتی کہ ایک ذات مقدس کا ہزار جگہ موجود ہونا محال ہے۔ مگر بعض معترضین معتقدین مولوی اسمٰعیل صاحب سے یہ امر بہت بعید معلوم ہوتا ہے بلکہ ان سے تو اولیاء امت مرحومہ کا ہی ایک آن میں ہزار جگہ حاضر ہو کر افعال غریبہ ظہور میں لانے کو ہی محال جاننا محال معلوم ہوتا ہے چہ جائیکہ رونق افروزی حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا امکنہ متعددہ اور مکانات معدودہ میں محال جاننا اسواسطے کہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ جنکو ساتویں طبقہ میں مولوی اسمٰعیل صاحب

اپنا پیر طریقت تسلیم کرتے ہیں اپنے مکتوبات کی جلد ثانی میں اسطرح تحریر فرماتے ہیں "ہر گاہ کہ جنیاں را ابقدر یراسد سبحانہٗ ایں قدرت بود کہ متشکل باشکال گشتہ اعمال غریبہ بوقوع آرند ارواح کمل را اگر ایں قدرت عطا فرمائند چہ محل تعجب است وچہ احتیاج ببدن دیگر ازیں قبیل است آنچہ از بعضے اولیاء اللہ نقل میکنند کہ دریک آن دراامکنۂ متعدد حاضر میگردند وافعال متبائنہ بوقوع مے آرند اینجانیز لطائف ایشاں متجسد باجساد مختلفہ ومتشکل باشکال متبائنہ میشوند ہمچنیں عزیزیکہ مثلاً در ہندوستان توطن دارد وازاں دیار نہ بر آمدہ است جمعے از حضرت مکہ معظمہ مے آیند ومیگویند کہ آں عزیز را در حرم کعبہ دیدہ ایم وچنیں درمیان ما وعزیز گذشتہ است۔ وجمعے دیگر نقل میکنند کہ ما اورا در روم دیدہ ایم وجمعے دیگر در بغداد دیدہ اند ایںہمہ تشکل لطائف آں عزیز است باشکال مختلفہ وگاہ ہست کہ آں عزیز را از تشکلات اطلاع نبود لہذا در جواب آں جماعت گاہ میگوید کہ من از خانہ نہ بر آمدہ ام وحرم کعبہ را ندیدہ ام۔ وروم وبغداد را مے شناسم ونمیدانم کہ شما چہ کسانید وہمچنیں ارباب حاجات از اعزہ احیاء واموات دراں مخاوف ومہالک مدد ہا طلب مینمایند ومے بینند کہ آں صور اعزہ حاضر شدہ دفع بلیہ اینہا نمودہ اند گاہ ہست کہ آں اعزہ را از دفع آں بلیہ اطلاع بود وگاہ نبود۔ از ما وشما بہانہ بر ساختہ اند۔ ایں نیز تشکل لطائف آں اعزہ ہست ایں تشکل گاہ در عالم شہادت بود وگاہ در عالم مثال۔ چنانچہ دریک شب ہزار کس آں سرور را علیہ وعلیٰ آلہ الصلوات والتسلیم بصور مختلفہ در خواب مے بینند واستفادہ ہا مے نمائیند اینہمہ تشکل صفات ولطائف اوست علیہ وعلیٰ آلہ الصلوات والتسلیم بصور تہائے مثالی وہمچنیں مریدان از صور مثالی پیران استفادہ ہا مینمایند وحل مشکلات میفرمایند"۔ انتہیٰ۔

دیہمیں نہج تحریر فرماتے ہیں جناب مولانا عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ اپنی کتاب مدارج النبوۃ میں۔ وبالجملہ دیدن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعد از موت مثال است چنانکہ در نوم مرئی میشود ودر یقظہ نیز مینماید وآں شخص شریف کہ در مدینہ منورہ

در قبر شریف آسودہ است ہماں متمثل میگردد و دریک آن بصور متعددہ عوام را در منام مینماید و خواص را در یقظہ"۔ انتہی۔

جواب شک ہفتم۔ اگرچہ بحسب احادیث صحیحہ مطلع ہونا آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام کا محفل ہذا سے خاصتہ بوقت ذکر ولادت بجہت کثرت صلوۃ وسلام حاضرین محفل شریف سابق ازیں باوجہ احسن اسقدر کہ دفع شک شاک کو کافی ہو بیان ہو چکا۔ لیکن اب بموجب اقوال بعض علماء بھی دفع شک شاک کیا جاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ مولوی محمد اسماعیل صاحب دہلوی بھی جو وہابیہ کے بڑے مقتدا ہیں اپنی کتاب صراط مستقیم میں لکھتے ہیں کہ "ارواح مقدس حضرت غوث الثقلین اور خواجہ بہاؤالدین قدس اللہ سرہما کی سید احمد صاحب پر ظاہر ہوئی۔ اور ایک پہر تک سید احمد صاحب کو دونوں اماموں نے توجہ قوی دی"۔ انتہی۔

محل انصاف ہے کہ سید احمد صاحب دہلی میں تھے اور کسقدر راستہ دور و دراز ہے یعنی بخارا و بغداد سے پاک روحیں آئیں اور توجہ قوی دی انکو کسطرح خبر ہوگئی کہ دہلی میں فلاں شخص سید احمد نام مرد صالح ہے آؤ وہاں چلکر انکو اپنے فیض سے مشرف کریں۔ جب بقول مولانا مذکور انکو باوجود اسقدر دوری کے خبر ہونا ثابت ہے۔ تو پھر معتقدین مولانا مذکور سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مطلع ہو جانے میں محفل مولد شریف سے تامل کرنا نہایت تعجب ہے۔ اور مولانا ومقتدانا واقف رموز شریعت و طریقت مولانا شاہ عبد العزیز علیہ الرحمۃ تفسیر عزیزی میں ماتحت آیۃ اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ عِلِّیِّیْنَ یوں تحریر فرماتے ہیں۔ "اور نیکوں کی ارواح وہاں (مقام علیین ہیں) پہونچتی ہیں اور مقربین یعنی اولیاء اللہ کی وہیں رہتی ہیں اور عوام صلحاء کو بعد اسم نویسی کے اور اعمالناموں کے پہونچنے کے موافق مرتبے کے کسیکو آسمان دنیا میں اور کسیکو زمین اور آسمان کے درمیان اور کسیکو چاہ زمزم میں رکھتے ہیں اور ان ارواحوں کو ایک علاقہ اپنی قبر سے بھی ہوتا ہے اس سبب سے زیارت کرنیوالوں اور اقربا اور دوستوں کے احوال سے

ہیں بشرط الخلو عن المنکرات الشرعیہ کے کوئی تردد نہیں پس بلا شبہ مقصود مؤلف رسالہ صحیح اور ادلہ اور روایات مذکورہ رسالہ مطابق کتاب و سنت و آراء صائبہ اہل حق ہیں۔ فللہ سبحانہ درہ۔ فقط العبد محمد ارشاد حسین رامپوری۔

ھذا ھو الحق الصراح والصدق القراح۔ العبد محمد گوہر علی عفی عنہ۔

المجیب مصیب وللہ درہ۔ بندہ عاصیم الٰہی بخش

تحقیقات مؤلف ہمہ بجا و درست است۔ شکر اللہ سعیہ۔ العبد محمد ولی النبی رامپوری

من قال سوی ذالک قد قال محالا۔ کتبہ ابو الخلیل محمد صدیق حسن پاکپتنی۔

للہ در المؤلف کہ مستحسن ہونا مجلس ذکر ولادت و دیگر حالات مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بشرط خالی ہونے منکرات شرعیہ سے از روئے شرع شریف ثابت کیا ہے اور مسئلہ قیام اگرچہ مختلف فیہ علمائے ہر زمانہ رہا ہے مگر اہل محبت کو تعظیم مستحسن اور مناسب تر ہے۔ اور لازم۔ کتبہ محمد عبد الکریم عفی عنہ مفتی رامپور

بیشک ذکر شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بمقتضائے حدیث شریف مَنْ اَحَبَّ شَیْئًا فَاَکْثَرَ ذِکْرَہٗ الخ وحدیث اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ الخ وحدیث لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ و دیگر احادیث و آیات علامت و نشانی ایمان کی ہے اور بناء ایمان کی اوپر محبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور علیٰ ہذا القیاس قیام و دیگر امور کہ جن میں تعظیم اور محبت پائی جاتی ہے اور منکر ان امور کا عناداً اور تعصباً محبت سے بے بہرہ اور مومنین مخلصین سے خارج۔ جیسا کہ تفصیل اس اجمال کی مؤلف رسالہ ہذا نے باحسن وجوہ کی ہے وللہ در مؤلفہ حیث اتی ببیانات موثقۃ بالآیات و الاحادیث واقوال العلماء والصلحاء والحمد للہ رب العالمین۔ العبد محمد عبد الغفار عفی عنہ رامپوری

رأیت ھذہ الرسالۃ فوجدت فیہا ما علیہ اہل السنۃ والجماعۃ من علماء المحققین والفضلاء المدققین والحق احق ان یتبع وان کرہ المعاندون۔ حررہ ابو سعید محمد علیم الشان

لقد قرء المؤلف العلام علیّ من اکثر ھذا الکتاب فوجدتہ مطابقا لکبراء القدماء الراسخین عبدہ ابوبکر علی احمد محمود اللہ شاہ الحنفی البدایونی کان اللہ تعالیٰ لہ۔

رأیت وسمعت هذہ الرسالۃ فوجدتہا موافقۃ لمذہب السنۃ والجماعۃ فاتباعہ جدیر وحقیق۔ محمد احمد عفی عنہ

ھذا بالاتباع حقیق فلنعم التحقیق۔ مہر مہتمم مدرسہ سلطانیہ دہلی

ھذا ھو الحق الصراح وباتباعہ النجاح والفلاح علم رشد ہر فیض قاسم قسمت عبد الحکیم

آنچہ در وست اتفاق اہل حق بر وست

کلہ حق وبالاتباع احق۔ محمد عمر دہلوی المجیب علی الحق۔ خادم شرع شریف وزیر الدین اعظم سوچ جامع مسجد دہلی

مجلس مولود شریف جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کو بہیئت متعارفہ مع القیام علمائے علی ممر الاعصار مستحسن جانا ہے اور استحسان علما حجت شرعیہ ہے بدلیل حدیث مَارَاٰہُ الْمُسْلِمُوْنَ حَسَنًا فَھُوَ عِنْدَ اللّٰہِ حَسَنٌ پس مستحسن ہونا مجلس شریف کا ثابت ہے اور عادت اہل حرمین کو صاحب ہدایہ نے دلیل استحباب گردانا ہے اور اہل حرمین شریفین اور دیگر بلاد کے علما بھی عادت مجلس موصوف کی رکھتے ہیں پس استحباب مجلس موصوف میں تردد نہیں ہے۔ محمد نذیر۔ تحقیقات مؤلف کی صحیح ہے۔ محمد عمر۔

جملہ تحقیقات مؤلف صحیح ہے۔ محمد نذیر احمد خان ولایتی مدرس مدرسہ احمد آباد۔

ھذا سیف اللہ المسلول علی اعناق المعاندین الوھابیین المنکرین لاحادیث الرسول فقط۔ الفقیر محمد حسین شاہ۔ ولایتی عفی عنہ۔ ساکن فیروز پور جھرکا

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد لمن جعل الانسان اشرف المخلوقات والصلوٰۃ والسلام علی سید الخلق المبعوث الی کافۃ المخلوقات من الانس والجنات وعلی آلہ وصحبہ الذین ھم نجوم الاھتداء وتعلیم المرضیات۔ اما بعد فلما کان وجود النبی صلی اللہ علیہ وسلم من اعظم النعم واجل الآلاء فی العالم فذکرہ ایضاً مستحسن شرعاً واطیب عقلاً کیف لا وقد قال اللہ سبحانہ وَاَمَّا بِنِعْمَۃِ رَبِّکَ فَحَدِّثْ کما صرح المؤلف الحبر القمقام والبحر الفخام واجل علماء العلام فی ھذہ الرسالۃ من الادلۃ الباھرۃ الراشدۃ علی الحق والصواب والحجج الساطعۃ الظاھرۃ من عقائد اھل السنۃ السنیۃ والشریعۃ البھیمۃ عیناً مغنیاً علی الثواب

الموھنۃ لمکائد النجدیۃ واباطیلھم الرذیلۃ الردیۃ التی کلھا فی تباب ۔
جزاہ اللہ عنا وعن سائر المسلمین خیر الجزاء و اٰخر دعونا ان الحمد للہ رب العلمین
العبد محمد ن المدعو بمحمد ریحان حسین المجددی ناظم المدرسۃ ارشاد العلوم واقع ریاست رامپور محلہ چاہ شور

نحمد اللہ العلی العظیم ونصلی ونسلم علی رسولہ الرؤف الرحیم وعلی آلہ وصحبہ الذین هم بدور الدجی من اللہ العظیم اما بعد رأیت ھذہ الرسالۃ فوجدتھا قرینا بالحق وعین الصواب فللہ در المؤلف المصیب حیث اتی بادلۃ باھرۃ علی استحسان المولد والقیام قامعۃ لاباطیل النجدیۃ واقاویلھم بما اجتمعت علیہ عصابۃ اھل السنۃ والجماعۃ کثرھم اللہ تعالی وجزاہ اللہ تعالی خیر الجزاء بحرمت سید الوری العبد محمد شجاعت علی الہاشمی المدرس فی المدرسۃ ارشاد العلوم۔

حامداً ومصلیا ومسلماً۔ میں نے مختلف جگھوں سے رسالہ مذکور کو دیکھا قرین صواب پایا نزدیک اہل السنۃ والجماعۃ یہ ہی حق ہے۔ ذکر میلاد وقیام مولد ایک امر مستحسن ہے بشرطیکہ خالی ہو منکرات شرعیہ سے جیسے کہ مؤلف علام نے جابجا تصریح فرمائی ہے۔ فقط
محمد ریحان حسین مجددی مدرس مدرسہ ارشاد العلوم رامپور

نعم التحقیق وجید التدقیق ولقد ظفرت بالمطالعۃ علی نحو مائۃ ونیف وعشرین رسالۃ معمولۃ فی المولد والقیام فلم ار احدا فی التخریج مھتدیا الی ھذا الطریق فقد صدق المقول الدائر والمثل السائر کم ترک الاول للآخر فھذا ما الحق الحقیق وتحققا للصدق بالتصدیق کیف وانما الھدایۃ من اللہ المفضل المنعام والتوفیق۔ کتبہ العبد الراجی الی رحمۃ اللہ الصمد

کیا اچھی تحقیق ہے اور کیا عمدہ تدقیق۔ بفضلہ تعالیٰ ایک سو بیس اور چند رسالے اس بحث میں میری نظر سے گذرے مگر ایسے نفیس دلائل میں نے کسی رسالے میں نہیں دیکھے اور نہ ایسا طرز استنباط۔ یہ مثال انہیں دلائل پر صادق آتی ہے کہ پہلے لوگ بہت کچھ پچھلوں کے واسطے حصہ چھوڑ گئے اور یہ اللہ کا فضل ہے جسکو چاہے عطا فرما دے۔

سید امام الدین احمد گلشن آبادی عرف ناسک عفی اللہ عنہ وعن سائر المسلمین

سید امام الدین گلشن آبادی (المعروف ناسک) خدا اُس سے اور تمام مسلمانوں سے درگذر فرماوے۔

ذالک کذالک۔ محمد حبیب الرحمن برہانپوری

حامدا ومصلیا ومسلما۔ محفل میلاد آنحضرت سرور کائنات علیہ الوف الصلوۃ والتسلیمات جو متضمن انواع خیرات وحسنات ہے بشرط عدم حضور منکرات بیشک مستحسن و مستحب اور باعث حصول فیوض وبرکات ہے اور یہ استحسان نزدیک علماء منصفین کے از قبیل اوضح واضحات ہے اور انکار منکرین معاندین قابل توجہ والتفات نہیں اور اس باب میں استدلال مؤلف بدلائل قویہ صحیحہ مستنبطہ احادیث وبیّنات صحیح اور واجب التسلیم ہے اور یہ تالیف منیف واسطے رفع خدشات منکرین اور قلع وقمع اصول معاندین کے ایک اصل عظیم ہے جعل اللہ سعی مولانا المؤلف مشکورا وجزاہ عنا وعن سائر المسلمین جزائًا موفورًا۔ حررہٗ واملاہ العبد المفتقر الی مولاہ عبید اللہ جعل اللہ آخرتہٗ خیرا من اولاہ۔ تاسع عشر محرم الحرام ۱۳۰۱ھ ہجریہ ببمبئی صانہا اللہ عن شر کل غبی غوی لدہیانوی مقیم بمبئی صدر مدرس جامع مسجد بمبئی۔ محمد خلیل الرحمان لدھیانوی ثم الجمباوی۔ سید مرتضیٰ مشہدی احمد آبادی۔ سید علاؤ الدین کوکنی شافعی۔ ھذا الدلائل کلہا مثبتۃ للمدعا بالکتاب والسنۃ لاشک فیہن فمن انکر فقد ضل وغوی

کتبہ القاضی محمد عثمان المدراسی وطناً الحنفی مذہباً کان اللہ لہٗ ولاسلافہ واخلافہ۔

ذالک الدلائل کلہا کافیۃ لاثبات المدعا لاریب فیہن۔ کتبہ الفقیر الراجی الی رحمۃ اللہ خادم العلماء السید اکرم اللہ عفی اللہ عنہ۔ متوطن بلدہ برہانپور۔

قد اتی الفاضل المتبحر الموفق من اللہ الوہاب بما ہو عین الحق والصواب واقام البرہان بالکتاب والسنۃ تاما علی وفق سلک المیزان کما ہو ظاہر لمن لہ ادنیٰ حدس فی ذالک والامعان۔ کتبہٗ خدیم العلماء سید محمد سعادت میر برہانپوری عفی عنہ

المجیب مصیب فدحمہ ولیلاہ۔ محمد جی۔ قد صح الدلائل کلہا۔ العبد محمد حسن عفی عنہ رسولی

لله در المجیب حیث اثبت امور المستحلۃ فی مجلس المیلاد مع القیام عند ذکر مولدہ صلی اللہ علیہ وسلم تعظیما لہ واجلالا بالدلائل القویۃ بالکتاب والسنۃ واجماع اہل السنۃ والجماعۃ امرلمن از اصول الدین وجمیع الدلائل صحیحۃ لاریب فیہا ومثبت للمدعی بثبوت لامردلہا۔ کتبہ محمد عبدالحی ابن مولنا عبدالرب مفتی جاورہ۔

ایں جملہ دلائل کہ فاضل جلیل برائے اثبات قیام در محفل میلاد خیر الانام علیہ افضل التحیۃ والسلام از کتاب اللہ و سنت رسول اللہ آوردہ بے ریب و شک صحیح است و کفی بہذا البیت لہ تمثلاً ۔ آنکس کہ بقرآن و خبر زو نرہی ۔ آنست جوابش کہ جوابش ندہی ۔

کتبہ عبدالاثیم غلام یحیی پشاوری۔

الحمد للہ الذی خلق الانسان وعلمہ البیان والصلوۃ والسلام علی رسولہ الذی بعث ھادیا للانس والجان وعلی آلہ واصحابہ الھادین الی طریق الحق والایقان۔ امابعد میں نے اس کتاب کو مختلف مقامات سے دیکھا ہر مسئلہ نہایت تحقیق سے لکھا ہے۔ حق تو یہ ہے کہ احقاق حق اور ابطال باطل کما حقہ کیا ہے۔ گروہ ناحق پژوہ وہابیہ نجدیہ کے عقائد فاسدہ کے خرمن پر بجلیاں ہیں۔ اور اہل حق کے چمنستان قلوب کی شادابی کے لئے ابر کرم و باران رحمت ہے۔ حق تعالی مصنف کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

کتبہ خویدم الطلبۃ ابو الاصفیا محمد عبدالواحد مجددی رامپوری عفا اللہ عنہ ذنبہ المعنوی والصوری۔

الحمد للہ سبحانہ وتعالی۔ والصلوۃ والسلام علی من لم یزل شرعہ بیناً لا اصلوۃ وسلاما یجمان اصحابا وآلا۔ امابعد۔ فقد اطلعت علی ھذہ الرسالۃ فوجدتہا مشحونۃ بحجج ظاہرۃ زاہرۃ۔ ومحتویۃ علی ادلۃ باہرۃ قاہرۃ۔ قامعۃ لاباطیل کل ضال نجدی جاحد۔ قاصمۃ لظہر کل مبطل ملحد ومعاند۔ فجزای اللہ سبحانہ وتعالی مولانا المؤلف خیر الجزاء وخصہ من فضلہ العمیم باوفی الاجزاء حیث اتی بما اجمعت علیہ ائمۃ امۃ خیر الوری واتفقت بہ عصابۃ اہل السنۃ السنیۃ والشریعۃ الھنیئۃ البیضاء۔ واخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام

علی ہادی الثقلین رحمۃ العالمین وآلہ وصحبہ اجمعین۔

قالہ بفمہ ورقمہ بقلمہ محمد ن المدعو بنور الحسین کان اللہ لہ وجعلہ قریر العینین فی الدارین وھو مالک الکونین ابن العلامۃ المرحوم شمس العلماء مولانا محمد ظہور الحسین قدس اللہ سرہ وافاض علینا من برکاتہ فی الدارین۔

الحمد للہ الذی اوجب علینا تعظیم حبیبہ سید المرسلین حیاۃ و مماتا۔ وجعل ذکرہ للمحبین قریر العینین و راحۃ وسہاتا والھمنا فی کل محجۃ البلجۃ نقصا واثباتا۔ والصلوۃ والسلام علی اولہ طٰہٰ ویٰس وعلی الہ وصحبہ المکرمین عند اللہ جمیعا و اشتاتا۔ اما بعد۔ فقد وقفت علی ھذہ الرسالۃ السنیۃ والصحیفۃ البھیۃ ما ذا ھی لدلائل الحقیق جامعۃ وللمقالات المبتدعین باعۃ دامعۃ فللہ سبحانہ۔ در مولانا المؤلف نثر اللہ درہ وتقبل جھدہ وشکر سعیہ و احسن فی الدارین رعیتہ بجاہ حبیبہ الامین والہ المیامین وصحبہ المسامین۔

نمقہ محمد احمد ن المدعو بسراج الحسین بن العلامۃ المرحوم شمس العلماء مولانا محمد ظہور الحسین النقشبندی المجددی الرامفوری قدس سرہ وافاض علینا من برکاتہ فی الدارین۔ آمین۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

واضح ہو کہ سنہ ہجری میں جب میں اس رسالہ کو مرتب کر رہا تھا۔ علاوہ ان بشارتوں کے جنکے ساتھ خاکسار جناب سید الابرار صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہوا جنکا ذکر موجب طوالت ہے ایک اس بشارت کو جو معرفت میرے ایک شاگرد کے جو پہلے گلابی سے وہابی تھے مجکو ملی۔ اور اللہ نے انکو ہدایت فرمائی اسکا درج کرنا بہت مناسب سمجھتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ حاجی رحیم بخش صاحب سنی حنفی اور مرزا مبارک بیگ صاحب گلابی وہابی بمقام ریاست الور (وطن اصلی خاکسار) مجھ سے اخلاق جلالی پڑھتے تھے۔ ان دونوں میں باہم قیام میلاد شریف کے متعلق ہمیشہ گفتگو ہوتی رہتی تھی۔ ایک دن خلاف عادت جب میں گھر سے نماز صبح کو نکلا۔ میں نے دیکھا کہ مرزا صاحب دروازہ پر نہایت پریشانی کھڑے ہیں۔

میں نے کہا کیا خبر ہے آج اس وقت خلافِ عادت کیسے آئے؟ کہنے لگے میں نے آج ایسا خواب دیکھا ہے کہ جسکے بیان کرنے سے ڈر لگتا ہے۔ اسواسطے کہ خالق اکبر کو جو شکل وصورت سے پاک ہے میں نے بصورت رسول اللہ دیکھا۔ اس طرح کہ ایک میدان بہت صاف و شفاف ہے جس پر بہت نفیس فرش بچھا ہوا ہے اور اسپر ایک طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسری جانب مجکو یقین ہے کہ اللہ جلشانہٗ خود بھی بشکل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ افروز ہیں مگر اسطرف دیکھا نہیں جاتا لہذا میں دوسری جانب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور میں نے چونکہ آپ سے وعظ میں بارہا سنا تھا کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپکا پیشاب جو کسی عذر سے پیالے میں رکھا ہوا تھا خوشبودار پانی سمجھکر پی لیا تھا اسکی برکت سے انکی سات پشت تک وہ خوشبو انکی اولاد کے سینوں سے مہکتی رہی۔ اس خیال سے مینے عرض کیا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کو پیشاب عطا ہوا تھا مجکو حضور کا کچھ پاخانہ ہی عطا ہو جاوے سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو حاضرین مجلس سے ارشاد فرمایا کہ سائل کو کچھ دیدو۔ انہوں نے کچھ گڑ کے پکے ہوئے میٹھے چاول مجکو ڈھاک کے نیم خشک پتے پر رکھکر دیدیئے مینے اسی جگہ کھڑے کھڑے کھا لیا اور پھر حضور میں عرض کیا کہ اس پتے کو میں کیا کروں۔ آپ نے فرمایا جو قائل قیام ہو اس پتے کی تعظیم کرے تو کہیں بھی پھینکدے۔ یہ سنکر میں نہایت شرمندہ ہوا۔ اور ایک بہت اونچی دیوار مجکو سامنے سے نمودار ہوئی۔ مینے دیکھا کہ میرا ہاتھ اتنا لمبا ہو گیا کہ مینے وہاں ہی کھڑے کھڑے اس پتے کو اس دیوار پر رکھدیا اور اسی وقت آنکھ کھل گئی۔ لہذا میں اسواسطے پریشان ہوں کہ یہ خواب ہے یا اضغاث احلام یعنی پریشان خیال۔ اسوجہ سے کہ اول تو اللہ جلشانہٗ کا دنیا میں دیکھنا محال اور پھر وہ بھی بشکل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مینے کہا بھائی تم بڑے قسمت والے ہو۔ شکر خدا بجالاؤ کہ اللہ نے تمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف فرمایا۔ اور قیام تعظیمی کے استحباب اور محبوب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہونے پر خدا رسول دونوں کی شہادت ملگئی۔ حدیث صحیح میں وارد ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاٰنِیْ فَاِنَّہٗ

لَایَتَمَثَّلُ بِی الشَّیطَانُ ۔ یعنی جس نے مجکو دیکھا بیشک مجکو ہی دیکھا اسواسطے کہ شیطان میرے ساتھ متمثل نہیں ہو سکتا۔

دوسری حدیث میں ہے مَنْ رَاٰنِی فَقَدْ رَاَی الْحَقَّ ۔ یعنی جس نے مجکو دیکھا اس نے بلاشبہ حق ہی کو دیکھا۔ بنا ء علیہ علما محققین فرماتے ہیں کہ حلیہ کے مطابق زیارت ہو خواہ مخالف حلیہ کے وہ زیارت حضور ہی کی ہے۔ مگر بصورت مخالفت حلیہ یہ سمجھنا چاہیئے کہ حضور کے آئینہ صورت میں مجکو اپنے اعمال کی شکل دکھائی گئی ہے اسواسطے کہ جب حضور اس عالم دنیا میں ظاہر موجود تھے جب بھی آپ کو ہر شخص اپنے مرتبہ کے موافق دیکھتا تھا۔ یعنی آپ کی آئینہ صورت میں اپنی عملی صورت کے موافق نہ کہ حضور کی صورت محبوبی۔ چنانچہ دفتر اول صفحہ ۱۱ مثنوی شریف مطبوعہ ۱۳۲۰ھ مطبع نولکشور بیان جنبیدن ہر کس از انجاست کہ ویست الخ میں ہے۔ اشعار۔

دید احمد را ابو جہل و بگفت	دیکھکر بو جہل نے شہ کو کہا
زشت نقشے کز بنی ہاشم شگفت	کیا بنی ہاشم سے ہیں یہ بدنما
گفت احمد مر ورا کہ راستی	شہ نے فرمایا کہ تو نے سچ کہا
راست گفتی گرچہ کار افزاستی	تو ہے سچا گو ہے تو بے حد برا
دید صدیقش بگفت اے آفتاب	دیکھ کر صدیق نے شہ کو کہا
نے ز شرقی نے ز غربی خوش بتاب	شرقی و غربی نہیں نور آپ کا
گفت احمد راست گفتی اے عزیز	ماہ و خور سے نور ہے شہ کا سوا
کہ رہیدہ تو ز دنیا ، نیچیز	شہ نے فرمایا کہ یہ بھی ہے بجا
حاضراں گفتند کے صدر الوری	عرض کی سب نے کہ اے خیر الوریٰ
راست گفتی تو دو ضد ہا را چرا	دو تو ضد ہو سکتی ہیں کیسے بجا
گفت من آئینہ ام مصقول دست	شہ نے فرمایا کہ میں ہوں آئینہ
ترک و ہندو در من آں بیند کہ ہست	جیسا جو ہے مجھ میں ہے وہ دیکھتا
ہر کرا آئینہ باشد پیش او	آئینہ جس شخص کے ہو روبرو
زشت و خوب خویش را بیند در و	نیک و بد اپنا وہ دیکھے دو بدو

اور زیادہ تحقیق اس امر کی میرے اس رسالہ رسول الکلام میں ہے۔ رہا اللہ جلشانہ کا بشکل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: یعنی اس امر کی تسلی آپ کو رسالہ موضوعات ملا علی قاری رحمۃ اللہ سے بوجہ احسن ہوسکتی ہے۔ مگر اب بھی صحبت وہابیہ اگر نہ چھوڑی تو دین و دنیا میں پریشان ہی رہو گے۔ دیکھو رسالہ المصنوع ملا علی قاری رحمۃ اللہ میں ہے۔ حدیث۔ رَاَیتُ رَبِّی یَومَ النَّفرِ عَلٰی جَمَلٍ اَورَقَ عَلَیہِ جُبَّۃُ صُوفٍ۔ موضوع ہے اور بے اصل مگر کتاب اللآلی میں ہے۔

عَنِ ابنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنہُ رَفَعَہٗ رَاَیتُ رَبِّی فِی صُورَۃِ شَابٍّ لَہٗ وَفرَۃٌ وَرُوِیَ فِی صُورَۃِ شَابٍّ اَمرَدَ۔ قَالَ ابنُ صَدَقَۃَ عَن اَبِی زُرعَۃَ حَدِیثُ ابنِ عَبَّاسٍ صَحِیحٌ لَا یُنکِرُہٗ اِلَّا مُعتَزِلِیٌّ۔ وَالحَدِیثُ اِن حُمِلَ عَلٰی رُؤیَۃِ المَنَامِ فَلَا اِشکَالَ وَاِن حُمِلَ عَلَی الیَقظَۃِ فَاَجَابَ المُحَقِّقُ ابنُ ہُمَامٍ بِاَنَّ ہٰذَا حِجَابُ الصُّورَۃِ۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعا مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دیکھا میں نے اپنے رب کو بیچ صورت جوان امرد کے کہ جسکے بال کانوں کی لو تک تھے۔ حضرت ابن صدقہ حضرت ابو زرعہ نقاد حدیث سے راوی ہیں وہ فرماتے تھے یہ حدیث صحیح ہے بجز معتزلی کے کوئی اسکا انکار نہیں کرسکتا۔ پھر اگر یوں کہا جاوے کہ یہ واقعہ خواب کا ہے تو کوئی اشکال نہیں (چنانچہ امام اعظم رحمۃ اللہ سے منقول ہے کہ آپ نے سو دفعہ اللہ جلشانہ کو خواب میں دیکھا اسواسطے کہ خواب میں قابل تاویل باتیں ہوتی ہیں اور اسے رویت تجلی صفات کہتے ہیں) اور اگر حضور نے بیداری میں دیکھا تھا تو اسکے یہ معنے ہیں کہ حجاب صورت میں تجلی ذات تھی نہ کہ نفس ذات بمثل وہی جہات کے۔

یہ سنکر مرزا صاحب نے توبہ کی اور اقرار کیا کہ اب سے آپ کے جلسہ ذکر میلاد میں ضرور حاضر ہوا کرونگا۔ اسکے چندروز بعد مخدوم و مکرم مولانا سلامت اللہ صاحب مرحوم رامپوری میرے استاد بھائی شاگرد حضرت قطب الارشاد مولانا و استاذنا مولوی ارشاد حسین صاحب مجددی نقشبندی قدس سرہٗ بطریق سیاحت منگلور۔ برہانپور۔ و بمبئی وغیرہ جاتے ہوئے مع مولانا

عبدالحق صاحب ولایتی و مولانا عبدالرشید صاحب مرحوم دہلوی اَلْوَر تشریف لے آئے اور پھر اس رسالہ کو دیکھکر بہت خوش ہوئے اور اول و دوم دلیل قیام رسالہ ہذا بہت پسند فرما کر نقل فرما کر ہمراہ لے گئے اور وقت واپسی جن جن مشاہیر علما کی مواہیر و تقاریظ دلائل مذکورہ پر لائے تھے انکی نقل خاکسار کو دے گئے لہذا بلفظہ بنسبت دلیل اول و دوم تقاریظ و مواہیر بعینہ درج رسالہ ہذا کیجاتی ہیں۔

ھذان الدلیلان صحیحان صحۃً لاریب فیھا ولاشک یعتریھا والمدعا ثابت بھما بثبوت لامرد لھا۔ کتبہ الراجی رحمۃ ربہ الباری مفتی سید عبدالفتاح الحسینی القادری

قد صحت المسئلۃ وصح الدلیلان وعلیہ الادلۃ الآخر سوی ھذین الدلیلین۔ عبدالرب بسکنہ ریاست ...

ھذان الدلیلان منطبقان علی المدعا انطباقا تاما۔ کتبہ خادم العلما عبدالرحیم بن میاں طاہر محمد ساکن بلدہ منگلور غفراللہ لہ۔

قد صح الدلیلان بجمیع مقدماتھما ونتائجھما بحیث لاغبار علیھما ولا ارتیاب فیھا۔ کتبہ محمد یعقوب ابن اسماعیل عفی اللہ عنہ۔

وللہ در المحقق العلامۃ المولوی دیدار علی حیث اقام الحجۃ القاطعۃ بالسنۃ والکتاب وما اتی بہ عین الصدق والصواب والبرھانان تامان علی المدعا والمثبتان للدعوی من غیر شک وارتیاب وقد ذکر استحبابہ الحلبی فی السیر باقوال شتی۔ محمد صدیق مدرس مدرسہ ہاشمیہ بمبئی۔ حسن بن نور محمد عفی اللہ عنہ قاضی سید عبداللطیف خادم شرع شریف خطیب بمبئی۔

ھذان الدلیلان صحیحان۔ محمد حبیب الرحمن برہانپوری۔ محمد برہان الدین مدرس مدرسہ ہاشمیہ بمبئی

فتوی عظیم فی استحباب مولد النبی الکریم

منقول از رسالہ احسن الکلام فی جواز المولد والقیام فی ۱۲۹۸ھ سنہ عرب سے منگایا گیا تھا

نقل فتاوے علمائے مدینہ منورہ و مکہ معظمہ و جدہ و حدیدہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سوال۔ ما قولکم رحمکم اللہ فی ان ... سوال۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین متین در باب

ذکر مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم
والقیام عند ذکر الولادۃ خاصۃ
مع تعیین الیوم وتزیین المکان و
استعمال الطیب وقراءۃ سورۃ من
القرآن واطعام الطعام للمسلمین
ھل یجوز ویثاب فاعلہ ام لا۔
بینوا جزاکم اللہ تعالیٰ خیر الجزاء۔

ذکر مولد نبی صلی اللہ علیہ وسلم مع قیام کرنیکی
وقت ذکر ولادت اور معین کرنے دن کے
اس ذکر خیر کے لئے اور تقسیم کرنے شیرینی
وغیرہ کے بعد ایصال ثواب بحضرۃ المصطفیٰ صلی اللہ
علیہ وسلم اور استعمال کرنے خوشبو اور
گلاب پاشی کے اس محفل مبارک میں اور
مزین کرنے مکان محفل کے بغرض اظہار مسرت
اور کھانا کھلانے مسلمانوں کے بعد ایصال ثواب طعام وکلام کے حضور نبوی میں صلے اللہ
علیہ وسلم۔ ان تمام باتوں کا کرنے والا مستحق ثواب ہوتا ہے یا مستحق ثواب کا نہ عذاب کا
بینوا توجروا۔

جواب۔ الحمد للہ الذی رفع السماء
بلا عمد ؕ اسئلہ العون والتوفیق
والسداد اعلم ان ذکر مولد النبی
صلی اللہ علیہ وسلم وجمیع مناقبہ
والحضور لسماعہ سنۃ لما روی ان
حسانا یفاخر عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم بحضرتہ والناس یجتمعون
لسماعہ بل النبی صلی اللہ علیہ
وسلم یدعو لحسان ویوضع لہ منبر
فیفاخر عنہ قائما علیہ لکن عمل
المولد الشریف علی ھذہ الھیئۃ
المجموعیۃ بتعیین الیوم والقیام
واطعام الطعام وغیر ذالک مما ذکر

جواب۔ الحمد للہ والصلاۃ والسلام علی
حبیبہ سید الوری وآلہ وصحبہ المجتبیٰ المرتضیٰ۔
بلا شبہ آپ کا ذکر ولادت اور معجزات
اور ارہاصات اور مناقب کا سننا سنت ہے
اسواسطے کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
بغرض سماع جمع ہوتے تھے اور حضرت حسان
رضی اللہ عنہ آپ کی نعت ومنقبت پڑھتے
بلکہ حضور حضرت حسان کے پڑھنے کے لئے
منبر بچھوا دیتے اور انکے واسطے دعا فرماتے
تھے اور اس ہیئت کذائی کے ساتھ جیسا کہ
تمام بلاد اسلام کے مسلمان آپکی مجلس میلاد
کرتے ہیں یہ بدعت حسنہ مستحبہ ہے اگر بہ نیت
خیر بغرض اظہار تعظیم حضور واظہار فرحت وسرور

فی السوال بدعة حسنة مستحبة لامانع من حصول الثواب بها بواسطة القصد الحسن ولاسیما اذا اقترن بالتبجیل والتعظیم والفرح والسرور بیوم مولد النبی العظیم یرجی ان یکون جزاءہ من اللہ الکریم ان یدخلہ بفضلہ العمیم جنات النعیم ولم یزل اهل الاسلام یحتفون و یحتفلون بصنع مولد النبی علیہ الصلوۃ والسلام ویعملون الماکولات النفیسة ویتصدقون بانواع الصدقات ویسرون بذالک غایة السرور ویزیدون فی المبرات ویتشرفون بقراءة المولد الکریم ویظهر علیهم من برکاتہ کل فضل عمیم فرحم اللہ امرأ اتخذ لیالی شهر ذالک المولد المبارک وایامہا اعیادا لیکون اشد علة علی من فی قلبہ مرض وعناد۔ کما فی المواهب اللدنیة۔ والحاصل ان مایصنع من الولائم فی المولد الشریف وقراءتہ بحضرة المسلمین وانفاق المبرات والقیام عند ذکر ولادة الرسول الامین ورش ماء الورد وایقاد البخور

بروز ولادت حضور کیجاوے۔ امید ہے کہ اللہ اس کے بانی کو جزاء جزیل اور اجر عظیم عطا فرماوے۔ اور اپنے فضل وکرم سے داخل جنت کرے اور ہمیشہ اہل اسلام ساتھ بہت بہت خیرات اور صدقات کے اس محفل کو قائم کرتے رہتے ہیں۔ اور اس کی برکات سے مشرف ہوتے ہیں۔ علی ہذا القیاس گلاب پاشی اور تزئین مکان اور قیام وقت ذکر ولادت اور قرارت قرآن اور صلاۃ وسلام سب امور مثل تعلم علم صرف ونحو وغیرہ کے بدعت حسنہ اور امور مستحسنہ ہیں۔ اور اس کا منکر بدعتی۔

حاکم اسلام کو لازم ہے کہ اسکو ایسی سزا دے کہ آئندہ پھر ایسا گستاخانہ انکار نہ کرے ایسو اسطے کہ ہر بدعت حرام نہیں ہوتی بلکہ بعض بدعت واجب ہوتی ہیں مثل دلائل قائم کرنیکے گمراہ فرقوں پر اور تعلم علم نحو وغیرہ کی جو معین علم کتاب و سنت ہیں اور بعض مستحب مثل بنانے رباطوں کے اور دینی مدرسوں کے اور بعض مباح مثل کھانے پینے پہننے میں فراخی کرنے کے۔

وتزئین المکان وقراءة شئ من
القرآن والصلوٰة علی النبی صلی الله
علیه وسلم واظهار الفرح والسرور
فلاشبهه فی انه بدعة حسنة
مستحبة وفضیلة شریفة مستحسنة
اذلیس کل بدعة حراما بل قدیکون
واجبة کنصب الادلة للرد علی الفرق
الضالة وتعلم النحو وسائر العلوم
المعینة علی فهم الکتاب والسنة
کماینبغی ومندوبة کبناء الربط و
المدارس ومباحة کالتوسع
فی الماکل والمشارب اللذیذة
والثیاب کمافی شرح المناوی
علی الجامع الصغیر عن تهذیب
النووی فلاینکرها الامبتدع
لااستماع لقوله بل علی حاکم
الاسلام ان یعزره والله اعلم
وصلی الله علی سیدنا محمد
واله وصحبه وسلم

سید یوسف صفا	السید محمد علی
السید عبدالله بن سید احمد	محمد بن احمد رفاعی
عمر ابن علی	علی حریری
سید مصطفیٰ	احمد سراج
حسن ادیب	ابوالبرکات
عبدالقادر رشاط	سید سالم
احمد الحبشی	محمد نور سلیمانی
عبدالرحیم البرعی	محمد عثمان کردی
قاسم	عبدالعزیز ہاشمی
یوسف رومی	محسن
مبارک ابن سعید	حامد
محمد ہاشم ابن حسین	عبدالله ابن علی
عبدالرحمان صفوی	

مواہیر علمائے مکہ معظمہ

عبدالرحمن سراج مفتی حنفی	احمد دحلان مفتی شافعی
حسن مفتی حنبلی	محمد شرقی مفتی مالکی
عبدالرحمان جمال حنفی	حسن طیب حنفی
سلیمان عیسٰے حنفی	عبدالقادر خوکیر حنفی
ابراہیم الفتنی حنفی	محمد جاد الله حنفی
احمد داغستانی حنفی	عبدالقادر شمس حنفی
عبدالرحمن افندی حنفی	ابوالحسن احمد حنفی
عبدالقادر سخی حنفی	محمد سعید حنفی

مواہیر علمائے مدینہ طیبہ

محمد امین نقی الحنفی	عبدالجبار مفتی حنبلی
سید جلال الدین	ابراہیم بن خیار

عبدالمطلب حنفی	احمد کمال حنفی	مواہیر علمائے جدہ	
محمد سعید الادیب حنفی	علی جودہ حنفی	علی بن احمد بامرس	احمد فتاح
سید عبداللہ کوشنک حنفی	حسن غریب حنفی	عباس بن جعفر بن صدیق	محمد سلیمان
ابراہیم نو موسی حنفی	احمد امین حنفی	احمد	محمد صالح
شیخ فردوس حنفی	عبدالرحمن عجمی حنفی	احمد عثمان	احمد بن عجلان
عبداللہ مشاط حنفی	عبداللہ فحاشی حنفی	عبدالرحیم بن محمد زبیدی	محمد صدقہ
محمد بابصیل شافعی	محمد سیوطی شافعی	مواہیر علمائے حدیدہ	
علی رہتی شافعی	محمد صالح زواری شافعی	الفقیر الی اللہ یحیی بن اکرم	علی شامی
عبداللہ زواری شافعی	محمد حبیب اللہ شافعی	علی بن عبداللہ	محمد بن سالم عالیش
احمد المحترادی شافعی	سلیمان عقبہ شافعی	محمد بن ابراہیم حضرمی	علی طحان
سید عمر شصلی شافعی	عبدالحمید الداغستانی شافعی	محمد بن عبداللہ	محمد بن داؤد بن عبدالرحمان
مصطفے عفیفی شافعی	منصور شافعی	علی بن محمد حیات	احمد بن محمد بن خلیل
منشادی شافعی	محمد راضی شافعی	عبدالرحمن بن علی حضرمی	

عالمِ اسلام خصوصاً عربوں میں مقبول ترین میلاد نامہ

مولود برزنجی

تصنیف

امام جعفر بن حسن برزنجی مدنی المتوفی ۱۱۷۹

ترجمہ و حاشیہ

علامہ نور بخش توکلیؒ

جامعہ اسلامیہ لاہور

1- فصیح روڈ. اسلامیہ پارک. لاہور. فون: 759 4003